آداب الزفاف

یعنی

احکام نکاح

حدیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں

مولانا عبدالنصیر علوی

جامعہ اشرفیہ لاہور

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آداب الزفاف

یعنی

احکام نکاح

(حدیث نبویہ کی روشنی میں)

مترجم

مولانا عبدالنصیر علوی جامعہ اشرفیہ لاہور

خزینہ علم و ادب

الکریم مارکیٹ اُردو بازار لاہور

Marfat.com

نام کتاب : خطباتِ حکیم الامت

ناشر : خزینہ علم و ادب

طابع : نذیر محمد ٢٩٧٦٣٤

مطبع : افضل شریف پرنٹرز ٢٢٥١٥

69888

ملنے کے پتے

❖ مکتبہ رحمانیہ اقراء سنٹر، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور۔ ☎ 7224228 7221395

❖ اسلامی کتب خانہ فضل الٰہی مارکیٹ، چوک اردو بازار، لاہور۔ ☎ 7223506 7230718

❖ مکتبۃ العلم ١٨- اردو بازار ٥ لاہور ٥ پاکستان ☎ 7211788 7231788

استدعا

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے انسانی طاقت اور بساط کے مطابق کتابت، طباعت، تصحیح اور جلد سازی میں پوری پوری احتیاط کی گئی ہے۔

بشری تقاضے سے اگر کوئی غلطی نظر آئے یا صفحات درست نہ ہوں تو از راہ کرم مطلع فرما دیں۔ ان شاء اللہ ازالہ کیا جائے گا۔ نشاندہی کے لئے ہم بے حد شکر گزار ہوں گے۔

(ادارہ)

Marfat.com

عرضِ ناشر

الحمد للہ الذی ارسل رسولہ الکریم لیھدینا الی الصراط المستقیم
وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی الہ واصحٰبہ اجمعین

اللہ عزوجل نے اپنے انبیاء ورُسل علیہم السلام کے ذریعے سے دُنیا کو اپنا پیغام ہدایت پہنچایا

﴿اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ......﴾ [النمل: ۱۲۵]

''اپنے ربّ کے راستے کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ بلائیے۔''

اور پیغام کے پہنچاتے ہی یہ نوید بھی سنادی کہ جو ان اچھی باتوں پر عمل پیرا ہوگا اور دین کی باتوں کی تبلیغ و اشاعت میں تن' من' دھن قربان کرنے کے لئے تیار ہوگا وہ یہ خوشخبری سن لے کہ اُس کے لئے اَبدی نعمتیں تیار کی گئی ہیں جنہیں ایسا دوام حاصل ہے کہ اُس کا مقابلہ دُنیا کی بڑی سے بڑی نعمت سے کرنا تو کجا تشبیہ دینا بھی محال ہے۔

ادارہ خزینہ علم وادب کی اپنے آغاز ہی سے یہ خواہش رہی ہے کہ جہاں یہ ادارہ علمی وادبی کتب شائع کررہا ہے وہیں یہ اللہ عزوجل سے دعا گو ہے کہ اس ادارے کی دینی کتب کی اشاعت میں بھی سرگرم عمل رکھے۔ان شاءاللہ

اسی سلسلے کہ ایک کڑی شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''آداب الزفاف'' کا اردو ترجمہ بعنوان ''احکام نکاح (احادیث نبویہ ﷺ کی روشنی میں) قارئین کرام کے سامنے پیش خدمت ہے۔

اس کتاب کا اس سے قبل مارکیٹ میں ترجمہ دستیاب نہیں اور ادارہ اللہ عزوجل کا بے حد شکر گزار ہے کہ اس نے کو اس کتاب کے شائع کرنے کی سعادت بخشی۔

شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب کو اپنے ایک دوست کے ولیمے کے موقع پر تقسیم کرنے کی غرض سے لکھا تھا اور ان کا مقصد فقط یہ تھا کہ لوگوں میں شادی بیاہ کے مواقع

Marfat.com

پر جو غیر شرعی رسم و رواج راہ پا گئے ہیں ان کا سد باب کیا جائے اسی وجہ سے کچھ مقامات عجلت کی وجہ سے تشنہ رہ گئے۔

ادارہ بے حد شکر گزار ہے مولانا عبدالرحمٰن نظامی صاحب کا جنہوں نے ان مقامات پر حواشی کا اضافہ کر کے اپنے طور پر اس کمی کو پورا کرنے کی کوشش کی۔ اس کے علاوہ بھی مولانا نے ایک مقام پر سونے کے زیورات کی بابت کچھ اختلافی بحث کی تھی جس پر مولانا نے بڑی سیر حاصل بحث کی ہے۔

ادارہ ان تمام حضرات کا انتہائی شکر گزار ہے جنہوں نے اس کتاب کے ترجمہ سے لے کر اشاعت تک کے سلسلہ میں دامے درمے سخنے تعاون فرمایا۔

مدیر مکتبہ

نذیر احمد

Marfat.com

فہرست

صفحہ	عنوان
۱۷	ابتدائیہ
۱۹	مُقدّمہ
۲۱	ملاقات کے وقت بیوی کے ساتھ دِلجوئی
۲۲	عورت کے سر پر ہاتھ رکھ کر اس کے لیے دُعا کرنا
۲۳	میاں بیوی کا اکٹھے نماز پڑھنا
۲۵	مباشرت کے وقت کی دُعا
۲۶	مباشرت کیسے کرے؟
۲۸	پشت میں مباشرت حرام ہے
	پہلی حدیث
۲۹	دوسری حدیث
۳۰	تیسری حدیث
	چوتھی حدیث
	پانچویں حدیث
۳۱	چھٹی حدیث
۳۲	دومرتبہ مباشرت کے درمیان وضو کرنا
	لیکن غسل بہتر ہے
۳۴	زوجین کا اکٹھے غسل کرنا
	پہلی حدیث
	دوسری حدیث

Marfat.com

	عنوان	صفحہ
۞	دوسری حدیث	۳۴
۞	سونے سے قبل جنبی (ناپاک) کا وضو کرنا	
۞	پہلی حدیث	
۞	دوسری حدیث	
۞	تیسری حدیث	
۞	اس وضو کا حکم	۳۶
۞	ناپاک آدمی کا وضو کی جگہ تیمّم کرنا	۳۷
۞	سونے سے پہلے غسل کرنا بہتر ہے	۳۸
۞	حائضہ سے مباشرت کرنا حرام	۳۹
۞	پہلی حدیث	
۞	دوسری حدیث	
۞	حائضہ سے مباشرت کرنے کا کفارہ	۴۱
۞	حائضہ سے کس قدر نفع اٹھا سکتا ہے	۴۲
۞	پہلی حدیث	
۞	دوسری حدیث	
۞	تیسری حدیث	
۞	پاک ہو جانے کے بعد کیا مباشرت جائز ہے	۴۳
۞	عزل کا جائز ہونا	۴۴
۞	پہلی حدیث	
۞	دوسری حدیث	
۞	تیسری حدیث	

	عنوان	صفحہ
❁	عزل نہ کرنا بہتر ہے	۴۶
❁	نکاح سے مقصود کیا ہونا چاہیے؟	۴۷
❁	شبِ زفاف کی صبح کو کیا کرے؟	۴۸
❁	گھر میں حمام بنانا واجب ہے	۴۹
❁	پہلی حدیث	
❁	دوسری حدیث	۵۰
❁	تیسری حدیث	
❁	باہمی خصوصی رازوں کا افشاء حرام ہے	۵۱
❁	پہلی حدیث	
❁	دوسری حدیث	
❁	ولیمہ کی وجوبیت	۵۳
❁	ولیمہ کا مسنون طریقہ	
❁	بغیر گوشت کے بھی ولیمہ جائز ہے	۵۷
❁	مالداروں کا ولیمہ میں مالی تعاون کرنا	۵۸
❁	صرف مالداروں کو بلانا حرام ہے	
❁	دعوت قبول کرنا واجب ہے	۶۰
❁	پہلی حدیث	
❁	دوسری حدیث	
❁	دعوت کی وجہ سے روزہ افطار کرنا	۶۱
❁	پہلی حدیث	۶۳
❁	دوسری حدیث	

Marfat.com

عنوان	صفحہ
نفلی روزے کی قضاء واجب نہیں	۶۴
پہلی حدیث	۶۵
ایسی دعوت کو چھوڑنا کہ جس میں گناہ کا کام ہو	
پہلی حدیث	
دوسری حدیث	۶۶
تیسری حدیث	۶۷
دعوت میں شریک ہونے والے کے لیے کیا مستحب ہے؟	۶۸
تیسری حدیث	۷۳
دوسرا کام	۷۴
پہلی حدیث	۷۵
دوسری حدیث	۷۶
تیسری حدیث	۷۷
بالرفاء والبنین کہنا جاہلانہ مبارکباد ہے؟	۷۸
دُلہن کا مردوں کی خدمت پر مامور ہونا	۷۹
گانا گانا اور دَف بجانا	۸۰
پہلی حدیث	
دوسری حدیث	۸۱
تیسری حدیث	۸۲
چوتھی حدیث	۸۳
پانچویں حدیث	
چھٹی حدیث:	۸۴

Marfat.com

نمبر	عنوان	صفحہ
۞	خلافِ شریعت امور سے اجتناب	۸۴
۞	تصاویر لٹکانا	
۞	پہلی حدیث	۸۵
۞	دوسری حدیث	۸۶
۞	تیسری حدیث	۸۷
۞	دیواروں پر پردے لٹکانا	۸۸
۞	بھنویں وغیرہ چونٹنا	۹۱
۞	ناخن پالش لگانا اور ناخن لمبے کرنا	
۞	داڑھی کاٹنا	۹۲
۞	عورتوں کے ساتھ مشابہت	۹۴
۞	سونے کی زیورات کی بابت	۹۵
۞	منگنی کی انگوٹھی	
۞	سونے کی انگوٹھی وغیرہ کا عورتوں پر حرام ہونا	۹۷
۞	پہلی حدیث	
۞	دوسری حدیث	۹۹
۞	تیسری حدیث	۱۰۰
۞	چوتھی حدیث	
۞	سونے کے حلقے پر وارد ہونے والے اشکالات اور ان کے جواب	۱۰۱
۞	عورتوں کیلئے مطلقاً سونے کے حلال ہونے پر اجماع کا دعویٰ اور جواب	
۞	اجماع صحیح کا وجود کسی حدیث صحیح کے خلاف محال ہے جب کہ کوئی صحیح	
۞	ناسخ بھی موجود نہ ہو	۱۰۲

Marfat.com

عنوان	صفحہ
پہلی دلیل	۱۰۳
دوسری دلیل	
وہ اجماع جس کے ساتھ کتاب اللہ یا سنت نہ ہو اس پر سنت کی تقدیم	۱۰۴
مذکورہ احادیث کے منسوخ ہونے کا دعویٰ اور اس کا بطلان	۱۰۷
پہلی بات	۱۱۱
دوسری بات	
تیسری بات	۱۱۲
خلاصہ بحث	
مذکورہ احادیث کا اباحت والی احادیث کے ذریعہ رد اور جواب	۱۱۳
ان احادیث کو زکوٰۃ کی ادائیگی نہ کرنے والے کے ساتھ مقید کرنا اور اس کا جواب	۱۱۵
جواب	
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فعل سے ان احادیث کی تردید اور جواب	۱۱۷
ان احادیث پر ایک اور قید اور اس کا جواب	
بیوی کے ساتھ حسن معاشرت واجب ہے	۱۲۳
نصائح بنام زوجین	۱۳۵
پہلی حدیث	۱۳۸

صفحہ	عنوان
۱۳۹	دوسری حدیث
	تیسری حدیث
	چوتھی حدیث
	پانچویں حدیث
	چھٹی حدیث
	[حرفِ اعتذار] حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ
	سے مروی چند نصائح کا اضافہ
۱۴۰	وعظ کی کیا نیت ہے؟
۱۴۱	لوگوں کی غرضیں وعظ سننے سے مختلف ہیں
	وعظ کی اصلی غرض
۱۴۲	قرآن نافع ہے اور پھر نفع نہیں ہوتا' کیا بات ہے؟
۱۴۳	وعظ کا نفع کس کو ہوگا؟
۱۴۴	عورتیں اپنی نوع کے اعتبار سے کامل ہوسکتی ہیں مردوں کی نوع سے
۱۴۵	ایمان کے ساتھ عمل کے ضروری ہونے کی ایک مثال سے وضاحت
۱۴۶	دین سیکھنے سے آتا ہے
۱۴۷	علم وعمل کی فہرست
	نماز روزہ اپنی ذات میں دین ہے
۱۴۸	بعض اعمال عورتوں کے متعلق
۱۴۹	عورتوں میں خاوند کی نافرمانی کا خاص مرض
۱۵۰	پردہ میں کمی کا مرض
	گھر کا کام کاج

Marfat.com

عنوان	صفحہ
غیبت کا مرض	۱۵۰
عورتوں میں ایک اور مرض مَردوں کے ساتھ مشابہت	
ایک قوم کو دوسری قوم کے ساتھ مشابہت کی مخالفت	
عورتوں میں رسوم کی پابندی	۱۵۳
نکاح میں سادگی کا اہتمام	۱۵۴
غمی کی رسمیں	۱۵۶
آیت کے تفسیری نکات	
دُنیا کی عورت	۱۵۷
عورت پر اپنے خاوند کی خدمت کرنا واجب ہے	۱۶۰
حرفِ آخر	۱۶۴
شیاطین کی حاضری اور اُن کے وساوس سے اللہ کی پناہ مانگنا	
سورۃ المومنون میں ارشادِ ربانی	
سورۃ الاعراف میں ارشادِ ربانی	۱۶۵
شیاطین کا گھر اور بستر میں رہنا	۱۶۶
جماع کے وقت کی دعا	

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

Marfat.com

Marfat.com

ابتدائیہ

الحمد لله رب العالمين، والعافية للمتقين، والصلوة والسلام على سيد الأنبياء والمرسلين و على عباد الله الصالحين۔

اما بعد!

معلّم انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانوں کی بھلائی کے لیے انہیں زندگی کے ہر شعبے کی بھلائی سکھائی، یہ کتاب جو کہ آپ کے ہاتھوں میں ہے زندگی میں کھلنے والے ایک نئے دریچے...... نکاح اور ولیمہ کے آداب وغیرہ کے بارے میں معلم انسایت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کا ایک مجموعہ ہے۔

کیونکہ زندگی کا یہی وہ گوشہ ہے کہ جس میں مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے روگردانی کی وجہ سے اس قدر اسراف کر بیٹھتا ہے کہ وہ جاہلیت کے اس طبقے کی حدود کو چھونے لگتا ہے کہ جنہوں نے اپنی راہِ منزل طریقہ مسلمانی سے جدا کر رکھی ہے۔
یہاں تک کہ شادی بیاہ کے اخراجات تمام مسلمانوں کی طاقت سے بالاتر ہو چکے ہیں اور مسلمان ان اخراجات کی وجہ سے رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے سے ہی کترانے لگے۔

اللہ جزائے خیر دے کہ شیخ البانی نے اس سلسلے میں مسلمانوں کی راہنمائی فرمائی لیکن کیا ہی اچھا ہوتا کہ اگر شیخ کو موقع فراہم ہوتا اور وہ اس میں ازدواجی زندگی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرتے لیکن پہلی رات کا چاند' چاند کی آئندہ آنے والی تاریخوں کا شعور دلاتا ہے حتیٰ کہ ''بدر کامل'' ہو جاتا ہے۔

اصل میں یہ کتاب شیخ نے اپنے محب ومحترم الاستاد عبدالرحمٰن البانی کی فرمائش پر

Marfat.com

ان کی شادی کے پرمسرت موقع پر تالیف فرمائی۔ الاستاد عبدالرحمٰن البانی نے "من سن سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها الى يوم القيامة" کے مصداق کو عملی جامہ پہناتے ہوئے اپنے اعزہ واحباب کو اس پرمسرت موقعہ پر یہ کتاب بطور ہدیہ پیش فرمائی۔

کتاب کی اہمیت کے پیش نظر خزینۂ علم وادب کے محترم نذیر صاحب نے بندہ کی توجہ کتاب کے ترجمہ کی طرف مبذول کرائی، چنانچہ بندہ نے اللہ سے مدد طلب کرتے ہوئے اس ترجمہ کا آغاز کیا جو کہ بحمد اللہ وسنۃ اختتام پذیر ہوا۔

اِس کتاب میں جہاں کہیں آپ کو کجی نظر آئے تو اس کی نسبت بندہ کی طرف کیجئے۔ ماشاءاللہ کہ شیخ سے اس کا صدور ہو۔

امید ہے کہ قارئین اس کوشش کو پسند فرمائیں گے اور اپنے مفید مشوروں سے نوازیں گے۔

والسلام

ابن عبدربہ العلوی

یوم الجمعہ

۳/ ذوالحجہ ۱۴۲۵ھ

مُقدّمه

تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے اپنی کتابِ محکم میں ارشاد فرمایا:

وَمِنْ آيَاتِهِ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً۔ [سورۂ روم: ٢١]

''اور اسی کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے تمہارے واسطے تمہاری جنس کی بیبیاں بنائیں کہ تم کو ان کے پاس آرام ملے اور تم میاں بیوی میں محبت اور ہمدردی پیدا کی۔''

اور درود وسلام ہو اللہ کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جن کا ارشادِ گرامی ہے:

تَزَوَّجُوا الْوُدُوْدَ الولود فانی مکاثربکم الانبیاء یوم القیام.

''تم شادی کرو زیادہ بچے جننے والی اور زیادہ محبت کرنے والی عورت سے کیونکہ قیامت کے دن میں تمہاری کثرت کی وجہ سے دوسرے انبیاء پر فخر کروں گا۔''

حمد وصلوٰۃ کے بعد!

جو آدمی شادی کرے اور مباشرت کا ارادہ رکھتا ہو ایسے شخص کے لیے اسلام میں کچھ آداب ہیں جن سے یا تو غفلت برتی جاتی ہے یا لوگ ان سے ناواقف ہیں حتیٰ کہ دین دار لوگ بھی، تو میں نے چاہا کہ میں اس بارے میں ایک رسالہ لکھوں اپنے ایک دوست کی شادی کے موقع پر تاکہ میں اپنے اس بھائی اور دوسرے مسلمان بھائیوں کی مدد کرسکوں ان احکامات پر عمل کرنے میں جنہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے لائے ہیں، اس کے بعد میں نے کچھ ایسے امور پر متنبہ کیا ہے جو ہر شادی شدہ کے لیے ضروری ہیں اور ان میں بہت سی شادی شدہ عورتیں (و مرد) مبتلا ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اس کے ذریعے

Marfat.com

نفع دے اور اسے خالص اپنی کریم ذات کے لیے بنا لے۔ انه هو البر الرحيم۔

یوں تو آدابِ زفاف بہت سے ہیں لیکن اس جلدی میں ہمارا مقصود ان کو بیان کرنا ہے جو سنت محمدیہ صلی اللہ علیہ سے ثابت ہیں کہ جن کی اسناد کے اعتبار سے انکار کی کوئی گنجائش نہیں اور نہ ہی شک کی گنجائش ہے حتیٰ کہ جو شخص ان پر عمل پیرا ہوا سے دینی بصیرت بھی حاصل ہو گی اور اپنے معاملے کی ثقاہت بھی اور میں اُمید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کا خاتمہ سعادت مندی کے ساتھ کریں گے اس بات کے بدلے کے طور پر کہ اس نے اپنی ازدواجی زندگی کا آغاز سنت کی اتباع میں کیا اور یہ کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنے ان بندوں میں سے کر دے کہ جن کا تذکرہ اللہ نے ان کے اس قول کے ساتھ کیا ہے:

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَٰجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا۔

[سورة الفرقان: ٧٤]

''اے ہمارے پروردگار! ہم کو ہماری بیبیوں اور ہماری اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک (یعنی راحت) عطا فرما اور ہم کو متقیوں کا نگران بنا۔''

اور اچھا انجام پرہیز گاروں کے لیے ہے جیسا کہ رب العالمین نے فرمایا:

إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي ظِلَٰلٍ وَّعُيُوْنٍ وَّفَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُوْنَ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْئًا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ۔

[سورة المرسلات ٤١:٤٤]

''پرہیز گار لوگ سایوں اور چشموں میں اور مرغوب میووں میں ہوں گے (اور اُن سے کہا جائے گا) اپنے اعمال (نیک) کے صلے میں خوب مزے سے کھاؤ پیو۔ ہم نیک لوگوں کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں۔''

Marfat.com

ملاقات کے وقت بیوی کے ساتھ دِلجوئی

جب خاوند بیوی کے پاس آئے تو اسے چاہئے کہ اس کی دلجوئی کرے چاہے وہ دلجوئی کسی پینے کی چیز کے ساتھ ہو۔ اس بارے میں حضرت اسماء بنت یزید بن السکن کی حدیث ہے وہ فرماتی ہیں کہ:

انی قینت عائشة لرسول الله صلی الله علیه وسلم، ثم جئته فدعوته لجلوتها، فجاء، فجلس الی جنبها، فاتی بعس لبن، فشرب، ثم ناولها النبی صلی الله علیه وسلم، فخفضت رأسها واستحیت، قالت أسماء: فانتهرتها، وقلت لها: خذی من ید النبی صلی الله علیه وسلم، قالت: فأخذت، فشربت شیئًا، ثم قال لها النبی صلی الله علیه وسلم، أعطیی تربك، قالت أسماء: فقلت: یا رسول الله! بل خذه فاشرب منه ثم ناولنیه من یدك، فأخذ فشرب منه ثم ناولنیه، قالت: فجلست، ثم وضعته علی رکبتیی، ثم طفقت أدیره وأتبعه بشفتیی لأصیب منه شرب النبی صلی الله علیه وسلم، ثم قال لنسوة عندی: ناولیهن، فقلن: لانشتهیه! فقال صلی الله علیه وسلم: لا تجمعن جوعًا وکذبًا.

''میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سنوارا، پھر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تا کہ آپ صلی اللہ علیہ

وسلم کو ان کے دیدار کے لیے بلاؤں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پہلو میں بیٹھ گئے۔ دودھ کا ایک پیالہ لایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ نوش فرمایا اور پیالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو تھما دیا۔ مارے شرم کے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سر جھکا لیا تو اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے انہیں ڈانٹا اور کہا کہ پکڑ لو۔ راویہ کہتی ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسے پکڑا اور تھوڑا سا دودھ پیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا کہ اپنی سہیلی کو دے دو۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود پکڑیئے تھوڑا سا پیجیئے اور پھر اپنے ہاتھ سے مجھے دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پکڑا، تھوڑا سا نوش فرمایا اور مجھے تھما دیا۔ اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں۔ میں بیٹھی اور اسے اپنے گھٹنے پر رکھ کر گھمانے لگی کہ جہاں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا ہے اُسے تلاش کرلوں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے پاس بیٹھی خواتین کے بارے کہا کہ انہیں بھی دے دو۔ تو وہ (ازراہِ مروت) کہنے لگیں ہمیں چاہت نہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جھوٹ اور بھوک کو جمع نہ کرو۔"

[مسند احمد ۶/ ۴۳۸، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۸، منذری ۴/ ۲۹۔ مسند حمیدی ۲/۱۶۱]

عورت کے سر پر ہاتھ رکھ کر اس کے لیے دُعا کرنا:

خاوند کو چاہیئے کہ پہلی مباشرت کے وقت یا اس سے پہلے، عورت کی پیشانی پر ہاتھ رکھے، بسم اللہ پڑھے اور دعائے برکت کرے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول دعا پڑھے:

اذا تزوج احدکم امرأة، أو اشتری خادمًا، [فلیاخذ بناصیتها]، [ولیسم الله عزوجل]، [ولیدع بالبرکة] ولیقل:

64888

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَالُكَ مِنْ خَیْرِھَا وَخَیْرَ مَا جَبَلْتَهَا عَلَیْهِ، وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّھَا وَشَرِّمَا جَبَلْتَهَا عَلَیْهِ.

[واذ اشتری بعیراً فلیأخذ بذروة سنامه، ولیقل مثل ذلك]

جب تم میں سے کوئی کسی عورت سے شادی کرے، یا غلام خریدے تو اس کی پیشانی کے بال پکڑے اور بسم اللہ پڑھے اور دعائے برکت کرے اور یہ کہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَالُكَ مِنْ خَیْرِھَا وَخَیْرِ مَا جَبَلْتَهَا عَلَیْهِ، وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّھَا وَشَرِّمَا جَبَلْتَهَا عَلَیْهِ.

''اے اللہ! میں تجھ سے اس کی بھلائی اور جو چیز اس کی خلقت میں داخل ہے اس کی بھلائی طلب کرتا ہوں اور اس کے شر سے اور اس چیز کے شر سے جسے تو نے اس کی خلقت میں داخل کیا میں تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اور جب اونٹ خریدے تو اس کو کوہان سے پکڑ کر یہی دعا کرے۔''

[بخاری ص ۷۷، ابوداؤد ا/۳۳۶، ابن ماجہ ا/۵۹۲، حاکم ۲/۱۸۵، بیہقی ۷/۱۴۸، اسنادہ جید]

میاں بیوی کا اکٹھے نماز پڑھنا:

میاں بیوی کو چاہئے کہ اکٹھے دو رکعت نماز پڑھ لیں کیونکہ اسلاف سے ایسا ہی منقول ہے اس بارے میں دو احادیث ہیں۔

الاول: عن أبی سعید مولی أبی أسید قال:

تزوجت وأنا مملوك، فدعوت نفراً من أصحاب النبی صلی الله علیه وسلم فیهم ابن مسعود وأبوذر وحذیفة، قال: وأقیمت الصلاة، قال: فذهب أبو ذر لیتقدم، فقالوا: الیك! قال: أو كذلك؟ قالوا: نعم، قال: فتقدمت بهم وأنا عبد مملوك

Marfat.com

وعلموني فقالوا:

اذا دخل عليك أهلك فصل ركعتين، ثم سل الله من خير ما دخل عليك، وتعوذ به من شره، ثم شأنك وشأن أهلك.

حضرت ابواسید کے مولی ابوسعید فرماتے ہیں کہ میں نے شادی کی اور میں غلام تھا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی دعوت دی، جن میں حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت ابوذر اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہم بھی شامل تھے۔ جب نماز کے لیے اقامت کہی گئی تو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ آگے بڑھنے لگے تو وہ کہنے لگے، ذرا ٹھہریئے تو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا ارے! کیا انہیں آگے کرنا ہے۔ تو وہ کہنے لگے ہاں۔

حاصل کلام ☆ یہ ہے کہ حدیث میں آتا ہے کہ مہمان میزبان کو امامت نہ کروائے۔ ہاں! مگر جب وہ اسے اجازت دے دے تو چونکہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ مہمان تھے، تو لوگوں نے معاملہ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کے سپرد کرنا چاہا)۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ان کی امامت کی حالانکہ میں غلام تھا تو انہوں نے مجھے سکھاتے ہوئے کہا:

جب تیری گھر والی تیرے پاس آئے تو دو رکعت نماز پڑھ لینا۔ پھر اللہ سے بھلائی کی درخواست کریں اور شر سے پناہ مانگنا۔

[مصنف ابن ابی شیبه ۷/ ۵۰، مسند عبدالرزاق ۶/ ۱۹۱، ۱۹۲]

الثاني: عن شقيق قال:

جاء رجل يقال له: أبو حريز، فقال: انيى تزوجت جارية شابة [بكراً]، واني أخاف أن تفركني، فقال عبدالله (يعني ابن مسعود):

ان الالف من الله، والفرك من الشيطان، يريد أن يكره اليكم

ما أحل الله لكم؛ فاذا اتتك فامرها أن تصلى وراء ك ركعتين

زاد في رواية أخرى عن ابن مسعود:

وقل: اَللّٰهُمَّ بَارِكَ لِيْ فِيْ اَهْلِيْ، وَبَارِكْ لَهُمْ فِيَّ، اَللّٰهُمَّ اجْمَعْ بِيْنَنَا مَا جَمَعْتَ بِخَيْرٍ؛ وَ فَرِّقْ بَيْنَنَا اِذَا فَرَّقْتَ اِلٰى خَيْرٍ

حضرت شقیق فرماتے ہیں کہ:

ایک شخص جس کا نام ابوحریز تھا وہ آیا اور کہنے لگا میں نے ایک نوجوان دوشیزہ سے شادی کی ہے مجھے اندیشہ ہے کہ وہ مجھ سے کہیں نفرت نہ کرے تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا:

محبت اللہ کی طرف سے اور نفرت شیطان کی طرف سے ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ جو چیز اللہ نے تمہارے لئے حلال کی ہے اسے تمہاری نظر میں ناپسندیدہ کردے، جب وہ تیرے پاس آئے تو اسے کہنا کہ وہ تیرے پیچھے دو رکعت نماز پڑھے۔ ایک روایت میں اضافہ ہے کہ یہ دعا بھی پڑھیں۔

وقل: اَللّٰهُمَّ بَارِكَ لِيْ فِيْ اَهْلِيْ، وَبَارِكْ لَهُمْ فِيَّ، اَللّٰهُمَّ اجْمَعْ بِيْنَنَا مَا جَمَعْتَ بِخَيْرٍ؛ وَ فَرِّقْ بَيْنَنَا اِذَا فَرَّقْتَ اِلٰى خَيْرٍ.

مباشرت کے وقت کی دُعا:

جب مباشرت کرنے لگے تو یہ دعا پڑھے:

بِسْمِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ، وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا.

''اللہ کے نام کے ساتھ، اے اللہ ہمیں شیطان سے بچا اور جو تو ہمیں عطا کرے اسے بھی شیطان سے بچا۔''

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ اگر اس مجامعت سے اللہ نے بچہ عطا کیا تو شیطان اسے کبھی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔

Marfat.com

[بخاری ۱۸۷۱۹، العشرة ۱/۷۹، مسند عبدالرزاق ۶/۱۹۳، ۱۹۴، طبرانی ۱۵۱/۲]

مباشرت کیسے کرے؟

مرد کے لیے عورت سے صرف اندام نہانی (قُبُل) میں مباشرت کرنا جائز ہے چاہے آگے کی جانب سے کرے یا پشت کی جانب سے کرے۔

ارشاد ربانی ہے:

نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ۔ [بقرة: ۲۲۳]

''تمہاری بیویاں تمہاری کھیتیاں ہیں تم اپنی کھیتی میں جہاں سے چاہو آؤ، خواہ آگے سے خواہ پیچھے سے۔ اس بارے میں کئی احادیث ہیں لیکن یہاں دو پر اکتفا کیا جارہا ہے۔''

الأول: عن جابر رضی الله تعالى عنه قال:

كانت اليهود تقول: اذا اتى الرجل امرأته من دبرها فى قبلها كان الولد أحول! فنزلت: ﴿نِسَاءُ كُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ﴾ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم مقبلة ومدبرة اذا كان ذلك فى الفرج]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں:

یہود کہا کرتے تھے کہ اگر آدمی عورت سے پشت کی جانب سے آ کر قبل میں وطی کرے تو بچہ بھینگا ہوتا ہے تو یہ آیت نازل ہوئی۔

نِسَاءُ كُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ۔ [سورة بقره: ۲۲۳]

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: چاہے آگے سے آؤ یا پشت کی جانب سے لیکن مباشرت صرف فرج (اندام نہانی) میں کرو۔

[بخاری ۱۵۴/۸، مسلم ۱۵۶/۴، نسائی ۷۶/۱-۲، سنن بیہقی ۱۹۵/۷، ابن عساکر ۹۳/۸، ۲/...

Marfat.com

الثانی: عن ابن عباس، قال:

کان هذا الحی من الأنصار؛ وهم أهل وثن، مع هذا الحی من یهود؛ وهم أهل کتاب، وکانوا یرون لهم فضلاً علیهم فی العلم، فکانوا یقتدون بکثیر من فعلهم، وکان من أمر أهل الکتاب أن لا یأتوا النساء الا علی حرف، وذلک أستر ما تکون المرأة، فکان هذا الحی من الانصار قد أخذوا بذلک من فعلهم، وکان هذا الحی من قریش یشرحون النساء شرحاً منکراً، ویتلذذون منهن مقبلات ومدبرات ومستلقبات؛ فلما قدم المهاجرون المدینة، تزوج رجل منهم امرأة من الانصار، فذهب یصنع بها ذلک، فأنکرته علیه، وقالت: انما کنا نؤتی علی حرف، فاصنع ذلک والا فاجتنبنی، حتی شری امرها، فبلغ ذلک رسول الله صلی الله علیه وسلم فأنزل الله عزوجل: نساؤکم حرث لکم فأتوا حرثکم أنی شئتم. أی: مبقلات و مدبرات ومستلقیات یعنی بذلک موضع الولد.

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ:

یہ رہا انصار کا قبیلہ، یہ بت پرست لوگ ہیں ان کے ساتھ یہود کا قبیلہ ہے اور یہ اہل کتاب ہیں۔ یہ اپنے آپ کو علمی اعتبار سے ان پر فائق خیال کرتے ہیں۔ انصار یہود کے بہت سے کاموں میں ان کی اقتداء کرتے ہیں اور اہل کتاب کا طریقہ ہے کہ وہ عورت سے صرف ایک جانب سے مباشرت کرتے ہیں اور یہ عورت کے لیے زیادہ باعث شر ہے۔

Marfat.com

انصار نے بھی ان کے اس فعل کو لیا۔ اور یہ رہے قریش تو یہ اپنی خواتین سے ہر طرح سے لذت حاصل کرتے ہیں آگے سے، پیچھے سے اور چت لٹا کر۔ جب مہاجرین کی مدینہ منورہ آمد ہوئی۔ تو ایک مہاجر نے ایک انصاری عورت سے شادی کی، تو اس نے اس عورت کے ساتھ ویسا ہی کیا تو عورت نے اسے ناپسند کیا اور کہنے لگی ہمارے ہاں تو صرف ایک جانب سے مباشرت کا رواج ہے۔ چاہتے ہو تو یونہی کرو ورنہ دور رہو۔ معاملہ بگڑ گیا اور بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک جا پہنچی تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿نِسَآءُ كُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنّٰى شِئْتُمْ﴾

''یعنی چاہے آگے سے یا پیچھے سے یا چت لٹا کر۔''

لیکن آ و موضع ولد (جائے پیدائش) میں۔ [ابوداؤد ا/۳۷۷، حاکم ۲/۱۹۵، ۲۷۹، بیہقی ۷/۱۹۵، خطابی فی غریب الحدیث ۳/۷۳/۲ سندہ حسن]

پشت میں مباشرت حرام ہے:

جب کہ پشت میں مباشرت کرنا حرام ہے۔ سابقہ آیت اور احادیث کا مفہوم اسی بات پر دلالت کرتا ہے۔

نِسَآءُ كُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنّٰى شِئْتُمْ۔

جب کہ اس بارے میں بھی متعدد احادیث مروی ہیں۔

پہلی حدیث:

الأول: عن أم سلمة رضى الله عنها قالت:

لما قدم المهاجرون المدينة على الأنصار، تراوجوا من نسائهم ، وكان المهاجرون يجبون، وكانت الأنصار لا تجبى، فاراد رجل من المهاجرين امرأته على ذلك، فأبت عليه حتى تسأل رسول الله صلى الله عليه وسلم ، قالت:

Marfat.com

فأتته، فاستحيت أن تسأله، فسألته ام سلمة، فنزلت: ﴿نِسَاءُ كُمْ حَرْثٌ لَكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ﴾، وقال: لا؛ الا فی صمام واحد.

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، فرماتی ہیں کہ:

جب مہاجرین مدینہ تشریف لائے تو انہوں نے انصار کی عورتوں سے شادی کی اور مہاجرین اپنی عورتوں کو اُلٹا لٹایا کرتے تھے جب کہ انصار ایسا نہ کرتے تھے تو ایک مہاجر شخص نے بھی اپنی بیوی کے ساتھ ایسا کرنا چاہا تو اس نے ایسا کرنے سے روک دیا جب تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ پوچھ لے۔ فرماتی ہیں کہ وہ آئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شرم کے مارے نہ پوچھ سکی۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا، تو اس پر یہ آیت شریفہ نازل ہوئی:

﴿نِسَاءُ كُمْ حَرْثٌ لَكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ﴾ - [سورة بقره: ۲۲۳]

فرمایا صرف ایک سوراخ میں۔ [احمد ۶/ ۳۰۵، ۳۱۰، ۳۱۸، ترمذی ۳/ ۷۵، ابویعلی ۳۲۹/ ۱، ابن ابی حاتم فی تفسیرہ ۳۹/ ۱، بیہقی ۷/ ۱۹۵]

دوسری حدیث:

الثانی: عن ابن عباس رضی الله عنه قال:

جاء عمر بن الخطاب الی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال: یا رسول الله! هلكت. قال: وما الذی أهلك؟ قال: حولت رحلی الليلة، فلم يرد عليه شيئًا، فأوحى الى رسول الله صلی الله علیه وسلم هذه الآية: ﴿نِسَاءُ كُمْ حَرْثٌ لَكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ﴾، يقول اقبل وادبر، واتق الدبر.

Marfat.com

والحيضة.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور کہنے لگے۔ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اپنی سواری اُلٹا دی۔ (مراد یہ ہے کہ بیوی سے پشت کی جانب سے قبل میں مباشرت کر ڈالی) تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی جواب نہ دیا اور یہ آیت شریفہ نازل ہوئی۔

نِسَاءُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ۔

فرمایا آگے سے آؤ، خواہ پیچھے سے آؤ لیکن دبر (پشت) اور حائضہ سے بچو۔

[نسائی ۲/۷۶، ترمذی ۲/۱۶۲، ابن ابی حاتم ۱/۳۹، طبرانی ۲/۱۵۶/۳۔ واحدی ص ۵۳]

تیسری حدیث:

الثالث: عن خزيمة بن ثابت رضى الله عنه:

أن رجلاً سأل النبيى صلى الله عليه وسلم عن اتيان النساء فى ادبارهن، أو اتيان الرجل امرأته فى دبرها؟ فقال النبى صلى الله عليه وسلم: حلال. فلما ولى الرجل دعاه، أو أمر به فدعيى، فقال: كيف قلت؟ فيى أى الخربتين، أو فيى أى الخرزتين، أو فى أيى الخصفتين؟ أمن دبرها فى قبلها؟ فنعم، أمن من دبرها فيى دبرها؟ فلا، فان الله لا يستحيى من الحق، لاتأتوا النساء فى أدبارهن.

حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عورتوں کے ساتھ ان کی پشت میں مباشرت کرنے کے بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حلال ہے۔

جب آدمی چلا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بلایا اور پوچھا: تم نے کیا کہا تھا؟ کون سے سوراخ میں یا کہ پشت کی جانب سے قبل (اندام نہانی) میں اگر ایسا ہے تو پھر تو ٹھیک ورنہ اگر دبر کی جانب سے دبر میں کیا تو یہ ناجائز ہے۔ اللہ تعالیٰ حق بات سے شرماتا نہیں عورتوں سے ان کی پشت میں مباشرت نہ کرو۔

[رواہ الشافعی ۲/۲۶۶، بیہقی ۷/۱۹۶، دارمی ۱/۱۴۵، طحاوی ۲/۲۵]

چوتھی حدیث:

الرابع: لا ينظر الله الى رجل يأتى امرأته فى دبرها.

عورت سے پشت میں مباشرت کرنے والے کی طرف اللہ تعالیٰ کی نظر رحمت نہیں ہوتی۔ [نسائی ۲/۷۷، ۷۸/۱، ترمذی ۱/۲۱۸، ابن حبانی ۱۲۰۳، مسند احمد ۲/۲۷۲]

پانچویں حدیث:

الخامس: ملعون من يأتى النساء فى محاشهن. يعنى: أدبارهن.

''عورتوں کے ساتھ پشت میں مباشرت کرنے والا ملعون ہے۔''

[ابن عدی ۱/۲۱۱ سنن ابوداؤد ۲۱۶۲، احمد ۲/۴۴۴، ۴۷۹]

چھٹی حدیث:

السادس: من أتى حائضاً، أو امرأة فى دبرها، أو كاهناً فصدقه بما يقول؛ فقد كفربما أنزل على محمد.

جس نے حائضہ سے یا اپنی بیوی سے پشت میں مباشرت کی یا کاہن کے پاس آیا اور اس کی باتوں کی تصدیق کی تو اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ دین سے کفر کیا۔

[رواہ اصحاب السنن الاربعة الا النسائی' دارمی ۲/۴۰۸، ۱۴۷۶]

Marfat.com

دومرتبہ مباشرت کے درمیان وضو کرنا:

جب کسی آدمی نے جائز جگہ مباشرت کی پھر (معاً بعد) دوبارہ کرنا چاہے تو پہلے وضو کرے۔ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

اذا أتى أحدكم اهله، ثم أراد أن يعود، فليتوضأ [بينهما وضوءًا] (وفي رواية: وضوء ه للصلاة) [فانه أنشط في العود]

جب تم میں سے کوئی اپنی بیوی کے ساتھ مباشرت کرے، پھر دوبارہ کرنا چاہے تو دوسری مرتبہ سے پہلے وضو کرلے ایک روایت میں ہے کہ ایسا وضو کرے جیسا کہ نماز کے لیے کرتا ہے کیونکہ یہ دوبارہ مباشرت کے لیے چست کردے گا۔[مسلم ۱/۱۷۱، مسند ابن ابی شیبہ ۱/۵۱/۱۲ احمد ۳/۲۸ صحیح سنن ابوداؤد ۲۱۶]

لیکن غسل بہتر ہے:

لكن الغسل أفضل من الوضوء لحديث أبي رافع أن النبي صلى الله عليه وسلم طاف ذات يوم على نسائه، يغتسل عند هذه وعند هذه، قال: فقلت له: يا رسول الله! ألا تجعله غسلاً واحدًا؟ قال:

هذا أزكى وأطيب وأطهر.

لیکن وضو کی نسبت غسل کرنا افضل ہے۔حدیث ابورافع کی وجہ سے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے پاس تشریف لے گئے۔اس کے پاس غسل کرتے پھر اس کے پاس۔راوی کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی دفعہ غسل کیوں نہیں فرمالیتے؟ فرمایا یہ

Marfat.com

زیادہ ذریعہ پاکیزگی ہے۔

[ابو داؤد، نسائی ۱/۷۹ طبرانی ۱/۹۶/۶، صحیح السنن ۲۱۵]

زوجین کا اکٹھے غسل کرنا:

اور یہ بھی جائز ہے کہ میاں بیوی اکٹھے ایک ہی جگہ غسل کریں۔ اگرچہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ بھی رہے ہوں اس بارے میں بھی متعدد احادیث ہیں۔

پہلی حدیث:

الأول: عن عائشة رضی الله عنها قالت:

كنت أغسل أنا و رسول الله صلى الله عليه وسلم من اناء بيني وبينه واحد [تختلف أيدينا فيه] فيبادرني حتى أقول: دع لي، دع لي، قالت: وهما جنبان.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ:

میں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی برتن سے غسل کیا کرتے تھے جب کہ برتن ہمارے درمیان ایک ہی ہوا کرتا تھا۔ ہمارے ہاتھ باہم ٹکراتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہل کرتے تو میں کہتی میرے لیے چھوڑ دیجئے' میرے لیے چھوڑ دیجئے ...... فرماتی ہیں کہ ہم دونوں جنبی (بحالت ناپاکی) ہوا کرتے تھے۔ [رواہ ابی مسلم و ابو عوانہ فی صحاحہم]

دوسری حدیث:

الثاني: عن معاوية بن حيدة قال:

قلت: يا رسول الله! عوراتنا مانأتيى منها وما نذر؟ قال: احفظ عورتك الا من زوجتك أوما ملكت يمينك. قال:

قلت: يا رسول الله! اذا كان القوم بعضهم فى بعض؟ قال:

ان استطعت أنْ لا يرينها أحد، فلا يرينها.

قال:

قلت: يا رسول الله! اذا كان أحدنا خاليًا؟ قال: الله أحق أن يستحيى منه من الناس.

دوسری حدیث:

حضرت معاویہ بن حیدۃ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ:

میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ہم اپنی شرمگاہوں کی کس سے حفاظت کریں اور کس سے نہ کریں؟ ارشاد ہوا: اپنی شرمگاہ کی اپنی بیوی اور باندی کے علاوہ ہر ایک سے حفاظت کر۔ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! جب لوگ باہم اکٹھے ہوں تو......؟ فرمایا: اگر اتنی استطاعت ہو کہ اسے کوئی نہ دیکھے تو پھر اتنی احتیاط کرو کہ تمہاری شرم گاہ کو کوئی نہ دیکھے۔

کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! جب ہم میں سے کوئی تنہا ہو تو؟ فرمایا: اللہ لوگوں سے زیادہ حق دار ہے کہ وہ اس سے شرم محسوس کریں۔

[رواه اصحاب السنن النسائی، احمد ٥/٤،٤، بیهقی ١/١٨٨، ابوداؤد ٢/١٧١]

سونے سے قبل جنبی (ناپاک) کا وضو کرنا:

اور وہ دونوں وضو کے لئے بغیر جنبی حالت میں نہ سوئیں۔ اس بارے میں بھی متعدد احادیث ہیں۔

پہلی حدیث:

الأول: عن عائشة رضى الله عنها قالت:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا أراد أن [يأكل أو]

ينام وهو جنب غسل فرجه، وتوضأ وضوء ه للصلاة.

[اخرجه البخاری ،مسلم و ابوعوانة]

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے، فرماتی ہیں:

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناپاکی کی حالت میں کھانا یا سونا چاہتے تو شرمگاہ دھوتے اور نماز کی طرح کا وضو کرتے۔

دوسری حدیث:

الثاني: عن ابن عمر رضى الله عنهما:

أن عمر قال: يا رسول الله! أينام أحدنا وهو جنب؟ قال: نعم اذا توضأ، وفي رواية:

توضأوا غسل ذكرك، ثم نم. وفي رواية:

نعم، ليتوضنا ثم لينم حتييغتسل اذا شاء.

وفي أخرى:

نعم، ويتوضأ ان شاء

دوسری حدیث:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم میں سے کوئی جنبی ہونے کی حالت میں سوسکتا ہے؟ فرمایا ہاں جب وضو کرلے، ایک روایت میں ہے کہ وضو کرے، اور اپنی شرمگاہ کو دھولے، پھر سو جائے''۔ جب کہ ایک روایت میں ہے کہ اگر چاہے تو وضو کرے۔

[اخرجه الثلاثة فی صحاحهم۔صحيح ابو داؤد ۲۱۷]

الثالث: عن عمار بن ياسر رضى الله عنه أن رسول الله

صلى الله عليه وسلم قال:

ثلاثة لاتقربهم الملائكة: جيفة الكافر، والمتضمخ بالخلوق، والجب الا ان يتوضأ.

تیسری حدیث:

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا فرشتے تین قسم کے لوگوں کے قریب نہیں جاتے: (۱) مردار کافر (۲) خلوق خوشبو (زعفران وغیرہ سے بنی ہوئی خوشبو۔ اس سے ممانعت اس وجہ سے ہے کہ یہ عورت کی خوشبو ہے۔) لگانے والا (۳) بے وضو جنبی (ناپاک شخص)۔

[حدیث حسن۔ابو داؤد ۲/ ۱۹۲، ۱۹۳، ضعیف سنن ابو داؤد ۲۹]

اس وضو کا حکم:

حديث عمر أنه سأل رسول الله صلى الله عليه وسلم أينام أحدنا وهو جنب؟ فقال:

نعم، ويتوضا ان شاء.

یہ وضو واجب نہیں، البتہ مستحب موکد ہے۔ دلیل اس کی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث، کہ جب انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: کیا ہم میں سے کوئی جنبی حالت میں سوسکتا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ہاں اور اگر چاہے تو وضو کرے۔

[صحیح ابن حبان ۲۳۲]

حديث عائشة قالت:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ينام وهو جنب من غير أن يمس ماً [حتى يقوم بعد ذلك فيغتسل]

Marfat.com

اس کی تائید حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث سے بھی ہوتی ہے ۔وہ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ جنبی ہونے کی حالت میں پانی کو چھوئے بغیر سو جایا کرتے تھے ،جب بیدار ہوتے تو غسل فرماتے ۔ (ابن ابی شیبہ ۱/۴۵/۱،رواہ اصحاب السنن النسانی ،ورواہ الطحاوی؛ الطیالسی،احمد والبغوی۔ [۹/ ۸۵/ ۱۱۰۱/ ۱۱۴/ ۲/ ۲/، صحیح ابوداؤد ۲۲۳]

کان یبیت جنباً فیاتیه بلال، فیؤذنه بالصلاة، فیقوم فیغتسل، فأنظر الی تحدر الماء من رأسه، ثم یخرج فأسمع صوته فی صلاة الفجر، ثم یظل صائماً. قال مطرف: فقلت لعامر: فی رمضان؟ قال: نعم، سواء رمضان أو غیره.

ایک روایت میں ہے کہ:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ناپاکی حالت میں رات گزارتے ،صبح جب بلال اذان دیتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اٹھتے اور غسل کرتے ،اور میں آپ ﷺ کے سرمبارک سے پانی ٹپکتے دیکھتی ،پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جاتے اور میں نماز فجر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز کی سماعت کرتی ،پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزے سے رہتے۔

مطرف کہتے ہیں کہ میں نے سے پوچھا کیا رمضان میں؟ تو وہ کہنے لگے ہاں، رمضان میں بھی اور اس کے علاوہ بھی۔

[صحیحہ ابن ابی شیبہ ۲/ ۱۷۳/ ۲۔احمد ۶/ ۱۰۱،۲۵۴،منه ابو احلی ۱/۲۲۴]

ناپاک آدمی کا وضو کی جگہ تیمّم کرنا:

کبھی کبھار وضو کی جگہ تیمّم کرنا بھی جائز ہے۔

لحدیث عائشة قالت:

کان رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا أجنب فأراد أن

ینام توضأ، اوتیمم۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جنبی حالت میں ہوتے تو سونے کے لئے وضو فرماتے یا تیمّم کرتے۔

[بیہقی ۱/۲۰۰، اسنادہ حسن]

سونے سے پہلے غسل کرنا بہتر ہے:

میاں بیوی دونوں کا غسل کرنا بہتر ہے۔

لحدیث عبدالله بن قیس قال:

سألت عائشة قلت: کیف کان یصنع فی الجنابة؟ أکان یغتسل قبل أن ینام، أم ینام قبل أن یغتسل؟ قالت: کل ذلك قد کان یفعل، ربما اغتسل فنام، وربما توضأ فنام، قلت: الحمد لله الذی جعل فی الامر سعة.

حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ ناپاکی کی حالت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل کیا ہوا کرتا تھا' سونے سے پہلے غسل فرماتے تھے یا بغیر غسل فرمائے استراحت فرماتے تھے؟ فرمانے لگیں: دونوں طرح کیا کرتے تھے، کبھی تو غسل فرما کر سوتے اور کبھی وضو کر کے سوتے میں نے کہا: تمام تعریف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے کہ جس نے معاملات میں وسعت اور گنجائش رکھی ہے۔[۱]

[مسلم ۱/۱۷۱، ابوعوانہ ۱/۲۷۸، احمد ۱۴۹،۶]

---

۱ وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجْنِبُ ثُمَّ يَنَامُ ثُمَّ يَتَنَبَّهُ ثُمَّ يَنَامُ . (رواہ احمد)

Marfat.com

حائضہ سے مباشرت کرنا حرام:

حیض کی حالت میں مباشرت کرنا حرام ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّى يَطْهُرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ۔ [سورة البقرہ ۲۲۲]

''اور تجھ سے پوچھتے ہیں حکم حیض کا کہہ دے وہ گندگی ہے سو تم الگ رہو عورتوں سے حیض کے وقت اور نزدیک نہ ہو ان کے جب تک پاک نہ ہوویں پھر جب خوب پاک ہو جاویں تو جاؤ ان کے پاس جہاں سے حکم دیا تم کو اللہ نے بیشک اللہ کو پسند آتے ہیں توبہ کرنے والے پسند آتے ہیں گندگی سے بچنے والے۔''

...... مسند احمد، کتاب باقی مسند الانصار، باب حدیث ام سلمة زوج النبی، ح ۲۵۳۴۱

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حالت جنب میں سو جایا کرتے تھے اور پھر جاگتے پھر سو جاتے۔

جیسا کہ علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کچھ طریقے سلیقے سے یہ ظاہر کر دیا کہ آپ ﷺ کبھی کبھی ازدواجی تعلق قائم کرنے کے بعد استنجاء کرتے' ہاتھ دھوتے اور وضو کرتے مطلب یہ ہے کہ ظاہری ناپاکی دور کرتے اور سو جاتے اور پھر جاگتے تو غسل فرما لیتے۔ زیر نظر حدیث میں کہا گیا ہے کہ آپؐ حالت جنب میں سو جاتے تھے اس کا مطلب یہی ہے کہ جو پیچھے بیان ہوا کہ بغیر غسل کئے سو جاتے لیکن سوتے جاگتے رہتے اس کے بعد آپؐ کے غسل کا ذکر نہیں کیا گیا تو اس کا مطلب یہ نہیں لیا جا سکتا کہ آپؐ غسل کرنا ضروری نہیں سمجھتے تھے یا یہ کہ بعض اوقات غسل نہیں کرتے تھے بلکہ سیدھا مفہوم اس کا یہی ہے کہ آپؐ کی آنکھ کبھی لگ جاتی کبھی آپؐ جاگ جاتے لیکن جب آپؐ کی عبادت کا وقت قریب آتا تو اٹھتے غسل کرتے اور عبادت میں مصروف ہو جاتے اگر اس جگہ اس کا ذکر نہیں کیا گیا تو اس کا مفہوم ہم یہی بیان کر سکتے ہیں کہ اس کے ذکر کی اس وقت بیان کرنے والے کو ضرورت پیش نہ آئی لہٰذا اس نے ذکر نہ کیا اور یہی بات بیان کرنا بندہ کا اس وقت منشاء ہے۔ [ع۔ر]

Marfat.com

اِس بارے میں کئی احادیث ہیں:

الاوّل: قوله صلى الله عليه وسلم:

من أتى حائضاً، أو امرأة فى دبرها، أو كاهناً فصدقه بما يقول؛ فقد كفر بما أنزل على محمد.

پہلی حدیث:

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس شخص نے حائضہ سے مباشرت کی یا اپنی بیوی سے دُبر میں مباشرت کی یا کاہن کے پاس آیا اوراس کی باتوں کی تصدیق کی تو اس شخص نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی شدہ تعلیمات سے کفر کیا۔ (تخریج ماقبل میں گزر چکی)

الثانی: عن انس بن مالك قال:

ان اليهود كانت اذا حاضت منهم المرأة أخرجوها من البيت، ولم يؤاكلوها، ولم يشاربوها، ولم يجامعوها فى البيت، فسئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن ذلك، فأنزل الله تعالى ذكره: ﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِى الْمَحِيضِ﴾ الى آخر الآية، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: جامعوهنَّ فى البيوت، واصنعوا كلَّ شئ؛ غير النكاح، فقالت اليهود: ما يريدُ هذا الرجل ألا يدع شيئًا من أمرنا الا خالفنا فيه، فجاء أُسيدُ بن حُضير وعبَّاد بنُ بشر الى النبى صلى الله عليه وسلم، فقالا: يا رسولَ الله! انَّ اليهودَ تقول كذا وكذا، أفلا ننكهن فى المحيضِ؟ فتغَّرَ وجهُ رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى ظننّا أن قد وجد

Marfat.com

عليهما، فخرجا، فاستقبلتهما هدية من لبن الى رسول الله صلى الله عليه وسلم وبعثَ فى آثارهما فسقاهُما، فظننّا أنه لم يجِدُ عليهما۔

دوسری حدیث:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

یہود کے ہاں جب کوئی عورت حائضہ ہوتی تو اسے گھر سے نکال دیتے، نہ اس کے ساتھ کھاتے پیتے اور نہ اسے گھر میں رکھتے آپ ﷺ سے اس بارے پوچھا گیا تو یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی:

ويسألونك عن المحيض قل هو اذى فاعتزلوا النسائى الميض الى آخر الاية۔

تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ انہیں گھروں میں رکھو اور مباشرت کے علاوہ سب کچھ کرو۔ تو یہود کہنے لگے، یہ شخص کیا چاہتا ہے؟ ہر معاملے میں ہماری مخالفت کرتا ہے۔ تو حضرت اسید بن حضیر اور حضرت عباد بن بشر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہودی یوں کہتے ہیں، تو کیا ہم حیض کی حالت میں مباشرت نہ کریں؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ سرخ پڑ گیا اور ان دونوں حضرات نے خیال کیا کہ شاید حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان سے ناراض ہو گئے ہیں، اور وہ دونوں چلے گئے، ان کے پیچھے ہی حضور کے پاس کچھ دودھ آیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پلایا اور، تب جا کر انہیں پتہ لگا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ناراض نہیں ہوئے۔

[مسلم وابوعوانة فى صحيح، ابوداؤد رقم ۲۵۰]

حائضہ سے مباشرت کرنے کا کفارہ:

اگر غلبہ نفس کی وجہ سے کوئی شخص حائضہ سے پاکی سے پہلے ہی مباشرت کر بیٹھا تو اس

Marfat.com

پہ نصف انگریزی سونے کے پاؤنڈ یا اس کا چوتھائی حصہ لازم ہوگا۔

لحديث عبدالله بن عباس رضى الله عنهما عن النبى صلى الله عليه وسلم فى الذى يأتى امرأته وهى حائض، قال: يتصدق بدينار أو نصف دينار.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں وہ حدیث کہ جس میں حائضہ سے مباشرت کرنے کا ذکر ہے، فرماتے ہیں:

''ایک دینار یا نصف دینار صدقہ کرے''۔

[اخرجه اصحاب السنن-الطبرانى ١/١٤/٣، ١/١٤٦، ١/١٤٨، وكذا رواه الدارمى والحاكم والبيهقى بإسناد صحيح على شرط البخارى صحيح سنن ابوداؤد ٢٥٦]

حائضہ سے کس قدر نفع اٹھا سکتا ہے:

حائضہ کی شرمگاہ کے علاوہ سے نفع اٹھانا جائز ہے۔اس بارے میں بھی متعدد احادیث ہیں۔

الاوّل: قوله صلى الله عليه وسلم:

...... واصنعوا كل شيء الا النكاح.

پہلی حدیث:

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

مباشرت کے علاوہ سب کچھ کرو (سابقہ حدیث انس کا یہ حصہ ہے)

الثانى: عن عائشة رضى الله عنها قالت:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يأمر احدانا اذا كانت حائضاً أن تتزر، ثم يضاجعها زوجها، وقالت مرة: يباشرها.

Marfat.com

دُوسری حدیث:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں:

جب ہم میں سے کوئی حائضہ ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسے چھوٹا سا کمبل اوڑھ لینے کا حکم دیتے، پھر اپنی زوجہ مطہرہؓ کے ساتھ لیٹ جاتے، ایک روایت میں ہے کہ لمس وغیرہ بھی کرتے تھے۔ [اخرجہ الشیخان و ابو عوانہ فی صحیحھا۔ابو داؤد ۲٦۰]

الثالث: عن بعض أزواج النبی صلی الله علیه وسلم قالت:

ان النبی صلی الله علیه وسلم

كان اذا أراد من الحائض شيئًا القى على فرجها : ثوبًا [ثم صنع ما أراد].

تیسری حدیث:

ایک زوجہ مطہرہؓ سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب حائضہ سے کچھ تمتع چاہتے تو شرمگاہ پر کپڑا ڈال دیتے پھر جو چاہے کرتے۔ [ابو داؤد ۲٦۲، بیھقی ۱/۳۱٤]

پاک ہو جانے کے بعد کیا مباشرت جائز ہے؟

جب حائضہ پاک ہو جائے اور خون بند ہو جائے تو خون کی جگہ دھونے یا وضو کرنے یا غسل کرنے کے بعد اس سے مباشرت کرنا جائز ہے۔ یعنی ان تینوں میں سے جو بھی کر لے اس سے مباشرت کرنا جائز ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ۔ [سورہ بقرہ ۲۲۲]

''پھر جب خوب پاک ہو جائیں تو جاؤ ان کے پاس جہاں سے حکم دیا تم کو اللہ نے بے شک اللہ کو پسند آتے ہیں توبہ کرنے والے اور پسند آتے ہیں گندگی سے بچنے والے۔

عزل کا جائز ہونا:

مرد کے لئے جائز ہے کہ اپنا مادہ منویہ شرمگاہ سے باہر ہی خارج کر دے (جب کہ عورت کی رضامندی بھی ہو)۔ اس بارے میں متعدد روایات ہیں۔

الأوّل: عن جابر رضى الله عنه قال:

كنا نعزل والقرآن ينزل.

پہلی حدیث:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ:

ہم قرآن کے نزول کے زمانے میں عزل (یعنی منی کے خروج کے وقت عضو تناسل کو شرمگاہ سے باہر نکال لے تاکہ خروج باہر ہی ہو) کیا کرتے تھے۔

كنا نعزل على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم، فبلغ ذلك نبى الله فلم ينهنا.

ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہم عزل کیا کرتے تھے تو یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نہ روکا۔ [بخاری ۹/ ۲۵۰، مسلم ٤/ ١٦٠، نسائی ۸۲/ ۱، ترمذی۲/ ۱۹۳]

الثانى: عن أبى سعيد الخدرى قال:

جاء رجل الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: ان لى وليدة وأنا أعزل عنها، وأنا أُريد ما يريد الرجل، وان اليهود

Marfat.com

زعموا: أن الموءودة الصغرى العزل، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم كذبت يهود [كذبت يهود]، لوأراد الله أن يخلقه لم تسطع أن تصرفه۔

دوسری حدیث:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ:

ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: میری ایک باندی ہے میں اس کے ساتھ عزل کرتا ہوں۔

اور یہود کا کہنا ہے کہ عزل کرنا چھوٹے درجہ میں زندہ درگور کرنا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہود جھوٹ بولتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ پیدا کرنا چاہیں تو تمہیں عزل کرنے کی طاقت ہی نہ رہے۔

[ابوداؤد، ۲۳۸/۱، طحاوی ۳۷۱/۲، ترمذی ۱۹۳/۲، احمد ۳۳/۳، ۵۱، ۵۳]

الثالث: عن جابر أن رجلاً أتى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: ان لي جارية هي خادمنا وسانيتنا، وأنا أطوف عليها، وأنا اكره ان تحمل، فقال:

اعزل عنها ان شئت، فانه سياتيها ما قدر لها، فلبث الرجل، ثم أتاه فقال: ان الجارية قد حبلت! فقال: قد اخبرتك انه سيأتيها ما قدرلها۔

تیسری حدیث:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اور کہنے لگا:

Marfat.com

میری ایک باندی ہے جو ہماری خادمہ بھی ہے اور ہمارے لیئے کھجوروں کو پانی بھی لگاتی ہے اور میں اس کے ساتھ مباشرت کرتا ہوں لیکن مجھے یہ بات ناپسند ہے کہ وہ مجھ سے حاملہ ہو۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اگر تو چاہے تو اس سے عزل کر، کیونکہ جو مقدر ہوگا وہی اسے عطا ہوگا۔ کچھ دن کے بعد وہ شخص آیا اور کہنے گیا: حضورؐ! وہ باندی حاملہ ہوگئی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تمہیں بتایا تو تھا کہ جو مقدر ہوگا وہی اسے عطا ہوگا۔

[مسلم ٤/١٦٠، ابوداؤد ١/٣٣٩، ٧/٢٢٩، احمد ٣/٣١٢، ٣٨٦]

عزل نہ کرنا بہتر ہے:

لیکن عزل نہ کرنا ہی بہتر ہے اس کی چند وجوہات ہیں:

① اس سے عورت کو تکلیف ہوتی ہے کیونکہ اس کی وجہ سے عورت کی لذت ختم ہو جائے گی۔ اگر عورت راضی بھی ہو پھر بھی ایک وجہ ہے وہ یہ کہ:

② نکاح کے مقاصد ختم ہو جاتے ہیں اور نکاح کا مقصد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو بڑھانا ہے۔

تزوجوا الودود الولود، فانی مکاثر بکم الأمم۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: زیادہ محبت کرنے والی اور بچے جننے والی عورتوں سے شادی کرو، کیونکہ میں تمہاری کثرت کی وجہ سے دوسری امتوں پر فخر کرونگا۔

[ابوداؤد ١/٣٢٠، نسائی ٢/٧١، حاکم ٢/١٦٢، احمد ٣/١٥٨، طبرانی ١/١ بیہقی ٧/٨١]

اسی وجہ سے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عزل کے بارے پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ذلك الوأد الخفی۔ یہ ہلکے درجہ کا زندہ درگود کرنا ہے۔

[مسلم ٤/١٦١، طحاوی ٢/٣٧٠، ٣٧١، احمد ٦/٣٦١، ٤٣٤، بیہقی ٧/٢٣١]

حديث أبی سعيد الخدری أيضاً، قال:

ذُكر العزل عند رسول الله صلى الله عليه وسلم ، فقال: ولم يفعل ذلك أحدكم؟ ولم يقل: فلا يفعل ذلك أحدكم. فانه

لیست نفس مخلوقه الا الله خالقها. (وفی روایة)، فقال: وانکم لتفعلون، وانکم لتفعلون، وانکم لتفعلون؟ مامن نسمة کائنة الی یوم القیامة الا هی کائنة.

اسی وجہ سے حضور نے حدیث ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں عزل کے ترک کو بہتر قرار دیا۔ منقول ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے عزل کا جب ذکر ہوا تو فرمایا تم میں سے کوئی ایسا کرے کیوں؟ یہ نہ فرمایا کہ تم میں سے کوئی ایسا نہ کرے۔ کیونکہ یہ مخلوق کا خالق تو اللہ ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! تم ایسا کرتے ہو، (تین مرتبہ یوں ہی کہا)۔

قیامت تک جس شخص نے بھی پیدا ہونا ہے اس نے پیدا ہونا ہی ہے۔

[مسلم ٤/١٥٨، ٩تا١١، نسائی ٢٨/١، بخاری ٩/٢٥١، ١٥٢]

نکاح سے مقصود کیا ہونا چاہیے؟

دونوں کو چاہیے کہ نکاح سے مقصود پاکیزگی نفس اور اللہ کے حرام کردہ اُمور سے اپنے نفس کو بچائیں۔ اگر ایسا ہوا تو ان کی مباشرت ان کے لئے صدقہ ہوگی۔

لحدیث أبی ذر رضی الله عنه:

ان ناساً من اصحاب النبی قالوا للنبی صلی الله علیه وسلم یا رسول الله! ذهب أهل الدثور بالأجور، یصلون کما نصلی، ویصومون کما نصوم، ویتصدقون بفضول أموالهم، قال: أولیس قد جعل الله لکم ما تصدقون؟ ان بکل تسبیحة صدقة، [وبکل تکبیرة صدقة، وبکل تهلیلة صدقة، وبکل تحمیدة صدقة]، وأمر بالمعروف صدقة، ونهی عن

Marfat.com

منکر صدقة، وفی بضع احدکم صدقة! قالو: یا رسول الله!
أیأتی أحدنا شهوته ویکون له فیها أجر؟ قال: أرأیتم
لووضعها فی حرام أکان علیه فیها وزر؟ [قالوا: بلی، قال:]
فکذکلك اذا وضعها فی الحلال کان له [فیها] أجر، [وذکر
(اشییاء: صدقة، صدقة، ثم قال: ویجزی ء من هذا کله رکعتا
الضحی]

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے فرماتے ہیں کہ کچھ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور ﷺ سے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سارا اجر تو مالدار لوگ لے گئے، ہم نماز پڑھتے ہیں اور وہ بھی پڑھتے ہیں ہماری طرح وہ بھی روزے رکھتے ہیں اور اپنے زائد مالوں سے صدقہ بھی دیتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا اللہ نے تمہیں بھی وہ چیزیں عطا نہیں کی جنہیں تم صدقہ کرو یہ تسبیح صدقہ ہے یہ تکبیر صدقہ ہے، یہ لا الہ الا اللہ کہنا صدقہ ہے، امر بالمعروف صدقہ ہے، نہی عن المنکر صدقہ ہے، بیوی سے مباشرت کرنا صدقہ ہے۔ صحابہؓ نے پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم میں سے کوئی اپنی شہوت پوری کرے تو کیا اس پہ بھی اجر ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی اپنی شہوت حرام جگہ پوری کرے تو تمہارا کیا خیال ہے اسے اس کا گناہ نہیں ہوگا؟ صحابہؓ نے کہا کیوں نہیں! تو فرمایا تو اس طرح جب اس نے خواہش کو حلال جگہ پورا کیا تو اس میں اس کے لئے اجر ہوگا اور بھی بہت سی اشیاء ذکر فرمائیں کہ ان میں بھی صدقہ ہے۔ پھر فرمایا ان سب کی جگہ چاشت کی دو رکعتیں کافی ہیں۔

[مسلم ۸۲/۳، نسائی ۲/۷۸، احمد ۵/ ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۷۸]

شبِ زفاف کی صبح کو کیا کرے؟

جب پہلی رات مباشرت کرے تو اگلی صبح اپنے اعزہ واقارب کے پاس جائے جو کہ

اس کے گھر آئے ہوں، انہیں سلام کرے اور دعا دے اور وہ اسے سلام کا جواب دیں اور دعا دیں۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ:

أولم رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا بنى بزينب، فأشبع المسلمين خبزاً ولحماً، ثم خرج الى أمهات المؤمنين فسلم عليهن، ودعالهن، وسلمن عليه ودعون له، فكان يفعل ذلك صبيحة بنائه۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس پہلی رات تشریف فرما ہوئے تو ولیمہ کیا اور مسلمانوں کو روٹی اور گوشت سے سیر کیا، پھر امہات المومنینؓ کی طرف تشریف لے گئے، انہیں سلام کیا اور دعا دی ،تو امہات المومنینؓ نے سلام کا جواب دیا اور وہ دعا شب زناف کی صبح آپ ﷺ کا یہی معمول تھا۔ [ابن سعد ۸/۱۰۷ ،نسائی ۲/۶۶ سنده صحيح]

گھر میں حمام بنانا واجب ہے:

دونوں پہ لازم ہے کہ گھر میں حمام بنائیں اور خاوند بیوی کو بازار کے حمام میں داخل ہونے کی اجازت نہ دے، کیونکہ یہ حرام ہے۔ اس بارے میں بھی متعدد احادیث ہیں۔

الأوّل: عن جابر رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:

من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فلا يدخل حليلته الحمام، ومن كان يؤمن بالله واليوم الآخر فلا يدخل الحمام الا بمئزر، ومن كان يؤمن بالله واليوم الآخر فلا يجلس على مائدة يدار عليها الخمر

Marfat.com

پہلی حدیث:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنی بیوی کو حمام میں داخل نہ کرے اور جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ بغیر تہہ بند کے حمام میں داخل نہ ہو۔ اور جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ ایسے دستر خوان پر نہ بیٹھے کہ جس پر شراب کا دَور چلتا ہو۔

[حاکم ٤/٢٨٨، حمد ٣/٣٣٩، طبرانی ١/١١/١ وقال اترندی حدیث حسن]

الثانی: عن أم الدرداء قالت:

خرجت من الحمام، فلقینی رسول الله صلی الله علیه وسلم، فقال: من أین یا أُم الدرداء؟ قالت: من الحمام، فقال: والذی نفسی بیده، ما من امرأة تضع ثیابها فی غیر بیت أحد من أُمهاتها، الا وهی هاتکة کل ستر بینها وبین الرحمن۔

دوسری حدیث:

حضرت امّ درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ:
میں حمام سے نکلی تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ملے، پوچھا ام درداء کہاں سے آ رہی ہو؟ میں نے عرض کیا حمام سے، فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جو کوئی عورت اپنے کپڑے اپنی ماں کے گھر کے علاوہ میں رکھتی ہے، وہ اپنے اور رحمان کے درمیان کے راز کو توڑنے والی ہوتی ہے۔ [احمد ٦/٣٦١، ٣٦٢]

الثالث: عن ابی الملیح قال:

دخل نسوة من اهل الشام علی عائشة رضی الله عنها،

Marfat.com

فقالت: ممن أنتن؟ قلن: من أهل الشام، قالت: لعلكن من الكورة التى تدخل نساؤها الحمام؟ قلن: نعم، قالت: أما انى سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول:

ما من امرأة تخلع ثيابها فى غير بيتها الا هتكت ما بينها وبين الله تعالىٰ.

تیسری حدیث:

حضرت ابوالملیح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ:

شام کی کچھ خواتین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپؓ نے پوچھا: تم کہاں سے آئی ہو؟ کہنے لگیں: شام سے، فرمایا: شاید کہ تم ان لوگوں میں سے ہو کہ جن کی عورتیں حمام (بازاری) میں داخل ہوتی ہیں؟ کہنے لگیں: جی ہاں فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا: جو کوئی عورت اپنے کپڑے کسی دوسرے کے گھر میں اُتارتی ہے تو وہ اپنے اور اللہ کے درمیان کے راز کو فاش کرنے والی ہوتی ہے۔

[اخرجه اصحاب السنن النسائى، والدارمى، والطيالسى و احمد و ابن الاعرابى ۱/۷۱' حاكم ۲۸۸/٤، بغوى فى شرح السنة ۲۱٦/۳، سنن ابوداؤد ۱۷۰/۲]

باہمی خصوصی رازوں کا افشاء حرام ہے:

دونوں پر یہ بات حرام ہے کہ وہ مباشرت سے متعلقہ راز افشاء کرتے پھریں۔ اس بارے میں دو احادیث ہیں۔

الأوّل: قوله صلى الله عليه وسلم.

ان من أشر الناس عندالله منزلة يوم القيامة الرجل يفضي

Marfat.com

الی امرأته، وتفضي الیه، ثم ینشر سرها۔

پہلی حدیث:

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: قیامت کے دن اللہ کے ہاں باعتبار درجہ کے سب سے براوہ شخص ہوگا کہ جو اپنی بیوی کے ساتھ مباشرت کرتا ہے اور وہ اس کے ساتھ پھر اس کے راز کو پھیلاتا ہے۔

[ابن ابی شیبه: ۱/۷۱۷، مسلم ۴/۱۵۷، احمد ۳/۶۹، بیهقی ۷/۱۹۳، ۱۹۴]

عن اسماء بنت یزید أنها کانت عند رسول الله صلی الله علیه وسلم والرجال والنساء قعود، فقال:

لعل رجلاً یقول ما یفعل بأهله، ولعل امرأة تخبر بما فعلت مع زوجها؟ فأرمّ القوم، فقلت: ای واللّٰه یا رسول اللّٰه! انهن لیفعلن، وانهم لیفعلون. قال:

فلا تفعلوا، فانما ذلك مثل الشیطان لقی شیطانةفی طریق، فغشیها والناس ینظرون۔

دوسری حدیث:

حضرت اسماء بنت یزید فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھی، عورتیں مرد بیٹھے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شاید کہ کوئی آدمی اپنی بیوی کے ساتھ اپنے فعل کے بارے بتاتا ہو اور کوئی عورت اپنے خاوند کے ساتھ اپنے راز لوگوں کو بتاتی ہو۔ لوگ خاموش رہے کسی نے جواب نہ دیا تو میں نے کہا: جی ہاں، بالکل بخدا ایسا ہی ہے اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم وہ ایسا کرتی ہیں اور مرد بھی ایسا کرتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسا مت کرو۔ اس کی مثال یوں ہے کہ جیسے ایک شیطان کسی

Marfat.com

شیطان مؤنث سے راستے میں ملے اور اس سے مباشرت کرنے لگے جب کہ لوگ بھی دیکھ رہے ہوں۔ [اخراجه احمد، ابو داؤد ۱/ ۳۳۹، والبیهقی و ابن السنی ۶۰۹]

ولیمہ کی وجوبیت:

مباشرت کے بعد ولیمہ کرنا واجب ہے۔ اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کا حکم دیا جیسا کہ ابھی آتا ہے۔

حديث بريدة ابن الحصيب، قال:

لما خطب على فاطمة رضى الله عنها قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

انه لا بد للعرس (وفى رواية للعروس) من وليمة.

قال: فقال سعد: على كبش، وقال فلان: على كذا وكذا من ذرة. وفى الرواية الاخرى: وجمع له رهط من الأنصار أصوعاً ذرة.

اور حضرت بریدہ بن حصیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث بھی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دولہا پر ولیمہ کرنا لازم ہے۔

[احمد ۵/۳۵۹، طبرانی ۱/ ۱۱۲......۱ طحاوی ۴/ ۱۴۴۔ ۱۴۵]

راوی کہتے ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: ایک مینڈھا میں لاؤں گا کسی نے کہا کہ اتنی مکئی میں لاؤں گا۔ ایک روایت میں ہے کہ انصار کے ایک گروہ نے کئی صاع مکئی جمع کی۔

ولیمہ کا مسنون طریقہ:

ولیمہ میں چند امور کا خیال رکھنا ضروری ہے:

Marfat.com

ولیمہ مباشرت کے بعد تین دن کے اندر ہو، اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی منقول ہے۔

فعن أنس رضى الله عنه قال:

بنى رسول الله صلى الله عليه وسلم بامرأة فأرسلنى، فدعوت رجالاً على الطعام.

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی خاتونؓ سے شادی کی تو مجھے بلا بھیجا تو میں نے لوگوں کو کھانے کی دعوت دی۔[بخاری ۹/۱۸۹۔۱۹٤، بیهقی ۷/۲٦۰]

وعنه قال:

تزوج النبى صلى الله عليه وسلم صفية، وجعل عتقها صداقها، وجعل الوليمة ثلاثة أيام.

ایک دوسری روایت میں ہے کہ:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح فرمایا اور ان کی آزادی کو مہر مقرر فرمایا اور تین دن تک ولیمہ کیا۔

[اخرجه ابو يعلى فى مسنده بسند حسن، بخارى ۷/۳۸۷]

الثانى: ان يدعوا الصالحين اليها فقراء كانو او أغنياء، لقوله صلى الله عليه وسلم:

لا تصاحب الا مؤمناً، وا يأكل طعامك الا تقى.

نیک لوگوں کو کھانے کی دعوت دے چاہے وہ مالدار ہوں یا تنگدست۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ: صرف مؤمن کو ہی دوست بنائے اور تیرا کھانا صرف متقی شخص ہی کھائے۔[رواہ ابو داؤد، الترمذی، الحاکم ٤/۱۲۸، احمد ۳/۳۸]

ایک یا زائد بکری کے ساتھ ولیمہ کرے اگر گنجائش ہو۔

حديث أنس رضى الله عنه قال:

ان عبدالرحمن بن عوف قدم المدينة، فآخى رسول الله صلى الله عليه وسلم بينه وبين سعد بن الربيع الأنصارى [فانطلق به سعد الى منزله، فدعا بطعام فأكلا]، فقال له سعد: اى اخى!أنا أكثر أهل المدينة (وفى رواية: اكثر الانصار) مالاً، فانظر شطر مالى فخذه (وفى رواية: هلم الى حديقتي أشاطركها)، وتحتى امرأتان [وأنت أخى فى الله، لا امرأة لك]، فانظر أيهما أعجب اليك [فسمها لى]حتى أطلقها [لك] [فاذا انقضت عدتها فتزوجها]، فقال عبدالرحمن: [لا والله]، بارك الله لك فى أهلك ومالك، دلونى على السوق، فدلوه على السوق، فذهب، فاشترى وباع، وربح، [ثم تابع الغدو]فجاء بشى ء من اقط وسمن [قد أفضله][فأتى به اهل منزله]، ثم لبث ما شاء الله أن يلبث، فجاء وعليه رد زعفران (وفى رواية: وضر من خلوق)، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم مهيم؟ فقال: يا رسول الله! تزوجت امرأة [من الأنصار]، فقال: ما أصدقتها؟ قال: وزن نواة من ذهب، قال: [فبارك الله لك] أولم ولو بشاة، فأجاز ذلك]. قال عبدالرحمن: فلقد رأيتنى ولو رفعت حجراً لرجوت أن أصيب [تحته] [ذهباً أو فضة]، [قال انس: لقد

Marfat.com

رأيته قسم لكل امرأة من نسائه بعد موته مائة الف دينار]

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

فرماتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ تشریف لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں اور حضرت سعد بن ربیع انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان رشتہ مؤاخات قائم فرما دیا۔ چنانچہ حضرت سعد انہیں اپنے گھر لے کر چلے اور کھانا منگوایا دونوں نے کھایا، حضرت سعد نے ان سے کہا: ارے بھائی! میں اہل مدینہ یا اہل انصار میں سب سے زیادہ مالدار ہوں۔ میرے مال کا ایک حصہ تم لے لو (ایک روایت میں ہے کہ یہ میرا باغ ہے اسے ہم تقسیم کر لیتے ہیں) میری دو بیویاں ہیں اور آپ میرے بھائی ہیں آپ کی کوئی بیوی نہیں۔ آپ دیکھ لیں کہ آپ کو کونسی پسند ہے اسے اپنے لیے پسند کر لو کہ میں اسے طلاق دے دوں، جب اس کی عدت ختم ہو جائے تو نکاح کر لینا۔ حضرت عبدالرحمٰن نے کہا بخدا میں تو ایسا نہ کروں گا اللہ تعالیٰ آپ کے مال اور اہل میں برکت ڈالے مجھے بازار کا راستہ دکھلا دیجئے چنانچہ انہیں بازار کا راستہ بتلایا۔ چنانچہ بازار گئے' خرید و فروخت کی' نفع حاصل کیا اور اگلے دن بھی پھر کچھ پنیر اور گھی اپنے اہل منزل کے پاس لائے، پھر جب تک اللہ کو منظور ہوا وہ ٹھہرے رہے پھر آئے اور کستوری کی خوشبو اُن سے آ رہی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا بات ہے! تو کہنے لگے: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں نے ایک انصاری عورت سے شادی کر لی ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: مہر کیا رکھا؟ کہنے لگے: سونے کی ایک ڈلی کے بقدر، فرمایا: اللہ تعالیٰ برکت ڈالے، ولیمہ کرو خواہ ایک بکری کے ساتھ ہی کیوں نہ ہو۔ حضرت عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ میری یہ حالت ہو چکی تھی کہ اگر میں پتھر کو اٹھاؤں تو میں امید کر سکتا تھا کہ اس کے نیچے مجھے سونا

Marfat.com

یا چاندی ملے۔ حضرت انس فرماتے ہیں: کہ میں نے دیکھا کہ ان کی وفات کے بعد اس کی ہر بیوی کو میراث میں سے ہزار ہزار دینار ملے۔

[بخاری ٤/٢٣٢، ٧/٨٩، ٩/٩٥، ١٩٠، ١٩٢، نسائی ٢/٩٣، ابن سعد ٣/٢/٧٧، بیھقی ٧/٢٥٨، احمد ٣/١٦٥، ١٩٠، ٢٠٤، ٢٢٦، ٢٧١، مسلم ٤/١٤٤، ١٤٥، ابوداؤد ١/٢٣٩، ترمذی ٢/١٧٢، ١٧٣، دارمی ٣/١٠٤، ١٤٣، ابن ماجه ١/٥٨٩، ٥٩٠، مالك ٢/٧٦، ٧٧، طحاوی ٤/١٤٥].

وعن انس أيضاً:

ما رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم أولم على امرأة من نسائه ما أولم على زينب، فانه ذبح شاة، [قال: أطعمهم خبزاً ولحماً حتى تركوه].

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ:

جیسا ولیمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینبؓ کی شادی پر کیا ایسا ولیمہ میں نے کسی اور کی مرتبہ نہیں دیکھا۔ اس موقع پر آپ ﷺ نے بکری ذبح کی، لوگوں کو روٹی اور گوشت اس قدر کھلایا کہ پھر بھی باقی بچ گیا۔ [بخاری ٧/١٩٢، مسلم ٤/١٤٩، ابوداؤد ٢/١٣٧، سنن ابن ماجه ١/٥٩٠، احمد ٣/٩٨، ٩٩، ١٠٥، ١٦٣، ١٧٢، ١٩٥، ٢٠٠، ٢٢٧، ٢٣٦، ٢٤١، ٢٤١، ٢٤٦، ٢٦٣]

بغیر گوشت کے بھی ولیمہ جائز ہے:

جو کھانا بھی میسر ہو اس کے ذریعہ ہی ولیمہ کھلانا جائز ہے۔ اگر چہ اس میں گوشت نہ ہو۔

حديث انس رضى الله عنه قال:

أقام النبى صلى الله عليه وسلم بين خيبر والمدينة ثلاث

Marfat.com

لیال یبنی علیه بصفیة، فدعوت المسلمین الی ولیمته، وما کان فیها من خبز ولا لحم، وما کان فیها الا أن أمر بالأنطاع فبسطت (وفی روایة: فحصت الأرض أفاحیص، وجي ء بالأنطاع فوضعت فیها)، فألقي علیها التمر والأقط والسمن [فشبع الناس]

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر اور مدینہ منورہ کے درمیان پڑاؤ ڈالا اور حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس پہلی رات تشریف لے گئے۔ تو میں نے مسلمانوں کو ولیمہ کی دعوت دی۔ اس کھانے میں نہ تو روٹی تھی اور نہ گوشت ہمیں دسترخانوں کے بچھانے کا حکم دیا گیا جب بچھ گئے تو ان پر کھجوریں، پنیر اور گھی رکھ دیا گیا حتیٰ کہ لوگ سیر ہو گئے (ایک روایت میں ہے کہ زمین کھود کر اس میں گڑھے بنائے گئے اور ان پر دسترخوان رکھ دیئے گئے۔

[بخاری ۳۸۷/۷، مسلم ۱٤۷/٤، نسائی ۹۳/۲، بیهقی ۲٥۹/۷، احمد ۲٥۹/۳ ۲٦٤]

مالداروں کا ولیمہ میں مالی تعاون کرنا:

مستحب ہے کہ مالدار لوگ اپنی حیثیت کے مطابق ولیمہ میں تعاون کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ شادی کے واقع میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

حدیث انس فی قصة زواجه قال بصفیة قال:

حتی اذا کان بالطریق جهزتها له أم سلیم، فأهدتها له من اللیل، فأصبح النبی صلی الله علیه وسلم عروساً، فقال: من کان عنده شي ء فلیجی، به، (وفی روایة: من کان عنده

فضل زاد فليأتنا به)، قال: وبسط نطعاً، فجعل الرجل يجي بالأقط، وجعل الرجل، يجي بالتمر، وجعل الرجل يجي ء بالسمن، فحاسوا حيساً [فجعلوا يأكلون من ذلك الحيس، ويشربون من حياض الى جنبهم من ماء السماء]، فكانت وليمة رسول الله صلى الله عليه وسلم.

جب راستے میں پہنچے تو ام سلیم نے انہیں (حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ کر دیا۔ صبح کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم دولہا تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس کے پاس جو کچھ ہے وہ لے آئے (ایک روایت میں ہے کہ جس کے پاس زائد از ضرورت توشہ ہے وہ ہمارے پاس لے آئے) راوی کہتے ہیں کہ ایک دستر خوان بچھا دیا گیا۔ کوئی پنیر لایا اور کوئی کھجوریں اور کوئی گھی۔ پھر اس سب کا حلوہ بنایا گیا لوگوں نے اسے کھایا اور اپنے پہلو میں آب سماوی کے حوضوں سے پانی پیا۔ یہ تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ولیمہ۔

[اخرجه الشيخان، احمد ۱۰۲/۳، ۱۹۵، بيهقى ۲۵۹/۷، مسلم ۱۴۸/۴]

صرف مالداروں کو بلانا حرام ہے:

فقراء کو چھوڑ کر صرف مالداروں کو بلانا جائز نہیں ہے:

لقوله صلى الله عليه وسلم:

شر الطعام طعام الوليمة، يدعى لها الأغنياء، ويمنعها المساكين، ومن لم يجب الدعوة فقد عصى الله ورسوله.

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ:

سب سے برا کھانا اس ولیمے کا کھانا ہے کہ جس میں مالداروں کو بلایا گیا ہو اور

Marfat.com

تنگدستوں کو محروم کیا گیا ہو۔ جس کسی نے ایسی دعوت کو قبول کیا سو اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔ [مسلم ٤/١٤٥، بیهقی ٢٦٢/٧، بخاری ٢٠١/٩]

دعوت قبول کرنا واجب ہے:

جسے ولیمہ کی دعوت دی جائے اس پر لازم ہے کہ وہ اس میں شریک ہو۔ اس بارے میں دو احادیث ہیں:

پہلی حدیث:

الأوّل: فكوا العانى، واجيبوا الداعى، وعودوا المريض.

قیدی کو آزاد کرو، دعوت کو قبول کرو اور مریض کی تیمارداری کرو۔ [بخاری ١٩٨/٩]

الثانى: اذا دعي أحدكم الى الوليمة فلياتها [عرساً كان أو نحوه]، ومن لم يجب الدعوة، فقد عصى الله ورسوله].

دوسری حدیث:

جس کسی کو کسی خوشی کے کھانے کی دعوت دی جائے وہ اسے قبول کرے چاہے شادی کا ہو یا کسی اور کا، اور جو کوئی دعوت قبول نہ کرے سو اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔

[بخاری ١٩٨/٩، مسلم ١٥٢/٤، احمد ٦٣٣٧، بیهقی ٢٦٢/٧

انسان کو چاہئے کہ وہ دعوت قبول کرے اگر چہ روزہ دار (نفلی) ہی کیوں نہ ہو۔

لقوله صلى الله عليه وسلم:

اذا دعى أحدكم الى طعام فليجب، فإن كان مفطراً فليطعم، وان كان صائماً فليصل. يعنى الدعاء.

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

Marfat.com

جب تم میں سے کسی کو کھانے کی دعوت دی جائے تو اسے قبول کرے اگر روزہ نہ ہو تو کھالے اور اگر روزہ سے ہو تو دعا دے۔

[مسلم ٤/١٥٣، نسائی ٢/٦٢، احمد ٢/٥٠٧، بیهقی ٧/٢٦٣]

دعوت کی وجہ سے روزہ افطار کرنا:

اگر نفلی روزہ ہو تو مناسب یہ ہے کہ اسے توڑ دے۔ خصوصاً جب دعوت دینے والا اصرار کرتا ہو۔ اس بارے میں متعدد احادیث ہیں:

الأوّل: اذا دعی احدکم الی طعام فلیجب فان شاء طعم، وان شاء ترك.

پہلی حدیث:

جب تمہیں کسی کھانے کی دعوت دی جائے تو اسے قبول کرو، اگر چاہے تو کھالے اور اگر چاہے تو چھوڑ دے۔ [مسلم، احمد ٣/٣٩٢، طحاوی ٤/١٤٨]

الثانی: الصائم المتطوع أمیر نفسه، ان شاء صام ان شاء أفطر.

دوسری حدیث:

نفلی روزہ دار اپنے نفس کا مالک ہے اگر چاہے تو روزہ رکھے اور اگر چاہے تو توڑ ڈالے۔ [نسائی ٢/٦٤، حاکم ١/٤٣٩، بیهقی ٤/٢٧٦، احمد ٦/٣٤١]

الثالث: حدیث عائشة رضی الله عنها قالت:

دخل علي رسول الله صلی الله علیه وسلم یوماً فقال: هل عندکم شیء؟ فقلت: لا قال: فانی صائم. ثم مرّبي بعد ذلك الیوم وقد اهدی إلی حیس، فخبأت له منه، وکان یحب

Marfat.com

الحیس، قالت: یا رسول الله! انه أهدی لنا حیس، فخبأت لك منه. قال: أدنیه؛ أما إنی قد أصبحت وأنا صائم. فأكل منه، ثم قال:

انما مثل صوم المتطوع مثل الرجل یخرج من ماله الصدقة، فان شاء أمضاها، وان شاء حبسها.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں تشریف لائے اور پوچھا: کیا تمہارے پاس کچھ ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ فرمایا: پھر میں روزے سے ہوں۔ پھر اس دن کے بعد میرے ہاں تشریف لائے اور میرے پاس تحفۃً حیس (ایک خاص قسم کا حلوہ) آیا تھا جسے میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے چھپا کر رکھ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حیس کو پسند فرماتے تھے۔ فرمانے لگے۔ اے اللہ کے رسول! ہمیں حیس تحفہ میں بھیجا گیا ہے اسے میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے چھپا رکھا ہے۔ فرمایا: میرے پاس لاؤ، اگرچہ صبح میں نے روزے کی حالت میں کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نوش کیا پھر فرمایا: نفلی روزے دار کی مثال اس شخص کی سی ہے جو اپنے مال میں صدقہ نکالے۔ پھر اگر چاہے تو اس صدقہ کو نافذ کردے اور اگر چاہے تو روکے رکھے۔ [اخرجه النسائی باسناد صحیح]

نفلی روزے کی قضاء واجب نہیں:

اس دن کی قضاء اس پر واجب نہ ہوگی۔ اس بارے میں دو احادیث ہیں:

الأوّل: عن ابی سعید الخدری قال: صنعت لرسول الله صلی الله علیه وسلم طعاماً فأتانی هو وأصحابه، فلما وضع الطعام قال رجل من القوم: انی صائم، فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم: دعا کم أخوکم وتکلف لکم! ثم

قال له: أفطر وصم مكانه يوماً ان شئت.

پہلی حدیث:

حضرت ابوسعید خدری سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھانا بنایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احباب میرے ہاں تشریف لائے۔ چنانچہ جب کھانا لگایا گیا تو ایک شخص کہنے لگا کہ میں روزے سے ہوں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے بھائی نے تمہاری دعوت کی اور تکلف برتا پھر اس سے فرمایا: روزہ توڑو اور اس کی جگہ اگر چاہو تو کسی اور دن روزہ رکھ لو۔

[بیھقی ٤/٢٧٩، طبرانی ١/١٣٢/١٠١]

الثانی: عن أبی جحيفة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم آخى بين سلمان و بين أبی الدرداء، قال: فجاء ه سلمان يزوره، فاذا أم الدرداء متبذلة، فقال: ما شأنك يا أم الدرداء؟ قالت: ان أخاك أبا الدرداء يقوم الليل ويصوم النهار، وليس له فی شیء من الدنيا حاجة! فجاء أبو الدرداء فرحب به، وقرب اليه طعاماً، فقال له سلمان: اطعم، قال: انی صائم، قال: أقسمت عليك لتفطرنه، ما أنا باكل حتى تأكل، فأكل معه، ثم بات عنده، فلما كان من الليل أراد أبوالدرداء أن يقوم، فمنعه سلمان وقال له: يا أبا الرداء ان لجسدك عليك حقاً، ولربك عليك حقاً [ولضيفك عليك حقاً]ولا هلك عليك حقاً، صم، وأفطر، وصل، وائت أهلك، وأعط كل ذی حق حقه، فلما كان فی وجه الصبح، قال: قم الآن ان شئت،

Marfat.com

قال: فقاما تفوضآ، ثم رکعا، ثم خرجا الی الصلاة، فدنا أبو الدرداء، لیخبر رسول الله صلی الله علیه وسلم بالذی أمره سلمان، فقال ل رسول الله صلی الله علیه وسلم یا أبا الدرداء! ان لجسدك علیك حقاً، مثل ما قال سلمان (وفی روایة: صدق سلمان).

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان اور حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہما کے درمیان رشتہ مؤاخات قائم فرمایا۔ فرماتے ہیں کہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ ان کی ملاقات کو تشریف لائے کیا دیکھتے ہیں کہ ام درداء رضی اللہ عنہا نے سادہ لباس زیب تن کئے رکھا ہے۔ پوچھا: اے ام درداء کیا بات ہے؟ کہنے لگیں آپ کے بھائی رات کو قیام کرتے ہیں اور دن کو روزہ رکھتے ہیں اس دنیا سے انہیں کوئی غرض نہیں جب حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو انہیں خوش آمدید کہا اور کھانا پیش کیا۔ تو حضرت سلمان کہنے لگے کھانا کھایئے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں روزے سے ہوں وہ کہنے لگے میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ آپ روزہ توڑیئے جب تک آپ نہ کھائیں گے میں نہ کھاؤں گا۔ چنانچہ انہوں نے حضرت سلمان کے ساتھ کھانا نوش فرمایا: پھر انہیں کے ہاں رات قیام کیا رات کو جب حضرت ابودرداءؓ نے قیام کرنا چاہا تو حضرت سلمانؓ نے انہیں روکتے ہوئے کہا: اے ابودرداء! آپ کے جسم کا بھی آپ پر حق ہے اور آپ کے رب کا بھی آپ پر حق ہے اور آپ کے مہمان کا بھی آپ پر حق ہے اور آپ کے اہل کا بھی، روزہ بھی رکھو، نہ بھی رکھو، نماز بھی پڑھو اور اپنے اہل کے پاس بھی آؤ۔ غرضیکہ ہر حق دار کو اس کا حق دو۔ جب صبح ہوتی تو کہنے لگے اب اگر چاہتے ہو تو قیام کرو۔ چنانچہ دونوں اٹھے وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھ کر نماز فجر کے لیے نکلے، چنانچہ حضرت ابودرداء آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت سلمان کی بتلائی ہوئی باتوں کے بارے میں بتانے کے لیے قریب ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابودرداء! بیشک

آپ کے جسم کا بھی آپ پر حق ہے۔ جب کہ حضرت سلمان نے کہا: (ایک روایت میں ہے کہ فرمایا: سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سچ کہا)۔

[بخاری ٤/١٧٠، ١٧١، ترمذی ٣/٢٩٠، بیهقی ٤/٢٧٦]

ایسی دعوت کو چھوڑنا کہ جس میں گناہ کا کام ہو:

جب کسی دعوت میں کوئی گناہ کا کام بھی ہو تو اس میں جانا جائز نہیں۔ ہاں اگر اس کا ارادہ اس برائی کو ختم کرنے کا ہو۔ اگر دور ہو جائے تو ٹھیک ورنہ لوٹ آنا واجب ہے۔ اس بارے میں متعدد احادیث ہیں:

الأوّل: عن علی قال:

صنعت طعامًا فدعوت رسول الله صلى الله عليه وسلم ، فجاء فرأى فی البيت تصاوير، فرجع [قال: فقلت: يا رسول الله! ما أجعك بأبی أنت وأمی قال: ان فی البيت ستراً فی تصاوير، وان الملائكة لا تدخل بيتا فيه تصاوير]

پہلی حدیث:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ:

میں نے کھانا تیار کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت دی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور گھر میں تصاویر دیکھیں تو لوٹ گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ کیوں واپس تشریف لے گئے؟ فرمایا: گھر میں ایک پردہ ہے جس پر تصاویر ہیں اور ملائکہ ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے کہ جس میں تصاویر ہوں۔

[ابن ماجہ ٢/٣٢٣، ابویعلی ١/٣١، ١/٣٧، ٢/٣٩]

الثانی: عن عائشة أنها اشترت نُمرُقة فيها تصاوير، فلما

رآها رسول الله صلى الله عليه وسلم قام على الباب، فلم يدخل، فعرفت في وجهه الكراهية، فقلت: يا رسول الله! أتوب الله وإلى رسوله، ماذا أذنبت؟ فقال صلى الله عليه وسلم: ما بال هذه النمرقة؟ فقلت: اشتريتها لك لتقعد عليها وتوسدها، فقال:

ان أصحاب هذه الصور (وفى روية: ان الذين يعملون هذه التصاوير) يعذبون يوم القيامة، ويقال لهم: أحيوا ما خلقتم، وان البيت الذى فيه [مثل هذه] الصور لا تدخله الملائكة [قالت: فما دخل حتى أخرجتها].

دوسری حدیث:

مروی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک تکیہ خریدا جس میں تصاویر تھیں، جب حضور ﷺ نے اسے دیکھا تو دروازے پہ کھڑے ہو گئے اور اندر تشریف نہ لائے۔ تو فرماتی ہیں کہ میں نے ناراضگی کے آثار چہرے پر پہچان لیے۔ میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں اللہ اور اس کے رسول کی جناب میں توبہ کرتی ہوں، مجھ سے کیا گناہ سرزد ہو گیا؟ فرمایا: یہ تکیہ کیسا؟ میں نے کہا اُسے میں نے آپ کے لیے خریدا ہے تا کہ آپ تشریف فرما ہوں تو اس پر ٹیک لگائیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو لوگ یہ تصاویر بناتے ہیں قیامت کے دن انہیں عذاب دیا جائے گا۔ ان سے کہا جائے گا جو تم نے تخلیق کاری کی اسے زندہ کرو، وہ گھر جس میں ایسی صورتیں ہوں اس میں ملائکہ داخل نہیں ہوتے۔ فرماتے ہیں جب تک میں نے انہیں نکال نہ دیا آپ داخل نہ ہوئے۔ [بخاری ٩/ ٢٠٤، ١٠/ ٣١٩، ٣٢٠، مسلم ٦١/ ١٦٠، بیہقی ٧/ ٢٦٧]

تیسری حدیث:

الثالث: قال صلى الله عليه وسلم : من كان يؤمن بالله واليوم الاخر؛ فلا يقعدن على مائدة يدار عليها بالخمر.

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ وہ ہرگز ایسے دستر خوان پر نہ بیٹھے جس پر شراب کا دور چلتا ہو۔[اخرجه احمد، والترمذی، والحاکم]

جو کچھ اوپر مذکور ہوا وہی اسلاف کا معمول رہا ہے۔ اس کی مثالیں بہت سی ہیں۔ یہاں میں صرف جو میرے ذہن پر نقش ہیں انہیں پر اکتفاء کرتا ہوں۔

١۔ عن أسلم۔ مولى عمر۔ ان عمر بن الخطاب رضي الله عنه، فقال لعمر : انى أحب أن تجيئنى وتكرمنى أنت وأصحابك۔ وهو رجل من عظماء الشام۔ فقال له عمر رضي الله عنه۔ إنا لا ندخل كنائسكم من أجل الصور التى فيها۔

١۔ حضرت اسلم جو مولی عمر ہیں فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب ملک شام تشریف لائے تو ایک نصرانی نے ان کے لیے کھانا تیار کیا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا میں چاہتا ہوں کہ آپ اور آپ کے ساتھی میرے ہاں تشریف لائیں تا کہ میں آپ کا اکرام کروں۔ وہ شخص شام کی مقتدر شخصیات میں سے تھا۔ حضرت عمرؓ نے اس سے کہا: ہم تمہارے عبادت خانوں میں ان میں لگی تصاویر کی وجہ سے داخل نہیں ہوتے۔

[بيهقى ٢٦٨/٧ بسند صحيح]

٢۔ عن ابى مسعود۔ عقبة بن عمرو۔ أن رجلاً صنع له طعامًا، فدعاه، فقال: أفى البيت صورة؟ قال: نعم، فأبى أن يدخل

Marfat.com

حتی کسر الصورة، ثم دخل.

حضرت ابومسعود عقبہ بن عمرو کے لیے ایک شخص نے کھانا تیار کیا اور انہیں دعوت دی تو آپ نے پوچھا: گھر میں کوئی تصویر تو نہیں؟ وہ کہنے لگا ہے تو جب تک اس نے تصویر اُتاری نہیں آپ نے گھر میں داخل ہونے سے انکار کیے رکھا۔ تصاویر اُتارنے پر ہی گھر میں داخل ہوئے۔ (رواہ بیہقی)

۳۔ قال الامام الأوزعی:

ولا تدخل ولیمة فیها طبل ولا معزاف.

امام اوزاعی فرماتے ہیں کہ:

ہم ایسے ولیمہ میں شریک نہیں ہوتے جس میں گانے بجانے کے آلات ہوں۔

[رواه ابوالحسن الحربی فی الفوائد المشكوٰة ١١٣/٤]

دعوت میں شریک ہونے والے کے لیے کیا مستحب ہے؟

جو آدمی دعوت میں شریک ہو اس کے لیے دو کام مستحب ہیں۔

جب کھانے سے فارغ ہو چکے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول دعا اپنے صاحب کے لیے کرے اور وہ دعائیں متعدد ہیں:

(۱) عن عبدالله بن بسر أن أباه صنع للنبی صلی الله علیه وسلم طعامًا، فدعاه، فأجابه، فلما فرغ من طعامه قال:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهُمْ وَارْحَمْهُمْ وَبَارِكْ لَهُمْ فِيْمَا رَزَقْتَهُمْ.

حضرت عبداللہ بن بُسر سے مروی ہے کہ ان کے والد صاحب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھانا تیار کیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت دی آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ جب کھانا کھا چکے تو فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهُمْ وَارْحَمْهُمْ وَبَارِكْ لَهُمْ فِيْمَا رَزَقْتَهُمْ.

Marfat.com

اے اللہ! ان کے گناہ معاف فرمادے، ان پر رحم کر، اور انہیں جو رزق تو نے عطا کیا ہے اس میں برکت ڈال۔ [مسند ابن ابی شیبه ۱۲/ ۱/۱۵۸۔ ۲۔ مسلم ۶/۱۲۲، ابوداؤد ۲/۱۳۵، نسائی ۳/٦٦، ترمذی ٤/٢٨١، بیهقی ۷/۲۷٤، احمد ٤/١٨٧، ١٨٨، ١٩٠]

ب) عن المقداد بن الأسود قال: قدمت أنا وصاحبان لى على رسول الله صلى الله عليه وسلم فأصابنا جوع شديد، فتعرضنا للناس، فلم يضفنا أحد،فانطلق بنا رسول الله صلى الله عليه وسلم الى منزله؛ وعنده أربع أعنز، فقال لى: يا مقداد جزى ء ألبانها بيننا أرباعاً، فكنت أجززئه بيننا أرباعاً [فيشرب كل انسان نصيبه، ونرفع لرسول الله صلى الله عليه وسلم نصيبه]، فاحتبس رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات ليلة، فحدثت نفسى أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قد أتى بعض الأنصار، فأكل حتى شبع، وشرب حتى روى، فلوشربت نصيبه (!) فلم أزل كذلك حتى قمت الى نصيبه فشربته (!)فلم أزل كذلك حتى قمت الى نصيبه فشربته (!) ثم غطيت القدح، فلما فرغت أخذنى ما قدم وما حدث، فقلت: يجى رسول الله جائعًا ولا يجد شيئًا، فتسجيت، [قال: وعلي شملة من صوف كلما رفعت على رأسى خرجت قدماى، واذا أرسلت على قدمى خرج رأسى، قال:] [وجعل لا يجيئنى النوم]، وجعلت أحدث نفسى، [قال: وأما صاحباى فناما]، فبينا أناكذلك ؛ اذ دخل

Marfat.com

رسول الله صلى الله عليه وسلم، فسلم تسليمة يسمع اليقظان، ولا يوقظ النائم، [ثم أتى المسجد فصلى]، ثم أتى القدح فكشفه، فلم يرشيئًا، فقال:

اللّٰهم أطعم من اطعمنى واسق من سقانى، واغتنمت الدعوة، فعمدت الى الشملة فشددتها على، فقمت الى الشفرة فأخذتها، ثم أتيت الاعنز، فجعلت أجتسها أيها أسمن؛ [فأذبح لرسول الله صلى الله عليه وسلم]، فلا تمر يدى على ضُرع واحدة الا وجدتها حافلاً، [فعمدت الى اناءِ لآل محمد ماكانوا يطمعون أن يحلبوا فيه]، فحلبت حتى ملأت القدح، ثم أتيت [به] رسول الله صلى الله عليه وسلم، [فقال: أما شربتم شرابكم الليلة يا مقداد؟ قال:] فقلت: اشرب يا رسول الله! فرفع رأسه الى، فقال: بعض سوآتك يا مقداد، ما الخبر؟ قلت: اشرب ثم الخبر، فشرب حتى روى، ثم ناولنى فشربت، فلما عرفت أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قد روى وأصابتنى دعوته، ضحكت، حتى ألقيت الى الارض، فقال: ما الخبر؟ فاخبرته فقال: هذه بركة نزلت من السماء، فهلا أعلمتنى حتى نسقى صاحبينا؟ فقلت: [والذى بعثك بالحق]، اذا أصابتنى واياك البركة، فما أبالى من اخطات!

حضرت مقداد بن اسود فرماتے ہیں کہ میں اور میرے دو اصحاب حضور صلی اللہ علیہ

وسلم کے پاس حاضر ہوئے، ہمیں سخت بھوک لگی ہوئی تھی، ہم لوگوں کے پاس گئے کسی نے ہماری ضیافت نہ کی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں گھر لے آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چار بکریاں تھیں۔ مجھے فرمایا (اے مقداد)! ان کا دودھ ہمارے درمیان برابر تقسیم کردو، چنانچہ میں نے دودھ چوتھائی چوتھائی تقسیم کیا، ہر کسی نے اپنا حصہ پی لیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ میں نے رکھ دیا۔

اس رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہ آئے۔ میرے دل میں یہ بات آئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی انصاری کے ہاں تشریف لے گئے ہوں گے، اور سیر ہو کر کھانا کھایا ہوگا اور سیراب ہو کر پیا ہوگا۔ اگر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ پی لوں! میں ایسا ہی سوچتا رہا حتی کہ میں اٹھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ پی لیا! پھر میں نے برتن کو ڈھانک دیا۔ جب میں فارغ ہو چکا تو میں اِدھر اُدھر کی سوچنے لگا۔ میں نے سوچا! حضور صلی اللہ علیہ وسلم آئیں اور بھوکے ہوں اور کچھ نہ پائیں (پھر کیا ہوگا......؟) میں نے سونا چاہا۔

مجھ پر اُون کی ایک چادر تھی جسے میں اگر سر پر اُوڑھتا تو پاؤں ننگے رہ جاتے اور اگر پاؤں کی طرف کرتا تو سر باہر نکل جاتا۔ خیر مجھے نیند نہ آئی۔ میں خیالات کی وادی میں سرگرداں رہا۔ جب کہ میرے دونوں ساتھی سو چکے تھے۔ اسی دوران حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور یوں سلام کیا کہ جسے بیدار تو سن سکے لیکن سویا ہوا شخص اس کی وجہ سے بیدار نہ ہو۔ پھر مسجد تشریف لائے اور نماز ادا کی۔ پھر برتن کے پاس آئے اور ڈھکن ہٹایا۔ کچھ نہ پا کے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اَطْعِمْ مَنْ اَطْعَمَنِیْ وَاسْقِ مَنْ سَقَانِیْ.

''اے اللہ! جس نے مجھے کھلایا تو اسے کھلا جس نے مجھے پلایا تو اسے پلا۔''

میں نے اس دعا کو غنیمت خیال کیا، چادر اپنے اوپر باندھی، اٹھا چھری پکڑی اور بکریوں کے پاس آیا، اور ٹٹولنے لگا کہ کونسی موٹی ہے کہ اسے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ذبح کروں۔ جس تھن پر بھی میرا ہاتھ لگتا اسے میں دودھ سے بھرا ہوا پاتا۔ میں حضور

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل خانہ کے برتن کی طرف بڑھا جس میں وہ دودھ دوہنا پسند کرتے تھے۔

چنانچہ میں نے دودھ دوہیا اور پیالہ بھر دیا، پھر میں اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: اے مقداد! کیا تم نے رات دودھ نہیں پیا میں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ پیئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک میری طرف اٹھایا اور پوچھا: اے مقداد کوئی بری خبر ہو تو بتاؤ۔

میں نے کہا: پہلے پیجئے، پھر کوئی خبر۔ چنانچہ آپ نے سیراب ہو کر پیا۔ پھر مجھے تھما دیا اور میں نے پیا۔ جب مجھے یقین ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سیراب ہو چکے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا مجھے لگ چکی تو میں ہنس پڑا۔ اتنا ہنسا کہ زمین کے ساتھ جا لگا۔ پوچھا: کیا خبر ہے؟ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا۔ فرمایا یہ تو برکت ہے جو آسمان سے نازل ہوئی۔ تو نے مجھے کیوں نہ بتایا کہ ہم اپنے دونوں ساتھیوں کو بھی پلا دیتے۔ میں نے کہا: قسم ہے اس ذات کی کہ جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا کہ جب مجھ کو اور آپ کو برکت مل گئی تو مجھے کوئی پرواہ نہیں اس کی جو نہ پا سکا۔

[مسلم ۱۲۸/۶، ۱۲۹ اور ۳،۲/۶، ٥،٤، ترمذی ۳۹٤/۳]

الثاني: عن أنس أو غيره أن رسول الله صلى الله عليه وسلم [كان يزور الأنصار، فاذا جاء الى دور الأنصار جاء صبيان الأنصار يدورون حوله، فيدعولهم، ويمسح رؤوسهم ويسلم عليهم، فأتى الى باب سعد بن عبادة ف] استأذن على سعد فقال: إلسلام عليكم ورحمة الله، فقال سعد: وعليك السلام ورحمة الله، ولم يسمع النبى صلى الله عليه وسلم حتى سلم ثلاثاً، ورد عليه سعد ثلاثًا، ولم

Marfat.com

يسمعه، [وكان النبى صلى الله عليه وسلم لا يزيد فوق ثلاث تسليمات، فان أذن له، والا انصرف]، فرجع النبى صلى الله عليه وسلم ، واتبعه سعد، فقال: يا رسول الله! بأبى أنت وأمى ما سلمت تسليمة الا هي بأذنى ، ولقد رددت عليك ولم أسمعك، اجبت أن أستكثر من سلامك ومن البركة، [فادخل يا رسول الله]، ثم أدخله البيت، فقرب له زبيبًا، فأكل نبى الله صلى الله عليه وسلم ، فلما فرغ قال: أكل طعامكم الأبرار، وصلت عليكم الملائكة، وأفطر عندكم الصائمون.

الأمر الثانى: الدعا له ولزوجه بالخير والبركة، وفيه أحاديث:

تیسری حدیث:

حضرت انسؓ یا کسی اور سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم انصار کو ملنے جایا کرتے تھے، جب انصار کے گھروں کے پاس جاتے تو انصار کے بچے جو اردگرد کھیل رہے ہوتے انہیں بلاتے، سر پر ہاتھ پھیرتے اور دعا دیتے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سعد بن عبادہؓ کے دروازے پر تشریف لائے اور اجازت مانگی، اور فرمایا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ! تو حضرت سعد نے کہا: وعلیک السلام ورحمۃ اللہ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ سنا اور تین مرتبہ سلام کیا۔ حضرت سعد نے بھی تین دفعہ سلام کا جواب دیا لیکن آواز نہ پہنچی۔ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم تین سے زیادہ مرتبہ سلام نہ کہتے تھے۔ اگر تین مرتبہ میں اجازت ہو جاتی تو ٹھیک ورنہ واپس لوٹ جاتے)۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے گئے، حضرت سعد پیچھے ہو گئے اور کہنے لگے، اے

Marfat.com

اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان میرا اسلام ہی تو میری طرف سے اجازت ۔ میں نے آپ کو جواب دیا تھا جو آپ کو سنائی نہ دیا۔ میں نے پسند کیا کہ آپ کی طرف سے سلامتی اور برکت میں اضافہ ہو۔ اے اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھر لے گئے اور کشمش پیش کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوش فرمائی۔ جب کھا چکے تو فرمایا:

اَكَلَ طَعَامَكُمُ الْاَبْرَارُ، وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلَائِكَةُ، وَافْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُوْنَ۔

''نیک لوگ تمہارے ہاں کھانا کھائیں، فرشتے تمہارے لیے دعائیں کریں اور روزے دار تمہارے ہاں روزہ افطار کریں۔'' [احمد ۱۳۸/۳، طحاوی ۴۹۸/۱، ۴۹۹، بیہقی ۲۸۷/۷، ابوداؤد ۱۵۰/۲، ابن ماجہ ۵۳۱/۱، طبرانی ۲/۲۰۴/۶۹]

دوسرا کام:

اس کے لیے اور اس کی بیوی کے لیے دعائے خیر و برکت کرے۔ اس بارے میں بھی متعدد احادیث ہیں:

الأوّل: عن جابر بن عبدالله رضى الله عنهما قال: هلك أبى، وترك سبع بنات أو تسع بنات، فتزوجت امرأة ثيبًا، فقال لى رسول الله صلى الله عليه وسلم تزوجت يا جابر؟ فقلت: نعم، فقال: أبكراً أم ثيباً؟ قلت: ثيباً، قال: فهلا جارية تلاعبها وتلاعبك، وتضاحكها وتضاحكك؟ فقلت: له: ان عبدالله هلك وترك [تسع أو سبع] بنات، وانى كرهت أن أجيئهن بمثلهن،

Marfat.com

فتزوجت امرأة تقوم عليهن وتصلحهن، فقال:

بارك الله لك، أو قال لي خيراً.

پہلی حدیث:

حضرت جابر بن عبداللہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ:

میرے والد صاحب وفات پا گئے اور انہوں نے سات یا نو بیٹیاں چھوڑیں۔ میں نے ایک ثیبہ (وہ عورت جو شادی شدہ ہو پھر خواہ بیوہ ہو یا مطلقہ) سے شادی کر لی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا: اے جابرؓ! کیا شادی کر لی؟ میں نے کہا: جی، فرمایا: کنواری ہے یا ثیبہ میں نے کہا: نہیں ثیبہ ہے۔ فرمایا: اگر دوشیزہ ہوتی کہ تم دونوں باہم کھیلتے اور ایک دوسرے کو ہنساتے میں نے عرض کی: عبداللہ وفات پا گئے اور انہوں نے سات یا نو بیٹیاں چھوڑیں ہیں۔ مجھے اچھا نہ لگا کہ میں ان کے پاس ان جیسی لے آؤں، چنانچہ میں نے ایک (بڑی عمر کی) عورت سے شادی کر لی جو ان کا خیال رکھے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ برکت دے یا فرمایا اللہ بہتر کرے۔ (یعنی دوسرے لفظوں میں اُن کے اس اقدام کی تعریف فرمائی)۔

[بخاری ۹/۴۲۳، مسلم ٤/۱۷٦]

الثاني: عن بريدة رضي الله عنه قال: قال نفر من الأنصار لعلي: عندك فاطمة، فأتى رسول الله صلى الله عليه وسلم فسلم عليه، فقال: ماحاجة ابن أبي طالب؟ فقال: يا رسول الله! ذكرت فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال: مرحباً وأهلاً، لم يزد عليهما، فخرج علي بن ابي طالب على أولئك الرهط من الأنصار ينتظرونه، قالوا: ما وراء ك؟ قال: ما أدري غير أنه قال لي: مرحباً وأهلاً، فقالوا: يكفيك

Marfat.com

من رسول الله صلى الله عليه وسلم احداهما، أعطاك الأهل والمرحب، فلما كان بعد ذلك، بعدما زوجه قال، يا علي انه لا بد للعروس من وليمة، فقال سعد: عندي كبش، وجمع له رهط من الأنصار أصوعاً من ذرة، فلما كانت ليلة البناء، فقال: لا تحدث شيئًا حتى تلقاني، فدعا رسول الله صلى الله عليه وسلم بماء، فتوضأ فيه، ثم أفرغه على علي، فقال:

اللّٰهم بارك فيهما، وبارك لهما في بنائهما.

دوسری حدیث:

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ انصار کے ایک گروہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ تیرے پاس ہی تو فاطمہ ہیں۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور سلام کیا: تو آپ نے پوچھا: اے ابن ابی طالب! کیسا مسئلہ ہے؟ تو کہنے لگے: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرے سامنے حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ کا تذکرہ ہوا۔ فرمایا: مرحباً اہلاً ان سے زیادہ نہ کہا۔ حضرت علیؓ انصار کے گروہ کے پاس لے گئے جو کہ اِن کا انتظار کر رہا تھا کہنے لگے! کیا کہا! تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: سوائے اس کے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مرحباً و اہلاً کہا کچھ معلوم نہیں۔ تو وہ کہنے لگے: تیرے لیے اللہ کے رسولؐ سے ان دونوں میں سے ایک ہی کافی ہے۔ تجھے اہل عطاء کریں اور خوش آمدید کہیں۔ چنانچہ اس کے بعد جب شادی ہوگئی تو فرمایا: اے علیؓ دولہا پر ولیمہ کرنا بھی ضروری ہے۔ حضرت سعدؓ نے کہا: میرے پاس ایک مینڈھا ہے اور انصار کی جماعت نے چند صاع مکئی اکٹھی کی۔ جب شب زفاف ہوئی تو فرمایا: جب تک مجھ سے نہ مل لو کبھی بات مت کرنا۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوایا اور وضو کیا اور

حضرت علی پر بہادیا اور فرمایا:

اللّٰھم بارك فيهما وبارك لهما فى بنائهما.

''اے اللہ! ان دونوں میں برکت ڈال اور ان کی مصاحبت میں ان دونوں کے لیے برکت ڈال۔'' [ابن سعد ٨/ ٢٠ - ٢١، طبرانی ١/ ١١٢/ ١]

الثالث: عن عائشة رضى الله عنها قالت:

تزوجنى النبى صلى الله عليه وسلم ، فأتتنى أمى فأدخلتنى الدار، فاذا نسوة من الانصار فى البيت، فقلن:

تیسری حدیث:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ:

میری حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شادی ہوئی تو میری والدہ میرے پاس تشریف لائیں۔ گھر میں وہ داخل ہوئیں تو گھر میں موجود انصار کی عورتیں کہنے لگیں:

عَلَى الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ وَعَلٰى خَيْرِ طَائِرٍ.

''خیر و برکت ہو خوش نصیبی ہو۔''

[بخاری ٩/ ١٨٢، مسلم ٤/ ١٤١، بیهقی ٧/ ١٤٩]

الخامس: عن ابى هريرة أن النبى صلى الله عليه وسلم كان اذا رفأ الانسان اذا تزوج، قال:

بارك الله لك، وبارك الله عليك، وجمع بينكما فى (وفى رواية: على خير.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کی شادی پر اسے مبارکباد دیتے تو فرماتے:

Marfat.com

بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ، وَبَارَكَ اللّٰهُ عَلَيْكَ، وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِي ایک روایت میں ہے عَلٰی خَيْرٍ

اللہ تجھے برکت دے اور تم دونوں میں بھلائی جمع کردے۔" [ابو داؤد ۱/۳۳۲، ترمذی ۲/۱۷۱، دارمی ۲/۱۳٤، ابن ماجه ۱/۲۸۹، احمد ۲/۳۸، حاکم ۲/۱۸۳، بیهقی ۷/۱٤۸]

(معنی یہ ہے کہ تم دونوں میں اتفاق واتحاد رہے اور تمہارے ہاں بیٹے پیدا ہوں۔)

برلرفاء والبنین کہنا جاہلانہ مبارکباد ہے؟

بالرفاء والبنین نہ کہے۔ جیسا کہ نادان لوگ کرتے ہیں۔ یہ جاہلانہ طریقہ ہے۔ احادیث میں اس پر نہی وارد ہوئی ہے۔

عن الحسن أن عقيل أبى طالب تزوج امرأة من جشنم، فقال: لا تفعلوا ذلك [فإن رسول الله نهى عن ذلك]، فقالو: فما نقول يا أبا زيد؟ قال : قولوا: بارك الله لكم، وبارك عليكم، إنا كذلك كنا نؤمر.

حضرت حسن سے مروی ہے کہ حضرت عقیل بن ابی طالب کی شادی قبیلہ جشم کی ایک خاتون کے ساتھ ہوئی، لوگ ان کے پاس آئے اور کہنے لگے: بالرفاء والبنین تو آپؓ نے فرمایا: ایسا مت کہو۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔

تو وہ پوچھنے لگے: اے ابوزید پھر ہم کیا ہیں؟ فرمایا کہو:

بَارَكَ اللّٰهُ لَكُمْ وَبَارَكَ عَلَيْكُمْ

ہمیں یونہی حکم دیا گیا ہے۔ [مسند ابن ابی شیبه ۷/۵۲/۲، مصنف عبدالرزاق ۶/۱۸۹/۱۰۵۷، نسائی ۲/۹۱، ابن ماجه ۱/۵۸۹، دارمی ۲/۱۳٤، بیهقی ۷/۱٤۸

احمد ۳۷۳۹/۴۵۱]

دُلہن کا مردوں کی خدمت پر مامور ہونا:

اس بات میں کوئی حرج نہیں کہ دلہن بھی مردوں کی خدمت پر مامور ہو جب کہ وہ پردہ میں ہو اور فتنہ کا اندیشہ بھی نہ ہو۔

لحديث سهل بن سعد قال :

((لما عرَّس أبو أسيد الساعدى دعا النبى صلى الله عليه وسلم وأصحابه، فما صنع لهم طعاماً، ولا قدمه إليهم، إلا امرأته أم أسيد، بَلَّت (و فى رواية: أنقعت) تمرات فى تور من حجارة من الليل، فلما فرغ النبى صلى الله عليه وسلم من الطعام اماثته له فسقته تتحفه بذلك، [فكانت امرأته يومئذ خادمهم وهى العروس]))

حضرت سہل بن سعد سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ:

حضرت ابو سعید ساعدی نے شب زفاف اختیار کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو دعوت دی۔ لوگوں کے لئے کھانا بھی ام اسید نے بنایا اور مہمانوں کے آگے بھی انہوں نے ہی پیش کیا۔ رات ہی انہوں نے پتھر کے برتن میں کھجوریں ڈبو دیں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھانا کھا چکے تو انہیں ہاتھ سے مل کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پلائیں اور یونہی تحفہ پیش کیا۔ ان کی بیوی جو کہ دلہن تھی اس دن خدمت پر مامور تھی۔

[بخاری ۲۰۰/۹، ۲۰۵، ۲۰۶، مسلم ۱۰۳/۶، ابن ماجہ ۵۹۰۔ ۵۹۱]

Marfat.com

گانا گانا اور دَف بجانا:

شادی میں عورتوں کے لیے صرف دف کے ساتھ نکاح کا اعلان کرنا جائز ہے اور ایسے گانے کے ساتھ جس میں حسن و جمال اور فسق و فجور کا تذکرہ نہ ہو۔ اس بارے میں بھی متعدد احادیث ہیں:

الأول: عن الرُّبَيِّع بنت مُعَوِّذ قالت:

((جاء النبی صلی الله علیه وسلم یدخل حین بنی علی، فجلس علی فراشی مجلسك منی، (الخطاب للروای عنا)، فجعلت جویرات یضربن بالدف، ویندبن من قُتل من آبائی یوم بدر، إذ قالت إحداهن: وفینا نبی یعلم ما فی غد. فقال: دع هذه و قولی بالذی کنت تقولین))

پہلی حدیث:

حضرت ربیع بنت معوذؓ سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ:

جب میرا نکاح ہوا تو حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور بستر پر یوں ہی بیٹھ گئے جیسے تم میرے ساتھ بیٹھے ہو۔ یہ خطاب حضرت ربیع کا کہتے ہے) چھوٹی چھوٹی لڑکیاں دف بجانے لگیں اور یوم بدر میں ہمارے آباء جو شہید ہوئے تھے ان پر نوحہ کرنے لگیں۔ ان میں سے ایک کہنے لگی: وفینا نبی یعلم ما فی غدا۔ ہمارے درمیان (ایسے نبی ہیں جو کل کیا ہونے والا ہے اس کی بات جانتے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ نہ کہو اور جو باقی کہہ رہی ہو وہ کہتی رہو۔

[بخاری ۲/ ۳۵۲، ۹/ ۱۶۶، ۱۶۷، بیهقی ۷/ ۲۸۸، ۲۸۹، احمد ۶/ ۳۵۹، ۳۶۰]

الثانی: عن عائشة أنها زفت امرأة إلی رجل من الأنصار،

فقال نبی الله صلی الله علیه وسلم۔

((یا عائشة! ما کان معکم لهو، فإن الأنصار یعجبهم اللهو؟))

دوسری حدیث:

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ ایک عورت کی ایک انصاری مرد سے شادی ہوئی تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ! تمہارے پاس تو کوئی سامان کھیل نہیں انصار تو کھیل کود کو پسند کرتے ہیں۔

[بخاری ۹/۱۸۴، ۱۸۵، حاکم ۲/۱۸۴، بیہقی ۷/۲۸۸]

ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نے اسکے ساتھ کوئی لڑکی بھیجی ہے جو دف بجائے اور گائے؟ میں نے پوچھا: وہ کیا کہے؟ فرمایا: وہ کہے:

اَتَیْنَاکُم اَتَیْنَاکُم ☆ فَحَبُّوْنَا نَحَیِّیْکُم

لَوْلَا الذَّهَبُ الْاَحْمَرُ ☆ کَاحلت بَوَادِیْکُم

لَوْلَا الْحِنْطَةُ السَّمْرَا ☆ ءُ مَا سَمِعْنَكْ عَذَارِیْکُم

ہم تمہارے پاس آئے ہیں تم ہمیں خوش آمدید کہو ہم تمہیں کہتے ہیں۔ اگر یہ سرخ سونا ہوتا تو تمہاری وادیاں زیور سے آراستہ ہوتیں اور اگر یہ گندم گوں گندم نہ ہوتی تو تمہاری دوشیزائیں موٹی تازی ہوتیں۔ [طبرانی ۱/۱۶۷/۱]

الثالث: عنها أیضاً:

((أن النبی صلی الله علیه وسلم سمع ناساً یغنون فی عرس وهم یقولون:

وأهدی لها أکبش ☆ یبحبحن فی المربد

و حِبك فی النادی ☆ ویعلم ما فی غد

وفی روایة:

تیسری حدیث:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی سے مروی ہے کہ:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کو جو کسی شادی میں گا رہے تھے اور کہہ رہے تھے

وأهدى أكيش ☆ يبحبحن فى المربد

وحبك فى النادى ☆ ويعلم ما فى غد

وحبك فى النادى ☆ ويعلم مافى غد

اسے مینڈھے عطا کئے گئے ہیں جو باڑے میں چلتے پھرتے ہیں۔

تیرا محبوب مجلس میں ہے اور وہ کل جانتا ہے کہ کل کیا ہونے والا ہے۔

و زوجك فى النادى ☆ ويعلم ما فى غد

قالت: فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم:

((لا يعلم ما فى غد ألا الله سبحانه))

ایک روایت میں یوں ہے

وزوجك فى النادى : ويعلم ما فى غد

''تیرا خاوند مجلس میں ہے اور وہ جانتا ہے کہ کل کیا ہوگا۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کل کیا ہونے والا یہ تو صرف اللہ ہی جانتا ہے۔

[طبرانى: ۸۳۰، حاكم ۱۸٤/۲، ۱۸۵، بيهقى ۲۸۹/۷

الرابع: عن عامر بن سعد البجلى، قال:

((دخلت على قرظة بن كعب وأبى مسعود، و ذكر ثالثاً. ذهب على. وجوارى يضر بن بالدف و يغنين، فقلت: تقرون على هذا وأنتم أصحاب محمد؟ قالوا: أنه قد رخص لنا فى

العرسات، والنياحة عند المصيبة)) وفی رواية:

((وفی البكاء على الميت في غير نياحة))

چوتھی حدیث:

حضرت عامر بن سعد بجلیؒ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ:

میں قرظہ بن کعب اور ابو مسعود کے پاس آئے اور تیسرے کا بھی ذکر کیا جب کہ لڑکیاں دف بجا رہی تھیں اور گا رہی تھیں۔

میں نے کہا: تم یہ سب دیکھ رہے ہو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ہو؟

تو وہ کہنے لگے: شادیوں میں بھی اس کی طرف سے رخصت دی گئی ہے اور مصیبت کے وقت نوحہ کی۔ ایک روایت میں ہے کہ:

میت پر بغیر نوحہ کرنے کے رونے کی۔ [اخرجہ حاکم والبیھقی، نسائی ۲/۹۳]

الخامس: عن أبی بلج يحيى بن سليم قال:

((قلت لمحمدبن حاطب: تزوجت امرأتين ما كان فی واحدة منهما صوت، يعنی دفاً، فقال محمد رضی الله عنه: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:

((فصل ما بين الحلال والحرام الصوت بالدف))

پانچویں حدیث:

حضرت ابو بلج یحیٰ بن سلیم سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ: میں نے محمد بن طالب سے کہا کہ میں نے دو عورتوں سے شادی کی ان میں سے ایک کی مرتبہ دف نہ تھا۔ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا:

حلال اور حرام کے درمیان فرق کرنے والی چیز دف کی آواز ہے۔

[نسائی ۲/۹۱، ترمذی ۲/۱۷۰، بیھقی ۷/۲۸۹، احمد ۳/۴۱۸]

السادس: ((أعلنوا النكاح))

ويجب عليه أن يمتنع من كل ما فيه مخالفة للشرع، و خاصة ما اعتاده الناس في مثل هذه المناسبة، حتى ظن كثير منهم بسبب سكوت العلماء۔ أن لا بأس فيها، وأنا أنبه هنا على أمور هامة منها:

الأول: تعليق الصور على الجدران، سواء كانت مجسمة أو غير مجسمة، لها ظل، أو لا ظل لها، يدوية أو فوتوغرافيه، فإن ذل كله لا يجوز، و يجب على المستطيع نزعها إن لم يستطع تمزيقها، وفيه أحاديث:

چھٹی حدیث:

نکاح کا اعلان کرو۔[ابن حبان ۱۲۸۵، طبرانی ۱/۱/۶۹]

خلافِ شریعت امور سے اجتناب:

ہر آدمی پر لازم ہے کہ وہ ایسی مجالس میں خلافِ شریعت امور سے اجتناب کرے، خصوصاً جو ایسی مجالس میں لوگوں کی عادات کا حصہ بن چکے ہیں اور بہت سے لوگ یہ خیال کرنے لگے ہیں۔ علماء کی خاموشی کی بناء پر کہ ان میں کوئی حرج نہیں۔ یہاں میں ان میں سے اہم امور پر متنبہ کئے دیتا ہوں۔

تصاویر لٹکانا:

پہلی چیز دیواروں پر تصاویر لٹکانا ہے خواہ مجسمہ ہو یا غیر مجسمہ، اس کا سایہ ہو یا نہ ہو۔ ہاتھ کی بنی ہوئی تصویر ہو یا فوٹوگرافی یہ سب ناجائز ہیں صاحب استطاعت پر ان کا اتار ڈالنا (تو بہر طور) لازم ہے اگر انہیں پھاڑ نہ سکتا ہو اس بارے میں متعدد احادیث ہیں:

عن عائشة رضی الله عنها قالت :

((دخل عليَّ رسول الله صلى الله عليه وسلم وقد سترتُ سَهوةً لی بقِرامٍ فيه تماثيل، (وفی رواية: فيه الخيل ذوات الأجنحة)، فلما رآه تهكه، و تلون وجهه، وقال: يا عائشة! أشد الناس عذاباً عند الله يوم القيامة الذين يضاهون بخلق الله، (وفی رواية: إن أصحاب هذه الصور يعذبون، و يقال لهم: أحيوا ما خلقتم، ثم قال: إن البيت الذی فيه الصور لا تدخله الملائكة)، قالت عائشة: فقطعنا فجعلنا منه وسادة أو وسادتين، [فقد رأيته متكئاً على إحداهما و فيها صورة]))

پہلی حدیث:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور میں نے اپنے چبوترہ پر ایک باریک پردہ لٹکا رکھا تھا جس پر تصاویر تھیں۔ (ایک روایت میں ہے کہ اس میں پروں والا اونٹ بنا ہوا تھا) جب اسے دیکھا تو اسے پھاڑ دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ متغیر ہو گیا۔ فرمایا: اے عائشہ! اللہ کے ہاں قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب میں وہ لوگ ہوں گے جو اللہ کی صفت خالقیت میں مشابہ بنتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے ان صورتوں کے بنانے والوں کو عذاب ہوگا اور ان سے کہا جائے گا جو کچھ تم نے تخلیق کاری کی اسے زندہ کرو۔ پھر ارشاد فرمایا: جس گھر میں تصاویر ہوں اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ میں نے اسے کاٹ کر ایک یا دو تکیے بنا ڈالے اور میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان میں ایک تکیے پر ٹیک لگاتے ہوئے دیکھا اور

اس میں تصویر بھی تھی۔

[بخاری ۳۱۷/۱۰، مسلم ۱۵۸/٦، ۱٦۰، بیهقی ۲٦۹/۷، احمد ۲۲۹/٦، ۲۸۱]

وعنها قالت:

((حشوت وسادة للنبی صلی الله علیه وسلم فیها تماثیل كأنها نمرقة، فقام بین البابین، وجعل یتغیر وجهه، فقلت: ما لنا یا رسول الله؟ [أتوب إلی اله ما أذنبت]، قال: ما بال هذه الوسادة؟ قالت: قلت: وشادة جعلتها لك لتضطجع علیها، قال: أما علمت أن الملائكة لا تدخل بیتاً فیه صورة، وأن من صنع الصور یعذب یوم القیامة، فیقال: أحیوا ما خلقتم؟! وفی روایة: إن أصحاب هذه الصور یعذبون یوم القیامة [قالت: فما دخل حتی أخرجتها]))

دوسری حدیث:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ:

میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک تکیے میں روئی بھری کہ جس میں تصویریں بنی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دروازے میں کھڑے ہو گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ متغیر ہونے لگا۔ میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم سے کیا گناہ سرزد ہوا؟ میں اپنے گناہ کی اللہ کے حضور توبہ کرتا ہوں۔ فرمایا: اس تکیے کو کیا ہوا؟ فرماتی ہیں کہ میں نے کہا: تکیہ ہے میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بنایا ہے تا کہ اس پر لیٹ سکیں۔ فرمایا: کیا تمہیں معلوم نہیں کہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے کہ جس میں تصاویر ہوں اور یہ کہ تصویر بنانے والے کو قیامت کے دن عذاب ہوگا اور ان سے کہا جائے گا جو کچھ تم نے تخلیق کیا اسے زندہ کرو؟ ایک روایت میں ہے کہ ان تصویروں کے بنانے

والوں کو قیامت کے دن عذاب ہوگا۔ فرماتی ہیں کہ جب تک میں نے ان کو نکال نہ دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں داخل نہ ہوئے۔[بخاری ۲/۱۱، ۴/۱۰۵]

قوله صلى الله عليه وسلم:

((أتانی جبريل عليه السلام، فقال لی: أتيك البارحة، فلم يمنعنيى أن أكون دخلت ألا أنه كان على الباب تِمثال [الرجال]، وكان فی البيت قِرام سترٍ فيه تماثيل، وكان فی البيت كلب، فمُر برأس التمثال الذی فی البيت يقطع فيصير كهيئة الشجرة، ومُر بالستر فليقطع، فليجعل منه وسادتين توطآن، ومُر بالكلب فليخرج [فإنا لا ندخل بيتاً فيه صورة ولا كلب]، وأذا الكلب [جَرِو] لحسن أو حسين، كان تحت نَضَد لهم (وفی رواية: تحت سريره)، [فقال: يا عائشة! متى دخل هذا الكلب؟ فقالت: والله ما دريت!، فأمر به فأخرج، [ثم أخذ بيده ماء فنضح مكانه]))

تیسری حدیث:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:

میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور مجھ سے کہنے لگے: میں رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تھا۔ تو مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے سے صرف دروازے پر ایک شخص کے مجسمے نے روکا۔ اور گھر میں ایک باریک پردہ تھا جس پر تصاویر تھیں اور گھر میں کتا تھا۔ پس گھر میں موجود مجسمے کے سر کو کاٹ دیجئے کہ وہ درخت کی طرح ہو جائے اور پردے کو کاٹ دیجئے اور اس سے دو جڑواں تکیے بنالیجئے اور کتے کو گھر سے نکال دیں۔ کیونکہ

جس گھر میں کتا اور تصویر ہو ہم اس میں داخل نہیں ہوتے۔

باقی کتے کا بچہ تو وہ حضرت حسنؓ یا حضرت حسینؓ کا تھا۔ جو ان کے پلنگ کے نیچے تھا۔ فرمایا: اے عائشہ! یہ کتا کب گھر میں داخل ہو گیا۔ وہ کہنے لگیں: بخدا مجھے تو معلوم نہیں۔ چنانچہ اس کے نکالنے کا حکم دیا۔ پھر اپنے ہاتھ مبارک میں کچھ پانی لیا اور اس جگہ چھینٹے مار دیئے۔

[ابوداؤد ۲/۱۸۹، نسائی ۲/۳۰۲، ترمذی ۲۱/٤، احمد ۲/۳۰۵، ۳۰۸، ٤۷۸، مسلم ۱۵٦/٦]

دیواروں پر پردے لٹکانا:

دوسری چیز جس سے اجتناب ضروری ہے وہ ہے دیواروں پر پردے لگانا اگرچہ ریشم کے علاوہ سے ہی ہوں کیونکہ اس میں اسراف، فضول خرچی اور غیر شرعی زینت ہے۔

لحديث عائشة رضى الله عنها قالت:

((كان رسول الله صلى الله عليه وسلم غائبًا فى غزاة غزاها، فلما تَحَيَّنتُ قُفوله، أخذت نَمَطاً [فيه صورة] كانت لى، فسترت به على العُرضِ، فلما دخل رسول الله صلى الله عليه وسلم تلقيته فى الحجرة، فقلت: السلام عليك يا رسول الله و رحمة الله و بركاته، الحمد لله الذى أعز[ك] فنصرك، وأقر عينك، قالت: فلم يكلمنيى! وعرفت فى وجهه الغضب، و دخل البيت مسرعاً، وأخذ النمط بيده، فجبذه حتى هتكه، ثم قال [أتسترين الجدار؟!] [بستر فيه تصاوير؟!] إن الله لم يأمرنا فيما رزقنا أن نكسوا الحجارة [والطين. قالت: فقطعنا منه وسادتين، وحشوتهما ليفاً، فلم

يعب ذلك عليَّ] [قالت: فكان صلى الله عليه وسلم يرتفق عليهما]))

ولهذا كان بعض السلف يمتنع من دخول البيوت المستورةِ جُدرُها.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی جنگ میں جانے کی وجہ سے موجود نہ تھے۔ جب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی واپسی کا انتظار کر رہی تھی تو میں نے اپنا ایک بچھونا لیا جس پر تصویر تھی اور ایک جانب اس سے پردہ کر دیا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حجرہ میں ملی۔ میں نے کہا: السلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نصرت اور کامرانی عطا فرمائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں ٹھنڈی کیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اعزاز واکرام بخشا۔ کہتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے بات نہ کی، میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے میں غصہ کو پہچان گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جلدی سے گھر میں داخل ہو گئے۔ اور اس بچھونے کو ہاتھ میں پکڑ کر اسے اس زور سے کھینچا کہ اسے پھاڑ دیا۔ پھر فرمایا: کیا تم نے دیوار پر پردہ کیا تھا؟ ایسے پردہ کے ساتھ کہ جس میں تصاویر ہیں؟ اللہ نے ہمیں عطاء کردہ رزق سے اس بات کا حکم نہیں دیا کہ ہم پتھروں اور مٹی کو بھی کپڑے اوڑھنے لگیں۔ فرماتی ہیں کہ ہم نے اس کے دو تکیے بنا لیے۔ میں نے انہیں پتوں سے بھر دیا۔

فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان پر ٹیک لگایا کرتے تھے۔

[مسلم ۱۵۸/۶، احمد ۲۴۷/۶]

اس وجہ سے اسلاف ایسے گھر میں داخل ہونے سے منع کرتے تھے کہ جس کی دیواروں پر پردے لٹکائے ہوئے ہوں۔

قال سالم بن عبدالله:

Marfat.com

((أعزت فی عهد أبی، فآذن أبی الناس، وكان أبو أيوب فيمن آذنا، و قد ستروا بيتی بنجاد أخضر، فأقبل أبو أيوب فدخل، فرآنی قائماً، واطلع فرأى البيت مستتراً بنجار أخضر، فقال: يا عبدالله! أتسترون الجدر؟ قال أبی: واستحى. غلبنا النساء أبا أيوب! فقال: من [كنتُ] أخشى [عليه] أن تغلبنه النساء فلم [أكن] أخشى [عليك] أن تغلبنك! ثم قال: لا أطعم لكم طعاماً، ولا أدخل لكم بيتاً. ثم خرج رحمه الله))

الثالث: ما تفعله بعض النسوة من نتفهن حواجبهن حتى تكون كالقوس أو الهلال، يفعلن ذلك تجملاً بزعمهن! وهذا مما حرمه رسول الله صلى الله عليه وسلم ولعن فاعله بقوله:

حضرت سالم بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ:

میری شادی میرے والد کے زمانے میں ہوئی۔ میرے والد نے لوگوں کو دعوت دی، ان میں حضرت ایوب بھی تھے، میرے گھر پر سبز نجار (ایک خاص قسم کا کپڑا وغیرہ جس سے گھر کو مزین کیا جاتا ہے) کے پردے کئے گئے تھے، حضرت ابوایوب داخل ہوئے اور مجھے کھڑے دیکھا اور پھر گھر کو دیکھا کہ اس میں سبز نجار کے پردے کئے گئے ہیں کہا: اے عبداللہ! کیا تم دیواروں پر پردے کرتے ہو؟ میرے والد نے کہا: شرماتے ہوئے۔ اے ابوایوب ہم پر عورتیں غالب آ گئیں! فرمایا: دوسرے لوگوں کے بارے تو مجھے اندیشہ تھا کہ ان پر عورتیں غالب نہ آ جائیں لیکن تمہارے بارے میں اس بات کا اندیشہ نہ تھا۔

پھر فرمایا: میں تمہارا کھانا نہ کھاؤں گا اور نہ تمہارے گھر میں داخل ہوں گا۔ پھر اللہ ان

پر رحم کرے تشریف لے گئے۔[طبرانی ۱/۱۹۲/۲]

بھنویں وغیرہ چونٹنا:

تیسری چیز عورتوں کا بھنویں وغیرہ چونٹ کر انہیں کمان یا ہلال کی شکل میں بنانا ہے وہ اپنے گمان میں ایسا خوبصورتی کے لیے کرتی ہیں اور اسے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام قرار دیا ہے اور ایسا کرنے والی پر لعنت فرمائی ہے۔

((لعن الله المواشمات، والمستوشِمات [والواصلات]، والنامصات، والمتنمصات، والمتفلجات للحسن؛ المغيرات خلق الله)).

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

اللہ کی لعنت ہو سوئی سے کراتی کرنے والیوں اور کروانے والوں پر، اپنے بالوں میں کسی دوسری عورت کے بال لگانے والیوں دھاگے سے چہرے کے بال اُکھاڑنے والیوں پر اکھڑوانے والوں پر، خوشنمائی کی خاطر دانتوں کے درمیان کشادگی کروانے والیوں پر جو کہ تخلیق خداوندی میں تبدیلی کرنے والیاں ہیں۔

[بخاری ۱۰/۳۰۶، مسلم ۶/۱۶۶، ترمذی ۳/۱۶ ابوداؤد ۲/۱۹۱]

ناخن پالش لگانا اور ناخن لمبے کرنا:

یہ یورپ کی برائیوں میں سے اکثر مسلمانوں کی طرف سرایت کر جانے والی ایک بری عادت ہے اور وہ ہے عورتوں کا اپنے ناخنوں کو سرخ پالش (خواہ سرخ ہو یا کوئی بھی رنگ ہو) کے ساتھ رنگنا اور بعض ناخنوں کو لمبا کرنا ہے...... جب کہ بعض نوجوان بھی ایسا کرتے ہیں اس میں جہاں تخلیق خداوندی کو بدلنا ہے جس کے کرنے والا لعنت کا مستحق ہے جیسا کہ عنقریب کہ آپ کو معلوم ہوا اور دوسری بات کافر عورتوں سے مشابہت ہے جس سے بہت سی احادیث ہیں روکا گیا ہے۔ حتیٰ کہ ارشاد نبوی ہے:...... جس نے جس قوم کی

مشابہت اختیار کی وہ اُنہیں میں سے شمار ہوگا۔[رواہ ابوداؤد، احمد] اس کے ساتھ ساتھ تو یہ خلافِ فطرت بھی ہے۔ اس فطرت کے کہ جس پر اللہ نے انسانوں کو پیدا کیا۔

قال (وفی روایة: حلق العانة)، و قص الشارب، و تقليم الأظفار، و نتف الإبط)).

ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

انبیاء کی سنتیں پانچ چیزیں ہیں: (۱) ختنے کرنا (۲) بدن کے مخصوص حصوں پر بالوں کو کاٹنے کے لیے اُسترا استعمال کرنا۔ ایک روایت میں ہے۔ زیر ناف بال کاٹنا۔ (۳) مونچھیں کاٹنا (۴) ناخن تراشنا (۵) بغل کے بال چونٹنا۔

وقال أنس رضي الله عنه:

((وُقِّتَ لنا (وفی روایة: وَقَّتَ لنا رسول الله ۹ فی قص الشارب، و تقليم الأطفار، و نتف الإبط، وحلق العانة، أن ترك أكثر من أربعين ليلة))

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لیے مونچھیں کاٹنے، ناخن تراشنے، بغلوں کے بال چونٹنے اور زیرناف بال کاٹنے میں وقت کی تعین فرمائی کہ ہم انہیں چالیس دن سے زائد پر ترک نہ رکھیں۔

[مسلم ۱/۱۵۳، ابوداؤد ۲/۱۹۵، نسائی ۱/۷، ترمذی ٤/۷ احمد ۳/۱۲۲، ۲۰۳، ۳۵۵]

داڑھی کاٹنا:

ایک بری عادت جس میں اکثر مرد مبتلا ہیں کہ وہ یورپی کفار کی تقلید ہے داڑھی کو بطور تزئین و آرائش تراشتے ہیں۔ حتیٰ کہ ان کے ہاں یہ عار، شرمندگی کی بات ہے کہ دولہا شادی میں بغیر داڑھی کٹوائے داخل ہو۔ اس میں متعدد خلافِ شرع امور ہیں۔

Marfat.com

تخلیق خداوندی کو بدلنا:

شیطان کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے:

لَعَنَهُ اللّٰهُ وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا وَلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ آذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ، وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطَانَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا۔

[سورة النساء: ١١٩]

''جس پر لعنت کی اللہ نے اور کہا شیطان نے کہ میں البتہ لوں گا تیرے بندوں سے حصہ مقررہ اور ان کو بہکاؤں گا اور ان کو امیدیں دلاؤں گا اور ان کو سکھلاؤں گا کہ چیریں جانوروں کے کان اور ان کو سکھلاؤں گا کہ بدلیں صورتیں بنائی ہوئی اللہ کی اور جو کوئی بناوے شیطان کو دوست اللہ کو چھوڑ کر تو وہ بڑا صریح نقصان میں ہے''۔

یہ اِس بارے میں واضح دلیل ہے کہ تخلیق خداوندی میں بغیر اس کی اجازت کے ردّو بدل کر شیطان کی اطاعت ہے اور رب کی نافرمانی ہے۔ بلاشبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن کی خاطر تخلیق خداوندی میں ردّو بدل کرنے والیوں پر لعنت فرمائی (جیسا کہ گذر چکا) اور اس بات میں بھی کوئی شک نہیں کہ داڑھی کٹوانا حسن کی خاطر ہی ہے! اور وہ بھی اس مذکورہ لعنت میں داخل ہوگا کیونکہ علت میں دونوں مشترک ہیں اور یہ بات مخفی ہیں۔

میرا یہ کہنا کہ بغیر اللہ تعالیٰ کی اجازت کے اس لیے ہے کہ کہیں یہ وہم نہ ہو جائے کہ زیرناف بال کاٹنا وغیرہ کہ جن کا شریعت نے حکم دیا ہے وہ بھی اس مذکورہ تغیر وردو بدل میں داخل ہیں۔ بلکہ یہ (زیرناف بال کاٹنا وغیرہ) یا تو مستحب ہے یا واجب۔

((أنهكوا الشوارب، وأعفوا اللحى))

ارشاد ﷺ نبوی ہے:

مونچھوں کو خوب تراشو اور داڑھیوں کو بڑھاؤ۔

[بخاری ۱۰/۲۸۹، مسلم ۱/۱۵۳، ابو عوانہ ۱/۱۸۹]

اور یہ بات معلوم ہے کہ امر وجوب کا فائدہ اس وقت دیتا ہے جب قرینہ موجود ہو اور یہاں قرینہ وجوب کی تاکید ہے اور وہ یہ ہے کہ:

قال صلی اللہ علیہ وسلم:

((جزوا الشوارب، وأرخوا اللحی، خالفوا المجوس))

کفار کے ساتھ تشبیہ ہے۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

مونچھیں تراشو اور داڑھیوں کو چھوڑ دو (یعنی نہ کاٹو) اور مجوسیوں کی مخالفت کرو۔

[رواہ مسلم و ابو عوانہ فی صحیحہا]

((لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المتشبهین من الرجال بالنساء، والمتشبهات من النساء بالرجال)).

وجوب کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے

عورتوں کے ساتھ مشابہت:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے مردوں اور مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔

[بخاری ۱۰/۲۷۴، ترمذی ۲/۱۲۹، ابن ماجہ ۱۹۰۳]

یہ بات مخفی نہیں کہ مرد کا اپنی داڑھی کو کٹانا جس کے ذریعے اللہ نے مرد کو عورت سے ممتاز کیا ہے۔ عورتوں کے ساتھ سب سے بڑی مشابہت ہے۔ شاید کہ جو دلائل ہم نے ذکر کر دیئے ہیں یہ خلافِ شرع کاموں میں مبتلا لوگوں کے لیے کافی ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور انہیں ہر اپنے ناپسندیدہ امر سے بچائے۔

Marfat.com

سونے کے زیورات کی بابت

علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں پر سونے کے زیورات کی بابت کتاب میں کچھ بحث کی ہے جو یقیناً کئی پڑھنے والوں کے لئے اچھنبے کا باعث ہوگی لیکن ادارہ نے بجائے اس کے کہ ان صفحات کا ترجمہ ہی نہ کروایا جائے یہ بہتر جانا کہ اس کی بابت کسی معتبر عالم سے اہلسنت والجماعت کا متفقہ نقطہ نظر بھی واضح کر دیا جائے تاکہ ایسے معاملے میں کہ جس میں علامہؒ کی رائے کافی حد تک مصری علماء کے قریب ہے اس کا بطلان بھی ظاہر کر دیا جائے۔ اسلئے جہاں مولانا کا بیان ختم ہوگا وہی سے ہم اپنا اختلافی نوٹ تحریر کرنا شروع کر دیں گے۔

[ادارہ]

منگنی کی انگوٹھی:

چھٹی چیز سونے کی منگنی کی انگوٹھی ہے جسے بعض لوگ پہنتے ہیں۔ سو اس میں جہاں کفار کی تقلید ہے کیونکہ یہ عادت نصاریٰ سے چلی ہے۔ وہیں اس میں ان نصوصِ صیحہ کی واضح مخالفت بھی ہے جو کہ مرد اور عورت دونوں پر سونے کی انگوٹھی کو حرام قرار دیتی ہیں جیسا کہ عنقریب آپ کو معلوم ہو جائے گا۔ یہ رہے کچھ دلائل۔

أولا: ((نهى صلى الله عليه وسلم عن خاتم الذهب)).

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی سے منع فرمایا ہے۔[بخاری ۱۰/ ۲۵۹، ۲۶۰، مسلم ٦/ ۱۳۵، ۱٤۹، احمد ٤/ ۲۸۷، نسائی ۲/ ۲۸۸، احمد ۲/ ٤٦۸]

ثانياً: عن ابن عباس أن رسول الله صلى الله عليه وسلم رأى خاتماً من ذهب في يد رجل، فنزعه فطرحه، وقال: ((يَعمِد أحدكم إلى جمرة من نار فيجعلها في يده؟!))

فقيل للرجال بعد ما ذهب رسول الله صلى الله عليه وسلم:

Marfat.com

خذ خاتمك وانتفع به، قال: لا والله لا آخذه أبداً وقد طرحه رسول الله صلى الله عليه وسلم.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو اسے اتار کر پھینک دیا اور فرمایا:

تم میں سے ایک آگ کے انگارے کی طرف بڑھتا ہے اور اسے ہاتھ میں ڈال لیتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لے جانے کے بعد اس شخص سے کہا گیا کہ اپنی انگوٹھی اُٹھالو اور نفع اُٹھاؤ تو اس نے کہا: بخدا! میں اسے کبھی نہ پکڑوں کہ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھینکا ہے۔

[مسلم ۱۴۹/۶، ابن حبان ۱/۱۵۰، طبرانی ۱۰۰/۳-۱/۲]

ثالثاً: عن أبی ثعلبة الخشنی أن النبی صلى الله عليه وسلم أبصر فی يده خاتماً من ذهب، فجعل يقرعه بقضيب معه، فلما غفل النبی صلى الله عليه وسلم ألقاه، [فنظر النبی صلى الله عليه وسلم فلم يره فی يده] قال: ما أرانا إلا قد أو جعناك وأغرمناك.

حضرت ابوثعلبہ خشنی کے ہاتھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی دیکھی تو ایک چھڑی اس پر مارنے لگے جب آپ کی توجہ اس سے ہٹی تو انہوں نے اسے اتار دیا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ ان کے ہاتھ میں نہیں تو فرمایا لگتا ہے کہ ہم نے تمہیں تکلیف دی اور تمہارا نقصان کیا۔ [نسائی ۲۸۸/۲، احمد ۱۹۵/٤، ابن سعد ٤١٦/٧]

رابعاً: عن عبدالله بن عمرو أن النبی صلى الله عليه وسلم رأى على بعض أصحابه خاتماً من ذهب، فأعرض عنه، فألقاه، واتخذ خاتماً من حديد، فقال: هذا شر، هذا حلية أهل

النار، فألقاه، فاتخذ خاتماً من وَرِق، فسكت عنه.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو اس سے منہ موڑ لیا تو اس نے اسے اتار دیا اور لوہے کی انگوٹھی پہن لی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اس سے بھی بری ہے۔ یہ تو اہل جہنم کا زیور ہے۔ اس نے اسے بھی اتار دیا اور چاندی کی انگوٹھی پہن لی۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاموشی اختیار فرمائی:

[احمد ۸/۶۵، ۶۶۸۰، بخاری فی الادب المفرد ۱۰۲۱]

خامساً: ((من لبس الذهب من أمتي، فمات وهو يلبسه حرم الله عليه ذهب الجنة))

ارشاد نبوی ﷺ ہے:

جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ ریشم اور سونا نہ پہنے۔

[احمد ۵/۲۶۱]

سادساً: ((من لبس الذهب من أمتي، فمات وهو يلبسه حرم الله عليه ذهب الجنة)).

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

میری امت میں سے جس کسی نے سونا پہنا اور اسی حالت میں ہی مر گیا تو اللہ جنت کے سونے سے محروم کر دیں گے۔ [احمد ۶۵۵۶، ۶۹۴۷]

سونے کی انگوٹھی وغیرہ کا عورتوں پر حرام ہونا:

اس بات کا جاننا بھی ضروری ہے کہ عورتیں بھی سونے کی انگوٹھی کے حرام ہونے میں مردوں کے ساتھ تو شریک ہیں۔ اسی طرح سونے کا کنگن اور کڑا وغیرہ۔ صرف عورتوں کے بارے میں بھی احادیث وارد ہوئی ہیں سو اسی وجہ سے وہ ان مطلق احادیث میں بھی داخل

Marfat.com

ہوں گی جن میں صرف مردوں کی قید نہیں جیسا کہ پہلی حدیث جو ابھی گزری۔ اور اب آپ کی خدمات میں وہ صحیح احادیث پیش ہیں جو کہ اسی بات کی طرف مشار ہیں۔

الأول: ((من أحب أن يحلّق حبيبه بحلقة من نار فليحلّقه حَلقة من ذهب، ومن أحب أن يطوق حبيبه طوقاً من نا ر فليطوقه طوقاً من ذهب، ومن أحب أن يسوَّر حبيبه سواراً من نار فليطوقة طوقاً (وفى رواية: فليسوره سواراً) من ذهب، ولكن عليكم بالفضة، فالعبوا بها [العبوابها، العبوابها])).

پہلی حدیث:

جو کوئی اپنے پیارے/ پیاری کو آگ کا کڑا پہنانا چاہتا ہے تو وہ اسے سونا کا کڑا پہنا دے اور جو کوئی آگ کا ہار پہنانا چاہتا ہے تو سونے کا ہار پہنا دے اور جو آگ کا کنگن پہنانا چاہتا ہے تو وہ اسے سونے کا کنگن پہنا دے لیکن تم پر چاندی لازم ہے اسی کے ساتھ کھیلو (تین دفعہ یہ جملہ کہا)۔ [ابوداؤد ۱۹۹/۲، احمد ۳۸۷/۲]

الثانی: عن ثوبان رضى الله عنه قال:

((جاء ت بنت هُبيرة ألى النبى صلى الله عليه وسلم وفى يدها فتخ [من ذهب] [أى خواتيم كبار]، فجعل النبى صلى الله عليه وسلم يضرب يدها [بعُصية معه يقول لها: أيسرك أن يجعل الله فى يدك خواتيم من نار؟!]، فأتت فاطمة وأنا معه، وقد أخذت من عنقها سلسلة من ذهب، فقالت: هذا أهدى لى أبوحسن (تغنى زوجها علياً رضى الله عنه). وفى

يدها السلسة. فقال النبى صلى الله عليه وسلم : يا فاطمة! أيسرك أن يقول الناس: فاطمة بنت محمد فى يدها سلسلة من نار؟! [ثم عذمها عذماً شديداً] فخرج ولم يقعد، فعمدت فاطمة ألى السلسلة فباعتها فاشترت بها نسمة، فأعتقتها، فلبغ ذلك النبى صلى الله عليه وسلم فقال: الحمد لله الذى نجّى فاطمة من النار)).

دوسری حدیث:

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ:

بنت ہبیرۃ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اوران کے ہاتھ میں سونے کی بڑی بڑی انگوٹھیاں تھیں۔ (انہیں دیکھ کر) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاتھ پر ایک چھوٹی سی چھڑی مارنے لگے اور کہنے لگے: کیا تمہیں یہ بات پسند ہے کہ اللہ تمہارے ہاتھ میں آگ کی انگوٹھیاں پہنائے۔ تو وہ حضرت فاطمہؓ کے پاس آئیں اور واقعہ کی شکایت کرنے لگیں۔

حضرت ثوبان کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہؓ کے پاس تشریف فرما ہوئے اور میں بھی ساتھ تھا اور انہوں نے اپنی گردن میں ایک سونے کا ہار پکڑ رکھا تھا اور کہہ رہی تھیں یہ مجھے ابوالحسن (یعنی ان کے خاوند حضرت علی رضی اللہ عنہ) نے تحفہ میں دیا ہے۔ جب کہ ان کے ہاتھ میں وہ ہار تھا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے فاطمہؓ! کیا تجھے یہ بات پسند ہے کہ لوگ کہیں فاطمہؓ بنت محمدؐ کے ہاتھ میں آگ کا ہار ہے۔ پھر بہت زیادہ ڈانٹا اور بغیر تشریف فرما ہوئے چلے آئے۔ حضرت فاطمہؓ نے وہ ہار لیا اور اسے بیچ کر ایک غلام خریدا اور اسے آزاد کر دیا۔ جب یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے فاطمہ کو آگ

Marfat.com

سے نجات دی۔

[نسائی ۲/۲۸٤، ۲۸٤، حاکم ۳/۱۵۲، طبرانی ۱٤٤۸، احمد ٥/۲۷۸]

الثالث: عن عائشة أن النبی صلى الله عليه وسلم رأى فى يد عائشة قُلبين ملوبين من ذهب، فقال: ألقيهما عنك، واجعلى قلبين من فضة، وصفريهما بزعفران.

تیسری حدیث:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہاتھ میں سونے چڑھے دو کنگن دیکھے تو فرمایا کہ انہیں اپنے سے دور کر دو، اور چاندی کی دو کنگن لو اور ان پر زعفران چڑھالو۔

[نسائی ۲/۲۸٥، خطیب ۸/٤٥۹، طبرانی ۲۳/۲۸۲/٦٤۱]

الرابع: عن أم سلمة زوج النبی صلى الله عليه وسلم قالت: ((جعلت شعائر من ذهب رقبتها، فدخل النبی صلى الله عليه وسلم فأعرض عنها، فقلت : ألا تنظر ألى زينتها، فقال: عن زينتك أعرض، [قالت: فقطعتها، فأقبل على بوجهه] قال: زعموا أنه قال: ما ضَرَّ إحداكن لو جعلت خرصاً من ورِق، ثم جعلته بزعفران)).

چوتھی حدیث:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ فرماتی ہیں کہ:
انہوں نے اپنی گردن میں سونے کا شعائر ڈالا (ایسا ہار جو کہ جو کی شکل کا ہوتا ہے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو منہ موڑ لیا۔ میں نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی

Marfat.com

خوبصورتی کو نہیں دیکھتے ......؟ تو فرمایا: زینت سے کیا گیا ہے۔ کہتی ہیں میں نے اسے کاٹ دیا۔ چہرہ انور میری طرف کیا۔

راوی کہتے ہیں کہ لوگوں کا خیال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے لیے یہ بات نقصان دہ ہیں کہ تم چاندی کی بالی بناؤ اور پھر اس پر زعفران چڑھالو۔

[احمد ۳۱۵/۶، طبرانی ۴۰۴/۲۳، ۲۶۸ مصنف عبدالرزاق ۷۱/۱۱]

((...... و تتخذ لها جمانتين من فضة، فتدرجه بين أناملها بشيء من زعفران، فإذا هو كالذهب يبرق)).

حضرت اسماء بنت یزید کی حدیث میں اس جیسے ایک اور واقعہ میں ہے۔ ......اور چاندی کے دو موتی لے اور ان پر زعفران کا رنگ کر کے انگلیوں میں چڑھالے تو ان وہ سونے کی طرح چمکنے لگیں گے۔[احمد ۴۵۴/۶، ابو نعیم فی الحلیہ ۷۶/۲]

سونے کے حلقے پر وارد ہونے والے اشکالات اور ان کے جواب:

بہت سے علماء نے ان احادیث پر عمل کرنے سے گریز کیا ہے ان اشکالات کی بناء پر جنہیں وہ دلیل سمجھ بیٹھے اور بہت سے ابھی بھی انہیں دلائل بنائے بیٹھے ہیں اور ان احادیث کو ترک کیے ہوئے ہیں۔ اسی وجہ سے میں نے ان اشکالات کو بیان کرنا اور ان کا جواب دینا ضروری سمجھا تاکہ وہ شخص کہ جسے احادیث کے مابین طرق کے جمع ہونے کے بارے میں علم نہیں وہ کہیں دھوکہ نہ کھا جائے اور صحیح محکم احادیث کی مخالفت نہ کرنے لگے بغیر کسی دلیل کے۔

عورتوں کے لیے مطلقاً سونے کے حلال ہونے پر اجماع کا دعویٰ اور جواب:

بعض نے عورتوں کے لیے سونے کے مطلقاً حلال ہونے پر اجماع کا دعویٰ کیا ہے۔ ان کا یہ اجماع چند وجوہ سے مردود ہے۔

Marfat.com

اجماع صحیح:

پہلی بات یہ ہے کہ اس مسئلہ میں اجماع کا صحیح ہونا ممکن نہیں۔ اگر چہ بیہقی نے اپنی سنن میں ۴/۱۲۴ میں اسے نقل کیا ہے۔ اور حافظ ابن حجر نے ''فتح الباری'' میں لیکن جب انہوں نے ۱۰/۲۶۰ پر سونے کی انگوٹھی کے متعلق بات کی تو گویا اس اجماع کے عدم جھوٹ کی طرف اشارہ کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ ''عورتوں کے لیے اس کے حلال ہونے کے بارے مین اجماع منقول ہے۔ تقریباً اس اجماع کو باطل قرار دیا کیونکہ کوئی آدمی یہ دعویٰ نہیں کرسکتا کہ یہ یقینی طور پر اجماع معلوم من الدین ہے۔ اس اجماع کے علاوہ کا تصور ممکن نہیں۔ چہ جائیکہ وہ واقع ہو۔ اس وجہ سے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جو اجماع کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے کیونکہ اسے کیا معلوم کہ لوگ اس کی مخالفت کرتے ہوں۔ [رواہ ابن فی مسئلہ ص ۳۹۰]

اس اہم موضوع کی تفصیل کا یہ مقام نہیں جو مزید تحقیق چاہتا ہے تو وہ فقہ کی ان کتابوں کا مطالعہ کرے جن کے مؤلفین نے سابقین کی تقلید نہیں کی۔ جیسے اصول الاحکام لابن حزم (۴/۱۲۸۔۱۴۴) اور ارشاد الفحول للشوکانی۔

اجماع صحیح کا وجود کسی حدیث صحیح کے خلاف محال ہے جب کہ کوئی صحیح ناسخ بھی موجود نہ ہو:

اگر اجماع کا اثبات ممکن بھی ہو پھر بھی خصوصاً اس مسئلہ میں اس کا دعویٰ درست نہیں۔ کیونکہ وہ اجماع سنت صحیحہ کے الٹ ہے۔ اور اس کا تصور محال ہے کیونکہ اس سے امت کا گمراہی پر اجماع لازم آتا ہے اور یہ اس ارشادِ نبوی کی وجہ سے محال ہے۔ میری امت گمراہی پر مجتمع نہیں ہوسکتی۔ اس جیسے اجماع کا وجود محض ذہن اور خیال ہی میں ہے اور حقیقت میں اس کی کوئی اصلیت نہیں۔ حضرت ابو محمد بن حزم رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب اصول الاحکام [۲/۷۱۔۷۲] میں رقم طراز ہیں۔

Marfat.com

ہمارے بعض اصحاب نے اس بات کو جائز قرار دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث وارد ہو اور اس کے خلاف اجماع ہو جائے۔ فرماتے ہیں کہ یہ اس کے منسوخ ہونے کی دلیل ہے۔ اور یہ ہمارے نزدیک فاحش غلطی ہے۔ اور اس پر دو دلیلیں ہیں:

پہلی دلیل:

صحیح حدیث کا وارد ہونا اور اجماع اس کے خلاف ہو یہ تو بالکل معدوم ہے تم میں اس کا وجود نہیں۔ اگر کوئی اس کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ پیش کرے۔ بخدا اسے کبھی اس کا سراغ تک نہ مل سکے گا۔

دوسری دلیل:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ.

''بیشک ہم نے ہی اس قرآن کو نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ [سورۃ الحجر]

ہر اس شخص کے نزدیک جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے۔ یہ بات مسلم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس چیز کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے وہ کبھی ضائع نہیں ہو سکتی۔ اس میں کسی مسلمانوں کو شک نہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سارے کا سارا کلام وحی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى.

اور وہ نہیں بولتے نفسانی خواہشات سے مگر جو وہ بولتے ہیں وحی ہی ہوتی ہے جو ان پر کی جاتی ہے۔ [سورۃ النجم]

اور پوری امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ وحی ذکر ہے اور ذکر محفوظ ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام محفوظ ہوا اور اس کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے فرما رکھی ہے۔ اور وہ

Marfat.com

سارے کا سارا ہم تک نقل کیا گیا ہے۔

اگر یہ حدیث کہ جس کے بارے میں یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ اس کے ترک پر اجماع ہوا ہے اور یہ منسوخ ہے تو اس کا ناسخ جس پر اجماع ہوا ہے وہ ضائع شدہ اور غیر محفوظ ہے اور یہ رب جل وعلا کی تکذیب ہے کہ وہ تو سارے کے سارے ذکر کے محافظ ہیں۔ اگر یہ بات ہو جائے تو جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب سے ہم تک پہنچایا ہے۔ اس کا بہت سارا حصہ ساقط ہو جائے۔ اور اس بات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبہ حجۃ الوداع میں باطل قرار دیا ہے۔ فرمایا: اللّٰھم ھل بلغت؟ کیا میں نے پہنچا دیا ہے۔

فرماتے ہیں: ہم اس بات کا انکار نہیں کرتے کہ حدیث صحیح ہو اور ایسی امت ہو کہ جس کی تلاوت درست ہے اور وہ دونوں کسی دوسری صحیح حدیث سے منسوخ ہوں یا کسی آیت سے منسوخ ہوں جس کی تلاوت ہوتی ہے اور اس جیسے نسخ پر تو اجماع ثابت ہے۔ بلکہ ہمارے پاس موجود بھی ہے مگر ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ بھی ضروری ہے کہ ان دونوں کا ناسخ بھی ہمارے پاس موجود ہو۔ ہم تک نقل ہوا ہو۔ ہمارے پاس محفوظ اور بلفظہ ہم تک پہنچا ہو۔ اس کے الفاظ کی صحت ہمارے پاس قائم ہو۔ یعنی یہ بھی ضروری ہے۔

اور یہ جس کے ہم انکاری ہیں وہ یہ ہے کہ منسوخ محفوظ ہو، منقول ہے ہم تک پہنچا ہوا ہو لیکن اس کا ناسخ ساقط ہو چکا ہو اور اس کے الفاظ ہم تک نہ پہنچے ہوئے ہوں۔ یہ ہمارے نزدیک باطل ہے۔ ابد الآباد تک اس کا وجود ممکن نہیں۔ کیونکہ یہ ہے ہی معدوم۔ عدم وجود کی بناء پر محال ہے۔ اور ممتنع ہے۔ وباللہ التوفیق۔

وہ اجماع جس کے ساتھ کتاب اللہ یا سنت نہ ہو اس پر سنت کی تقدیم:

علامہ محقق ابن قیم جوزیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ائمہ اسلام ہمیشہ سے کتاب اللہ کو سنت پر مقدم کرتے رہے ہیں اور سنت کو اجماع پر اور اجماع کو تیسرے درجہ میں رکھا ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ دلائل کتاب اللہ، سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اجماع علماء ہیں۔

Marfat.com

اور وہ ''کتاب اختلافہ مع ملک'' میں فرماتے ہیں:

علم کے درجات ہیں: (۱) کتاب اللہ (۲) سنت ثابتہ (۳) اجماع اس چیز میں کہ جو نہ کتاب اللہ میں ہو اور نہ سنت میں ....

اور ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے امام احمد کے فتاویٰ کے اصول میں ذکر فرمایا ہے کہ:

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ حدیث صحیح پر کسی عمل، رائے، قیاس یا کسی کے قول کو مقدم نہ کرتے تھے اور نہ اپنی عدم علمیت کو اس مخالفت کے ذریعے کہ جسے بہت سارے لوگوں نے اجماع کا نام دے رکھا ہے اور وہ اسے حدیث صحیح پر تقدم کرتے ہیں جس کسی نے اجماع کا دعویٰ کیا امام احمد نے اس کی تکذیب کی ہے اور حدیث صحیح پر اس کی تقدیم نہ کی۔ اسی طرح امام نسائی نے ....۔

ارشادات نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم امام احمد اور تمام ائمہ حدیث کے نزدیک اس بات سے بہت بلند ہیں کہ وہ ان پر اجماع کے تو ہم کو مقدم کر دیں کہ جو کہ مخالف کی عدم علمیت پر مشتمل ہوتا ہے اگر یہ جائز ہو جائے تو نصوص معطل ہو کر رہ جائیں اور ہر نادان کے لیے جو کسی مسئلہ میں مخالف ہو۔ یہ بات جائز ہو جائے کہ وہ اپنے خیل کو مقدم کرے جو کہ نصوص کے مخالف ہے۔[الاعلام ۱/۳۲،۳۳]

(مصنف کہتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ یہی کچھ بعض لوگوں نے بیان کیا ہے۔ جسے انہوں نے اجماع خیال کر رکھا ہے اسے نصوص متقدمہ پر مقدم کر رکھا ہے۔ حالانکہ اس بات پر کوئی اجماع نہیں۔ اس کا بیان آرہا ہے۔

اخیال اجماع کا نقصان ثابت ہے۔ [مصنف عبدالرزاق/۱۱/۷۰/۱۹۹۳۵، اور حدیث ابن صاعد ۱/۳۵] میں، اور ابن حزم [۱۰/۸۲] میں محمد بن سیرین سے سند صحیح کے ساتھ منقول ہے کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو اپنی بیٹی کو یہ فرماتے سنا:

''سونا مت پہن، تجھ پر آگ کا اندیشہ ہے۔''

جب کہ ابن عساکر نے [۱۹/۱۲۴/۲] اور طرق سے روایت کیا ہے کہ حضرت

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی نے ان سے کہا (لڑکیاں مجھے عار دلاتی ہیں تو کہتی ہیں تیرے ابا تجھے سونا نہیں پہناتے۔ تو آپؓ نے فرمایا:

توان سے کہنا میرے ابا مجھے سونا نہیں پہناتے انہیں میرے بارے میں آگ کا اندیشہ ہے۔

عبدالرزاق نے بھی ۱۹۹۳۸ پر اسی طرح نقل کیا ہے اور امام بغوی نے شرح السنۃ ۳/۲۱۰/۸۲ پر اور اس مسئلہ میں اختلاف کو بھی بیان کیا ہے اور اکثر علماء کے نزدیک عورتوں کے لیے سونے کی انگوٹھی اور زیورات کے جائز ہونے کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ:

''علماء کی کسی ایک جماعت نے اسے مکروہ خیال کیا ہے۔''

پھر امام بغوی نے حضرت اسماء بنت یزید کی حدیث کو ذکر کیا ہے جو کہ پیچھے گزر چکی ہے۔ امام بغوی نے علماء کی طرف اشارہ کر کے جس کراہت کا بیان کیا ہے وہ کراہت تحریمی ہے۔ کیونکہ اصطلاح سلف میں ایسا ہی مشہور ہے کہ بہت سی قرآنی آیات میں یہی اسلوب اختیار کیا گیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ۔

''اور ناپسند کیا تمہارے لیے کفر فسق اور نافرمانی کو۔'' [سورة الحجرات]

اور میں نے اس اہم مسئلے کی وضاحت اپنی کتاب تحذير الساجد من اتخاذ القبور مساجد ص ٤٨، ٤٤ میں کی ہے اور مثالیں بھی دی ہیں وہاں دیکھ لیجئے۔

ہمارے سامنے ایک اور مثال بھی ہے جو کہ منگنی کی انگوٹھی کے بیان مین گزر چکی ہے کہ امام احمد اور امام اسحاق بن راویہ نے مردوں کے لیے سونے کی انگوٹھی کو مکروہ قرار دیا ہے۔ اور یہ کراہت بھی کراہت تحریمی ہے۔ وہاں احادیث سے تصریح کی گئی اور یہی حکم عورتوں کے لیے سونے کی انگوٹھی کے حرام ہونے کے بارے میں ہے کیونکہ دلائل واضح ہیں پس جس کسی نے اسے مکروہ کیا تو اس سے مراد کراہت شرعیہ ہے اور وہ تحریمہ ہے۔ پس انصاف کی نظر سے دیکھئے۔

Marfat.com

ابن عبدالحکم نے ''سیرۃ عمر بن عبدالعزیز'' صفحہ ۱۶۳ میں نقل کیا گیا ہے کہ حضرت عمر رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی نے ان کی طرف موتی بھیجا اور کہا اگر مناسب خیال کریں تو اس کے ساتھ ایک اور بھیج دیں تاکہ اسے میں اپنے کان میں ڈال لوں۔ تو آپؒ نے اس کی طرف دو انگارے بھیجے اور کہا: اگر تم ان دو انگاروں کو اپنے کانوں میں رکھ سکتی ہے تو یہ لو میں نے اس کے ساتھ کا بھیج دیا۔

ظاہری بات ہے کہ وہ موتی سونے سے آراستہ تھا۔ کیونکہ وہ بذات خود تو نہیں پہنا جاتا اور عموماً سونے کے ساتھ ہی آراستہ کیا جاتا ہے۔ اس کی تائید لفظ ''انگاروں'' سے بھی ہوتی ہے۔ کیونکہ تحریمہ کی بعض احادیث میں اسی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جیسا کہ حدیث ثبت ھبیرۃ میں تو اس مسئلہ میں اجماع کے دعویٰ کا بطلان ثابت ہو گیا۔

مذکورہ احادیث کے منسوخ ہونے کا دعویٰ اور اس کا بطلان:

دیگر حضرات ان تحریم والی احادیث کو اس حدیث سے منسوخ مانتے ہیں: ''احل الذھب والحریر لاناث امتی'' میری امت کی خواتین کے لیے سونا اور ریشم حلال ہے۔ یہ حدیث اپنے تمام طرق کے اعتبار سے صحیح حدیث ہے۔ زیلعی نے اسے نصب الرایۃ [۲۲۵-۲۲۲/٤] میں ذکر کیا ہے اور میں نے بھی استاذ قرضاوی کی کتاب الحلال والحرام (نمبر ۷۸) تخریج میں اسے صحیح قرار دیا ہے لیکن یہ دعویٰ نسخ باطل ہے۔

اس لیے کہ نسخ کے لیے بہت سی شرائط ہیں جو علماء کے لیے مشہور و معروف ہیں۔ ان میں سے ایک شرط تو یہ ہے کہ منسوخ ناسخ سے مقدم ہو اور دوسری شرط یہ ہے کہ ناسخ اور منسوخ سے موافقت نہ ہو سکے اور یہ دونوں شرطیں یہاں مفقود ہیں۔ پہلی شرط تو اس وجہ سے کہ اس اباحت والی حدیث کا تحریمہ والی احادیث سے مؤخر ہونا معلوم نہیں۔ اور دوسری شرط اس وجہ سے کہ ان احادیث کے درمیان آسانی سے موافقت ممکن ہے۔ وہ اس طرح کہ یہ اباحت والی حدیث مطلق ہے اور تحریم والی احادیث یا تو طوق یا کنگن یا ہار کے ساتھ مقید ہیں۔ اور یہ چیزیں عورتوں کے لیے حرام ہیں۔ اس کے علاوہ دیگر سونا خواتین کے لیے

جائز ہے۔ اور جس حدیث میں ان کے لیے سونے کے حلال ہونے کا بیان ہے اس سے یہی مراد ہے۔

اور وہ مطلق ان مذکورہ احادیث کے ذریعے مقید ہے۔ ان کے درمیان کوئی تعارض نہ ہو اور ساتھ ہی نسخ بھی نہ ہوا۔

جن حضرات نے ناسخ اور منسوخ کے بارے میں کوئی تالیف فرمائی ہے ہم نے نہیں دیکھا کہ انہوں نے ان مذکورہ احادیث کے منسوخ ہونے کا ذکر کیا ہو۔ جیسے حافظ ابوالفرج ابن جوزی نے اپنی کتاب "اخبار اهل الرسوخ فی الفقه والتحدیث بمقدار المنسوخ فی الحدیث" اور حافظ ابوبکر حازمی نے اپنی کتاب "الا عتبار فی الناسخ والمنسوخ من الآثار" میں بلکہ ابن جوزیؒ نے اپنی اس کتاب کے مقدمہ میں ان احادیث کے منسوخ ہونے کے دعویٰ کے بطلان کی طرف اشارہ کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ:

میں نے اپنی اس کتاب میں ان احادیث کو اکٹھا کیا ہے کہ جن کا منسوخ ہونا صحیح ہے یا نسخ کا احتمال ہے۔ اور جن احادیث میں نفع کا احتمال ہی نہیں ان سے میں نے اعراض کیا ہے۔ پس جو شخص کسی حدیث کے بارے میں دعویٰ نسخ سنے اور اسے اس کتاب میں نہ پائے تو جان لو کہ یہ دعویٰ باطل ہے۔ میں نے اس بارے میں تدبیر کر کے اکیس احادیث کو پایا ہے۔

بلکہ محقق ابن قیمؒ اپنی کتاب الاعلام (۴۵۸۳) میں فرماتے ہیں: جن احادیث میں نسخ کے وجود پر امت کا اجماع ہے ان کی تعداد دس احادیث تک بھی نہیں۔

مصنف فرماتے ہیں کہ علامہ محقق نے انہیں بیان کیا ہے اور ان سابقہ احادیث میں سے کوئی حدیث ان میں نہیں۔ پس جب ان کے منسوخ ہونے کے احتمال کا دعویٰ ضعیف ہوا تو ان کے منسوخ ہونے کا یقین کیسے ممکن ہوگا؟ اور نسخ کے دعویٰ کے ضعف کی طرف ابن الاثیر نے النہایہ میں اشارہ فرمایا ہے۔ جس میں حضرت اسماء والی حدیث جو ابھی گزری اس پر تعلیق فرماتے ہوئے کہتے ہیں کہ کہا جاتا ہے کہ نسخ سے پہلے تھا، تو عورتوں کے لیے سونے کا

Marfat.com

ستعمال حلال ہونا ثابت ہو گیا۔

یہاں علامہ ابن اثیر نے اس قول کو ''قیل'' کے ساتھ ذکر فرمایا اور معروف بات ہے کہ اس لفظ سے قول کی کمزوری کو بیان کرنا مقصود ہوتا ہے۔

علامہ صدر الدین علی بن علاء حنفی، ابن جوزیؒ کا کلام جو ابھی گزرا اس کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ اس بات کی صداقت کی گواہی عقل تب ہی دے گی جب کہ خواہشات سے پاک ہو اور بہت سے فقہاء نے بہت سی احادیث کے بارے میں نسخ کا دعویٰ کیا ہے یہ وعویٰ نسخ یا تو اس وجہ سے ہے کہ وہ اس حدیث اور جس حدیث کو انہوں نے مخالف خیال کیا ن دونوں کے درمیان موافقت نہ کر سکے یا انہیں اس معارض کے بطلان کا علم نہ تھا یا ان کا قصد اسی مذہب کو درست قرار دینا تھا اور مخالف کی طرف سے ان کے مذہب پر جو عتراضات تھے انہیں دور کرنا مقصود تھا۔ ہم دیگر حضرات کو نہیں پاتے کہ انہوں نے ں سلسلے میں درست راہ اپنائی ہو کیونکہ یہ مؤمن تو محفوظ ہے اور یہ امت گمراہی پر جمع ہیں ہو سکی۔

علامہ کی بات بالکل بجا ہے کیونکہ آپ دیکھتے ہیں کہ یہ تحریم والی احادیث، اباحت لی حدیث کے بالکل معارض نہیں۔ کیونکہ ایک عام ہے اور دوسری خاص اور خاص عام سے مقدم ہوتا ہے جیسا کہ علم اصول فقہ میں مسلم ہے اسی قاعدہ کی رو سے امام نووی نے شرح سلم اور المجموع مین اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو کو واجب قرار دیا ہے۔ حالانکہ نہ رف ان کے مذہب کے مخالف ہے بلکہ جمہور کے مذہب کے بھی مخالف ہے جب کہ اس مانے کے کچھ نام نہاد علماء کا کہنا ہے کہ وضو کو کسی بھی عالم نے واجب نہیں کیا۔ جیسا کہ یہ ت ایک دمشق کے رسالے میں غالباً ۱۳۸۶/ ھ میں چھپی۔

شاہ ولی اللہ دہلویؒ (۲/۱۹۰) میں تحریمہ والی اور اباحت والی احادیث کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

اس کا مطلب ہے فی الجملہ حلال ہوتا اور ان احادیث کا مفہوم اسی بات کو لازم کرتا

ہے اور اس کا معارض مجھے نہ مل سکا۔

اور نواب صدیق حسن خان نے بھی الروضۃ الندیۃ (۲/۲۱۷،۱۸) میں اس بات کا ذکر کیا ہے۔

مصنف فرماتے ہیں کہ اس نسخ کے دعویٰ کے ضعیف ہونے پر یہ بات بھی دلالت کرتی ہے کہ کچھ متعصب حنفی لوگ اسے رضا مندگی کی نظر سے نہیں دیکھتے، حالانکہ اسے جمہور علماء سے انہی نے نقل کیا ہے کہ جو ان کی اس مسئلے میں تقلید کرتے ہیں اور اس پر قول سے استدلال کیا ہے کہ نسخ کا دعویٰ اس وقت تک نہیں کیا جا سکتا جب تک ان احادیث کے مابین مؤافقت ممکن ہو۔ بایں طور کہ کوئی دلیل اس کا رد نہ کرے۔ اور یہ بات برحق ہے اور علم اصول فقہ میں مسلّم ہے۔

لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب اس کو نہیں مانتے اور نسخ کا دعویٰ کیے جاتے ہیں اور ساتھ ساتھ ان تحریمہ والی احادیث کو قبول کرنے والوں کے ساتھ جھگڑتے بھی ہوں۔ کہتے ہیں کہ:

فریقین کے مابین نسخ کے دعویٰ میں لے دے ہوتی تو ہم تاریخ کو ٹٹولنے پر مجبور ہوتے تا کہ ان دونوں مذاہب میں سے کسی ایک کو ترجیح دے لیکن ناسخ اور منسوخ کو متعین کر سکیں اور تاریخ جمہور کے نظریہ کی تائید کرتی ہے۔

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ابتدائے اسلام میں صحابہ کو مال کی زیادہ ضرورت تھی اور انصار نے اپنے اموال اپنے اور مہاجرین کے درمیان نصف نصف تقسیم کر لیے تھے اس زمانے میں سونے کی انگوٹھی پہننا تکبر کے طور پر تھا۔ جب یہ زمانہ گذر گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر فتوحات کا دروازہ کھلا تو لوگ خوش حال ہو گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مانع کے زائل ہونے کی وجہ سے سونا پہننا حلال کر دیا۔

مصنف فرماتے ہیں کہ میں اس کا جواب چند اعتبار سے دیتا ہوں۔

Marfat.com

پہلی بات:

یہ کہ کوئی ایسی تاریخی نص نہیں جو اس اباحت کے مخالف سے مؤخر ہونے پر دلالت کرتی ہو۔ کہ جس سے جمہور کے نظریہ کو ترجیح دی جائے۔ یہ تو محض دعویٰ ہے کہ اباحت کا حکم خوش حال کے بعد تھا۔ اس پر دلیل کہاں؟

دوسری بات:

یہ دعویٰ اگر صحیح ہو بھی جائے تو اس سے لازم آتا ہے کہ مردوں کے لیے سونا حرام ہو۔ اگر مقدم نہیں تو پھر اسی وقت ہوا جب عورتوں کے لیے حرام ہوا۔ یہ سمجھدار ''ابتدائے اسلام'' کے لفظ سے یہ بات سمجھ سکتا ہے۔ یعنی یا تو مکہ میں تھا یا زیادہ سے زیادہ ہجرت کے ابتدائی ایام میں۔ اگر ایسی بات ہے تو ہم یقین سے کہتے ہیں کہ یہ دعویٰ باطل ہے کیونکہ مردوں پر سونا آخری زمانے میں حرام ہوا۔ جیسا کہ حافظ ذہبی تلخیص المستدرک (۲۳۱/۳) میں فرماتے ہیں۔

امام بخاریؒ ''اللباس'' اور امام احمد ''المسند'' (۳۲۸/۴) میں اس پر شاہد پیش کرتے ہیں کہ مسور بن مخرمہ سے مروی ہے کہ ان کے والد مخرمہ نے ان سے کہا: اے میرے بیٹے! مجھے معلوم ہوا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ قبائیں آتی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں تقسیم فرما رہے ہیں۔ ہمیں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے چلو۔

پس ہم گئے ...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیباج کی ایک قبا پہن رکھی تھی جس پر سونے کے بٹن لگے تھے۔

آپ نے فرمایا: اے مخرمہ یہ میں نے آپ کے لیے رکھی تھی۔ اور وہ انہیں دے دی۔

حضرت مخرمہ فتح مکہ والے سال اسلام لائے اور مکہ کی فتح کے ساڑھے آٹھ سال بعد ہوئی۔ پس یہ اس بات کی دلیل ہے کہ سونا آپ کی وفات سے تقریباً ڈیڑھ سال قبل تک حلال تھا۔

Marfat.com

اگر ایسا نہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسی قباء ہرگز نہ پہنتے کہ جس پر سونے کے بٹن لگے ہوتے اور نہ ہی اپنے صحابہ کے مابین تقسیم فرماتے:

تیسری بات:

اگر یہ بات درست ہو جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مانع کے زائل ہونے پر سونے کو حلال کر دیا تو اس سے لازم آتا ہے کہ مردوں کے لیے سونے کی اباحت بھی مانع کے زائل ہونے کی وجہ سے تھی اور یہ باطل ہے کوئی بھی اس کا قائل نہیں اور مستلزم باطل بھی باطل ہے۔

اگر یہ کہا جائے کہ یہ لازم نہیں آتا کیونکہ مردوں پر سونے کے حرام ہونے کی علت اور ہے اور عورتوں پر حرام ہونے کی اور تو ہم پوچھتے ہیں وہ کیا ہے؟ اسے کبھی بھی ثابت نہیں کہا جا سکتا ہے ہاں ایسے دعویٰ کے ذریعے ضرور ثابت ہو سکتا ہے جس کے ساتھ اس جیسی تو کیا یہ محض ایک ذاتی رائے ہے جس کا اظہار اس آخری زمانے میں صرف ڈاکٹر صاحب نے فرمایا ہے۔

کچھ لوگ جو ایسی آراء کا اظہار کرتے ہیں ان کا مقصد شریعت سے تعارض کرنا ہوتا ہے جو کہ ان کے مذہب تقلید اور عادت کے مخالف ہو اور وہ ایسی چیز میں گرفتار ہو جاتے ہیں جو اس سے بڑھ کر ہے۔ اگر وہ اللہ اور اس کے رسول کے حکم پر تسلیم ختم کر لیتے جیسا کہ مسلم پر لازم ہے تو یہ ان کے لیے بہتر ہوتا اور وہ اس خلجان میں نہ پڑتے۔

خلاصہ بحث:

عورتوں پر سونے کو حرام کرنے والی احادیث کے بارے نسخ کے دعویٰ پر کوئی دلیل بھی نہیں اور یہ علم اصول فقہ کے مخالف بھی ہے ضروری ہے کہ ان احادیث اور ان احادیث کے درمیان موافقت پیدا کی جائے جو کہ عورتوں کے لیے سونے کو حلال کرنے والی ہیں اور یہ تو مطلق کو مقصد پر محمول کرنے کے ساتھ ممکن ہے یا عام کو خاص پر محمول کر کے۔ جیسا کہ ہم نے وضاحت کر دی ہے۔

Marfat.com

نتیجہ بحث یہ ہے کہ ہر قسم کا سونا سوائے حلقہ دار کے عورتوں کے لیے حلال ہے جیسا کہ ان کے لیے سونے چاندی کے برتن استعمال کرنا بالاتفاق حرام ہے۔ اور ہمارے نزدیک یہ منسوخ نہیں۔ بخلاف ڈاکٹر صاحب کے فہم کے انہوں نے اپنی کتاب میں ساری بحث اسی پر کی ہے جیسا کہ سابقہ کلام میں ان کے وہمی معارضہ کے بارے بات ہو چکی۔

واللہ الهادی لا رب سوہ

مذکورہ احادیث کا اباحت والی احادیث کے ذریعہ رَد اور جواب:

بعض حضرات نے ان احادیث کو دوسری احادیث کی وجہ سے مردود کہا ہے جن میں عورتوں کے لیے حلقہ دار سونے کی اباحت کا ذکر ہے۔

جواب یہ ہے کہ یہ یقیناً تحریمہ سے قبل تھا۔ وضاحت کچھ یوں ہے۔

یہ بات تو بدیہی طور پر معلوم ہے کہ کسی ایسی چیز سے نہی جو تحلیل اور تحریم کا احتمال رکھتی ہو اس وقت ہوتی ہے جب وہ اباحت سے مسبوق ہو۔

میں اس سے اس وقت استدلال کرنا تحریم والی احادیث کی واضح مخالفت ہے۔ ابھی ان شاء اللہ انصاف پسندوں کے سامنے وہ احادیث بھی آ جائیں گی کہ جن سے مردوں کے لیے بھی سونے کی اباحت ثابت ہوتی ہے۔ حالانکہ کوئی بھی عالم اس کا قائل نہیں کیونکہ تحریم والی احادیث بھی موجود ہیں۔ بعض کا ذکر ہو چکا۔ علماء کا کہنا ہے کہ یہ تحریم سے قبل تھا۔ (فتح الباری ۱۰/ ۲۵۸، ۲۵۹) اور یہی بات ہم ان احادیث میں کرتے ہیں کہ جو عورتوں کے لیے حلقہ دار سونے کو حلال کرنے والی ہیں اور کوئی فرق نہیں کہ وہ تحریمہ سے قبل ہوں۔ جو ان کے درمیان فرق کرے تو وہ تو تناقض چاہتا ہے یا کھیل تماشہ۔

ان احادیث کو زکوٰۃ کی ادائیگی نہ کرنے والے کے ساتھ مقید کرنا اور اس کا جواب:

کچھ حضرات کہتے ہیں کہ ان مذکورہ احادیث میں جو وعید وارد ہوئی ہے یہ اس کے حق

Marfat.com

میں ہے کہ جوان زیورات کی زکوٰۃ ادا نہ کرے جو ادا کرے اس کے حق میں نہیں۔ اس پر استدلال حدیث عمرو بن شعیب سے کرتے ہیں جو اپنے باپ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک خاتون حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے بیٹے کے ساتھ حاضر ہوئیں۔ اس کے بیٹے کے ہاتھ میں سونے کے دو موٹے کنگن تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہا: کیا تو ان کی زکوٰۃ ادا کرتی ہے؟ کہنے لگی: نہیں! فرمایا: کیا تجھے پسند کہ اللہ قیامت کے دن تجھے ان کے بدلے آگ کے دو کنگن پہنائے۔

راوی کہتے ہیں کہ اس سے انہیں اتار دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو پیش کر کے کہنے لگی یہ اللہ اور اس کے رسول کی راہ میں صدقہ ہیں۔ [ابوداؤد ۱/۲۴۴، ۱/۳۴۳، ابو عبید فی الاموال رقم ۱۲۶۰، اسناده حسن، صحیحه ابن الملقن ۱/۶۵ وضعفه ابن الجوزی فی المحققین ۱/۱۹۷/۶ مردود علیه، رواه النسائی فی السنن الکبزی ق ۱/۵ عن عمرو بن شعیب به موضولاً ثم رواه عنه مرسلاً وقال: الموصول اولیٰ بالصواب]

جواب:

یہ استدلال انتہائی ضعیف ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قصہ میں کنگن پہننے سے تنکیر نہیں فرمائی بلکہ تنکیر تو زکوٰۃ ادا نہ کرنے پر فرمائی ہے۔ بخلاف مذکورہ احادیث کے ان میں تو پہننے پر تنکیر فرمائی ہے اور اس پر زکوٰۃ کے واجب ہونے کا تذکرہ نہیں فرمایا۔ ظاہری بات ہے کہ یہ واقع اس وقت کا ہے کہ جب سونا پہننا حلال تھا۔ تو گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تدریجاً حرام قرار دیا ہے پہلے اس پر زکوٰۃ کو واجب فرمایا پھر اسے حرام کر دیا جیسا کہ سابقہ احادیث کی صداقت ہے خصوصاً وہ مرفوع حدیث جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

من احب ان یحلق حبیب بحلقه من نار فلیحلقه حلقه من ذهب۔

یہ قطعی طور پر دلالت کرتی ہے کہ تحریم صرف حلقہ دار اور اس سے مشابہ پر ہے نہ کہ

زکوٰۃ نہ نکالنے کی وجہ سے۔

سچ بات تو یہ ہے کہ واقعہ زیور پر زکوٰۃ کے واجب ہونے کے بارے ہے اور اس جیسا حضرت عائشہ والا واقعہ جو چاندی کی انگوٹھیوں پر زکوٰۃ کے بارے میں ہے اور وہ استعمال کے حرام ہونے پر دلالت نہیں کرتا بلکہ استعمال میں کرنے والی چیز پر زکوٰۃ کے واجب ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ تحریم اور عدم تحریم دوسری روایات سے ماخوذ ہیں ہم نے حلقہ دار ہونے کے حرام ہونے کو گذشتہ احادیث سے اخذ کیا ہے۔ اور چاندی کے مباح ہونے کو حضرت ابو ہریرہ کی اس حدیث سے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث سے کہ جس کی طرف ابھی اشارہ کیا ہے وغیرہ سے اخذ کیا ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ یہ حدیث اس بات میں بحث نہیں جیسا کہ منذری نے کہا: کیونکہ اس میں کنگن کی تحریم کا تذکرہ ہیں۔ اس میں تو اس وجہ سے کہا کہ اس نے زکوٰۃ ادا نہ کی تھی یوں بھی کہنا ممکن ہے کہ یہ حدیث مفصل ہے اور وہ احادیث مجمل ہیں۔ پس مجمل کو مفصل پہ محمول کیا جائے گا اور یہ واقعہ تو صرف زیورات پر زکوٰۃ کے واجب ہونے کے بارے ہے اور سابقہ احادیث سے جو تحریم معلوم ہوتی اس کے معارض نہیں۔

ان احادیث پر ایک اور قید اور اس کا جواب:

بعض حضرات اس کا دوسرا جواب بھی دیتے ہیں کہ یہ مذکورہ وعید اس عورت کے بارے ہے کہ جو اس کے ساتھ بن سنورے اور شان و شوکت دکھلائے، اور اس پر استدلال نسائی اور ابو داؤد کی روایت سے کرتے ہیں کہ جو ربعی بن حراش اپنی بیوی سے اور وہ حضرت حذیفہ کی بہن سے روایت کرتے ہیں کہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اے عورتو! کیا تم چاندی کا زیور نہیں پہن سکتیں؟ یاد رکھو! تم میں سے جو عورت سونے کا زیور پہن کر شان و شوکت دکھلائے گی اسے ضرور عذاب ہوگا۔

اس کے دو جواب ہیں:

Marfat.com

① عدم ثبوت کی وجہ سے یہ حیثیت اپنی اصل ہی سے مردود ہے۔ کیونکہ اس کی سند میں ربعی کی بیوی کا ذکر ہے جو کہ مجہول ہے جیسا کہ ابن حزم (۱۰/۸۳) نے کہا۔ اسی وجہ سے میں نے اسے مشکوۃ شریف (۴٦۰۳) میں ضعیف کہا ہے۔

② اگر علت شان وشوکت دکھلانا ہے۔ تو اس علت میں سونے اور چاندی میں کوئی فرق نہ ہوگا کیونکہ یہ دونوں علت میں مشترک ہوں گے، حالانکہ حدیث میں ان دونوں کے درمیان تفرقی واضح ہے اور شان وشوکت دکھلانے کے ساتھ کوئی بھی عورت کے لیے چاندی کی انگوٹھی کی حرکت کا قائل نہیں تو اظہار کی علت کو دلیل بنانا باطل ٹھہرا۔

اسی وجہ سے ابوالحسن سندی فرماتے ہیں۔

"الظهرة": یہ لفظ اس بات کا احتمال رکھتا ہے کہ کراہیت اس صورت میں ہو کہ جب وہ شان وشوکت دکھلائے لیکن اس مین تو چاندی بھی سونے کی مانند ہے تو ظاہری بات ہے کہ اس لفظ سے مقصود مزید قباحت بیان کرنا اور ڈانٹا ہے اور عورتوں پر سونے (یعنی حلقہ دار) کے حرام ہونے کا فائدہ شان وشوکت اور افتخار سے قطع نظر کرتے ہوئے ہے۔"

یہ سب اس صورت میں ہے کہ جب ہم اس حدیث کے صحیح ہونے کو فرض کرلیں۔ ورنہ اس کے ضعف کو تو بتاؤں تو اس سے استدلال سرے سے ہی باطل ٹھہرا۔

حضرت عائشہؓ کے فعل سے ان احادیث کی تردید اور جواب

بعض متعصب حنفیوں کا یہ قول بڑا عجیب ہے کہ جس کے ذریعے ان صحیح احادیث کی تردید کی گئی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سونے کی انگوٹھیاں پہنا کرتی تھیں جیسا کہ انہیں ان کے بھانجے قاسم بن محمد نے دیکھا اور اس بات کو بیان کیا۔ حضرت عائشہ سے منقول ہے اس بات کو امام بخاری نے صحیح بخاری میں نقل فرمایا ہے۔

مصنف فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں اس بات کو امام بخاری کی طرف منسوب کرنا محل نظر ہے، کیونکہ علماء کے ہاں یہ بات مشہور ومعروف ہے کہ مطلق طور پر امام بخاری کی طرف کسی بات کو منسوب کرنے کا مطلب یہ تھا کہ امام بخاری نے اسے اپنی صحیح میں سنداً نقل کیا ہے جب کہ اس بات کا معاملہ ایسا نہیں کیونکہ اس روایت کو امام بخاری نے بغیر اسناد کے معلق ذکر فرمایا ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری (۲۷۱/۱۰) میں فرماتے ہیں کہ ابن سعد نے اسے طبقات میں ذکر کیا ہے اور سند کو بیان نہیں کیا جب کہ میرے نزدیک حسن ہے۔ ابن سعد فرماتے ہیں (۸/ ۴۸) ابو نمرو کہتے ہیں کہ میں نے قاسم بن محمد سے پوچھا کہ لوگوں کا خیال ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے احمرین یعنی عصفر بوئی سے رنگے ہوئے کپڑا اور سونے سے منع فرمایا ہے تو انہوں نے فرمایا بخدا لوگ جھوٹ بولتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور عصفر سے رنگا ہوا کپڑا اور سونے کی انگوٹھیاں پہنے دیکھا۔

لیکن اس روایت کو ایک اور طریق سے عبدالعزیز کے علاوہ نے یوں نقل کیا ہے کہ حضرت عائشہ احمرین یعنی سونے سے ملمع کی ہو اور عصفر سے رنگا ہوا کپڑا پہنتی تھیں اس روایت کو ابو بکر بن عبداللہ بن ابی اویس نے سلمان بن بلال سے اور انہوں نے عمرو سے نقل کیا ہے یہ سند زیادہ صحیح ہے کیونکہ سلیمان کا حافظہ عبدالعزیز سے زیادہ اچھا ہے اگر اس روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے انگوٹھی پہننے کا ذکر ہے تو اس کا جواب عنقریب آرہا ہے

اور اگر نہیں تو اس میں مطلقاً کوئی دلیل نہیں۔ کیونکہ دوسری روایت جو کہ زیادہ صحیح ہے اس میں انگوٹھی کا تذکرہ نہیں۔ تو اس صورت میں یہ قاسمہ کے طریق سے مروی دوسری حدیث کے مثل ہوگی جس میں ہے کہ حضرت عائشہ اپنی بھانجیوں کو سونا پہناتی تھیں اور (رواہ احمد فی مسائل عبداللہ صفحہ ۱۴۰) اور اس کی سند صحیح ہے۔ یہ ذھب مقطع پر محمول ہے جو کہ خواتین کے لیے بالاتفاق جائز ہے۔

پھر یہی راوی کہتا ہے کہ:

اس بات کا تصور نہیں کیا جا سکتا کہ حضرت عائشہ ذہب محلق بنتی ہوں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر روز ان کے ساتھ ہوتے اور ان کے گھر میں ہونے کے باوجود انہیں نہ روکتے ہوں۔

مصنف فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں یہ واضح غلطی ہے۔ شاید کہ یہ مقصود نہ ہو۔ کیونکہ سابقہ روایت میں یہ بات نہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہونے کے باوجود پہنا بلکہ اس میں تو یہ ہے کہ قاسم بن محمد نے انہیں پہنے دیکھا۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ قاسم نے انہیں یہ پہنتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد دیکھا کیونکہ قاسم نے آپ کا زمانہ نہیں پایا۔

پھر راوی ماقبل پہ عطف کرتے ہوئے مزید کہتا ہے:

یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے روکا ہو اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تک یہ بات نہ پہنچی ہو؟ یہ تو قطعاً محال ہے۔

مصنف فرماتے ہیں: صرف دیکھنے کے اعتبار سے یہ محال ہے اور یہ ہمارا مقصود نہیں کیونکہ اس کے برعکس ہے۔ کتنی ہی سنن فعلیہ اور اقوال نبویہ ہیں جو کہ کبار صحابہ رضی اللہ عنہم پر پوشیدہ ہیں۔ اگر ان سے یہ صحیح سند کے ساتھ مروی نہ ہوتیں تو ہم بھی وہی بات کہتے جو کہ اس کی طرف اشارہ کرنے والے شخص نے کہا۔ یہاں زیادہ مثالیں دینے کی ضرورت نہیں ہم صرف دو مثالوں پر اکتفاء کرتے ہیں۔

Marfat.com

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ قروء سے مراد طہر ہے (قال احمد فی المسائل ۱۸۵)
امام مالک نے مؤطا (۹۶/۲) سند صحیح جداً کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول نقل کیا ہے کہ وہ فرماتی ہیں کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ اقراء کیا ہے؟ اقراء سے مراد اطہار ہے۔ (اسی طرح کی روایت مسائل الامام احمد لابنہ عبداللہ ص ۳۳۱ میں ہے)۔

مصنف فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں سنت سے یہ بات ثابت ہے کہ قروء سے مراد حیض ہے اور یہی احناف کا قول ہے اور یہ شخص بھی حنفی ہے تو کیا یہ حضرت اپنے مذہب کا رد کرتے ہیں؟ خصوصاً یہ ہی سنت کے موافق ہے کیونکہ یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے؟ یا ان کے اس قول کو اس کے منسوخ ہونے پر دلیل بناتے ہیں جیسا کہ اس مسئلے میں کیا ہے؟

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میرے ہاتھ میں چاندی کے دو کنگن دیکھے۔ تو فرمایا کہ اے عائشہ رضی اللہ عنہا یہ کیا ہے؟ میں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول آپ کے لیے زینت اختیار کرنے کی خاطر میں نے انہیں بنایا ہے۔ فرمایا: کیا تم ان کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟ میں نے کہا: نہیں یا ماشاء اللہ فرمایا: تیرے لیے آگ سے ہی کافی ہے۔ [ابوداؤد ۱/۲۴٤، قال حافظ فی التلخیص ۱۹/٦، محدثین عطاء الذی فی اسناده هو محمد بن عمرو بن عطاء ثقة محج به فی الصحیحین کما فی الترغیب وظنه ابن الجوزی فی التحقیق ۱/۱۹۸/۱ اجلاً آخر فهجله، وضعف الحدیث من اجل ذلك فلا یتفت الیه]

زیورات پر زکوٰۃ کے فرض ہونے کے بارے میں یہ حدیث واضح ہے۔ جن لوگوں نے اسے واجب قرار دیا ہے یہ ان کے لیے دلیل ہے ان لوگوں میں سے احناف بھی ہیں۔

پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اسی حدیث کے متعارض ایک اور حدیث منقول ہے جسے امام مالک نے ۱/۲۴۵) قاسم بن محمد (جو کہ حدیث خاتم کا راوی ہے) سے روایت کیا ہے کہ حضرت اپنے زیر سایہ اپنی یتیم بھتیجیوں کو زیورات پہناتی تھیں اور ان زیورات کی زکوٰۃ بھی ادا نہ کرتی تھیں۔ اس کی سند صحیح جداً ہے اسی طرح کی احمد کی ایک روایت گذر چکی۔

Marfat.com

یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے اس حدیث کی صریح مخالفت ہے پس اگر ان کے حق میں جائز ہے تو یہ بات زیادہ مناسب ہے کہ وہ غیر کی حدیث کی مخالفت کریں۔ جیسے انہوں نے روایت نہیں کیا حالانکہ وہ تو ہر حال میں ہیں تو مشار الیہ کا اس مخالف کے بارے کیا خیال ہے کیا وہ حدیث اور اپنے مذہب کو ان کے قول بوجہ کسی بھی عذر مقبول کے معذور جان کو چھوڑ دینا ہے جیسا کہ واجب ہے؟

ہر حال میں یہ صاحب قلب کہتے ہیں یہ بات ظاہر ہوگئی کہ ان کا لا تیصد ربا مستھیل قطعًا کے بارے میں جو بھی خیال تھا ہم نے اسے صحیح سندوں سے ثابت کر دیا اور یہ اس بات کو لازم کرنا ہے کہ مسلمان ایسے کسی بھی قول کے طرف توجہ نہ کرے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت حدیث کے مخالف ہو۔ چاہے اس قائل کی شان فضیلت، علم اور صالح ہونے کے اعتبار سے جو بھی ہو۔ کیونکہ عصمت مفقود ہے اور یہی وہ اسباب ہیں کہ جنہوں نے ہماری کتاب وسنت کو سینے سے لگانے پر حوصلہ افزائی کی اور ان کے علاوہ یہ اعتماد نہ کرنے پر جیسا کہ ہم نے اس مسئلے میں کہا اللہ سے دعا ہے کہ اللہ مسلمانوں کو اس پر اور ہر اس حدیث پر جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وہ شخص کہ جو سنت کا خادم ہو اور اس پر عمل کرے اور جو ان احادیث پر عمل کرنے سے کترائے اسے عمل کرنے کی دعوت دے کہ وہ اسلاف میں سے کسی کو نہیں جانتا اس کا قائل ہو یہ بھی جان لیں کہ یہ عذر چند مسائل میں قابل قبول ہے کہ جن کی بنیاد صرف استنباط اور اجتھاد پر ہے چونکہ استنباط میں غلطی کا اندیشہ ہوتا ہے اس لیے نفس اس پر مطمئن نہیں ہوتا خصوصاً جب مستنبط ان متاضرین میں سے ہو جو ایسے امور کا استنباط کرتے ہیں کہ جن کا کوئی مسلمان بھی قائل نہیں اور دعویٰ یہ ہے کہ مصلحت کے پیش نظر ایسا کیا گیا جب کہ نصوص شرعیہ کے ساتھ ان کی موافقت کو نہیں دیکھا گیا جیسے بعض لوگوں نے سود کی اباحت کی ایک صورت نکالی اور اسے ربا استھلا کی کا نام دیا ہمارے اس مسئلہ کا تعلق اس کے ساتھ نہیں کیونکہ اس کے بارے میں واضح اور محکم نصوص موجود ہیں جن کا کوئی ناسخ بھی نہیں تو اس مذکورہ عذر کی

Marfat.com

وجہ سے ترک عمل جائز نہیں خاص طور پر جیسا کہ ہم نے ذکر کیا کہ جس کے قائل حضرت ابو ہریرہ اور ولی اللہ دہلوی جیسی شخصیتیں ہیں یقیناً ان کے علاوہ بھی لوگ ہوں گے جنہوں نے ان احادیث پر عمل کیا اور ہم انہیں نہیں جانتے ہوں گے کیونکہ انہوں نے ہمارے ساتھ اس بات کا وعدہ نہیں کر رکھا کہ وہ ہمارے لیے کتاب وسنت پر عمل کرنے والے سب لوگوں کا نام محفوظ کر رکھے گا ہاں البتہ قرآن وسنت کی حفاظت کا ذمہ لے رکھا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ [سورۃ الحجر]

نص پر عمل کرنا ضروری ہے چاہے ہمیں اس کے قائل کا علم ہو یا نہ ہو جب تک کہ اس کا ناسخ ثابت نہ ہو جیسا کہ ہمارے اس مسئلہ میں ہوا ہے میں اس بحث کو علامہ محقق ابن قیم رحمۃ اللہ کے مبارک کلمات پر ختم کرتا ہوں کہ ان کا ہماری اس بات کے ساتھ بہت زیادہ تعلق ہے حضرت اعلام الموقعین (۳/ ۴۶۵، ۴۶۴) میں فرماتے ہیں سلف صالحین اس شخص سے سخت ناراضگی کا اظہار فرماتے تھے جو حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں رائے یا قیاس یا استحسان یا کسی بھی آدمی کا قول لائے اور وہ ایسا کرنے والے سے کنارہ کشی فرماتے اور اس شخص کو بھی ناپسند کرتے تھے جو اس پر مثالیں پیش کرے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے علاوہ کسی اور چیز میں انہیں خوشی حاصل نہ ہوتی تھی اور آپ کی اطاعت کو سب سے مقدم رکھتے تھے اور اس کے قبول کرنے میں توقف کا ان کے دل میں خیال بھی نہ آتا تھا چہ جائیکہ وہ عمل یا قیاس سے ثابت ہو یا کسی کے قول کے موافق ہو۔ بلکہ وہ تو اس ارشاد باری پر عمل کرتے تھے:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ۔ [سورۃ الاحزاب ۳۶]

"اور کام نہیں کسی ایماندار مرد کا اور نہ ایماندار عورت کا جب کہ مقرر کر دے اللہ اور اس کا رسول کوئی کام کہ ان کو رہے اختیار اپنے کام میں۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا۔ [سورة النساء ٦٥]

''سو قسم ہے تیرے رب کی وہ مومن نہ ہوں گے یہاں تک کہ تجھ کو ہی منصف جانیں اس جھگڑے میں جو ان میں اٹھے پھر نہ پائیں اپنے میں تنگی تیرے فیصلے سے اور قبول کریں خوشی سے۔''

اِتَّبِعُوا مَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ قَلِيلًا مَا تَذَكَّرُونَ۔ [سورة الاعراف ٣]

''چلو اسی پر جو اترا تم پر تمہارے رب کی طرف سے اور نہ چلو اس کے سوا اور رفیقوں کے پیچھے تم بہت کم دھیان کرتے ہو۔''

ہم تو ایسے زمانے میں پڑے ہیں کہ جب کسی سے کہا جاتا ہے کہ آپ ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے یوں یوں فرمایا تو وہ کہتا ہے کہ کس نے یہ کہا اسناد حدیث پر بحث کرتے ہوئے اور راوی کے مجہول ہونے کو اس حدیث کی مخالفت اور اس پر عمل نہ کرنے کے سلسلے میں حجت بناتا ہے اگر وہ اپنے نفس کے ساتھ خیر خواہی کرے تو اسے اس بات کے باطل ہونے کا علم ہو جائے اور اسے یہ معلوم ہو جائے کہ اس طرح کی جہالت کے ساتھ آپ کی سنت کو چھوڑنا جائز نہیں اور اس سے بھی زیادہ برا اس کے لیے جہالت کا عذر ہے کیونکہ اس کا اعتقاد یہ ہے کہ اس حدیث کی مخالفت پر اجماع منعقد ہو چکا ہے اور جماعت مسلمین کے ساتھ بدظنی ہے کیونکہ وہ ان کی طرف اس بات کو منسوب کر رہا ہے کہ انہوں نے آپ کی سنت کی مخالفت پر اتفاق کیا اور اس سے بھی برا اُس کا اس اجماع کے دعویٰ کا عذر ہے اور اس کا سبب جہالت اور رواۃ سے ناواقفیت ہے جس کے نتیجے میں اس کی جہالت[1] سنت پر مقدم ہو جاتی ہے۔ واللہ المستعان۔

---

[1] علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے سونے کے زیورات کے حرام ہونے کی بابت اپنی کتاب ...... =

Marfat.com

= ''آداب الزفاف'' میں جو کچھ لکھا۔ مترجم صاحب نے اس کا ترجمہ کر دیا۔ لیکن بندہ نے یہاں پر ''کچھ'' اختلاف کرنے کی جسارت کی ہے اور کوشش کی ہے کہ یہاں پر علامہ البانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرح یہ کوشش نہ کروں کہ ''سونے کی حرمت کی بابت'' اپنے سے بات نکالوں بلکہ میری اس معاملے میں حتی الامکان کوشش رہے گی کہ فقط علماء کرام کی مختلف تحریوں سے اقتباسات پیش کر دیئے جائیں جو کہ انہوں نے احادیث کی تشریح کے ضمن میں بیان کئے ہیں اور یقین جانئے کہ ابھی آپ کے سامنے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہوا جاتا ہے۔ [ع۔ر]

جامع ترمذی میں مروی حدیثِ مبارکہ

سونا اور ریشم عورتوں کے لئے حلال اور مردوں کے لئے حرام ہے:

وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ قَالَ اُحِلَّ الذَّھَبُ وَالْحَرِیْرُ لِلْاِنَاثِ مِنْ اُمَّتِیْ وَحُرِّمَ عَلٰی ذُکُوْرِھَا۔

جامع الترمذی والنسائی وقال الترمذی حدیث حسن صحیح

''اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میری اُمت کی عورتوں کے لئے سونا اور ریشم حلال کیا گیا ہے اور اُمت کے مردوں پر حرام کیا گیا ہے۔ (ترمذی، نسائی) اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے''۔

''مرد'' کے لفظ میں بچے (لڑکے) بھی داخل ہیں لیکن بچے چونکہ مکلف نہیں ہیں اس لئے ان کے حق میں ان چیزوں کی حرمت کا تعلق پہنانے والوں سے ہوگا کہ اگر کوئی بچہ ریشم یا سونے کا زیور پہنے گا تو اس کا گناہ اس کے پہنانے والے پر ہوگا۔ نیز ''سونے سے مراد سونے کے زیورات'' ہیں ورنہ سونے چاندی کے برتن کا استعمال جس طرح مردوں کے لئے حرام ہے اسی طرح عورتوں کے لئے بھی حرام ہے۔ اسی طرح......=

Marfat.com

...... چاندی کے زیورات کا حلال ہونا بھی صرف عورتوں کے ساتھ مخصوص ہے علاوہ اس مقدار کے جو مردوں کے لئے بھی حلال جیسے انگوٹھی وغیرہ۔

سنن ابوداؤد میں مروی حدیث کی نواب قطب الدینؒ سے مروی شرح:

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَحَبَّ اَنْ یُّحَلِّقَ حَبِیْبَہٗ حَلْقَۃً مِنْ نَّارٍ فَلْیُحَلِّقْہُ حَلْقَۃً مِنْ ذَھَبٍ وَمَنْ اَحَبَّ اَنْ یُّطَوِّقَ حَبِیْبَہٗ طَوْقًا مِنْ نَارٍ فَلْیُطَوِّقْہُ طَوْقًا وَمِّنْ ذَھَبٍ وَمَنْ اَحَبَّ اَنْ یَّسَوِّرَ حَبِیْبَہٗ سِوَارً مِنْ نَارٍ فَلْیُسَوِّرْہُ سِوَارًا مِنْ ذَھَبٍ وَلٰکِنَّ عَلَیْکُمْ بِالْفِضَّۃِ فَالْعَبُوْابِھَا ۔ [رواہ ابوداود]

''اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص اپنے عزیز یعنی بیوی یا اولاد وغیرہ کو (ان کے کان یا ناک میں) آگ کا حلقہ پہنانا پسند کرتا ہو تو وہ اس کو سونے کا حلقہ ضرور پہنائے (یعنی سونے کا بالا وغیرہ پہنانے کی سزا یہ ہے کہ اس کو آگ کا بالا وغیرہ پہنایا جائے گا) جو شخص اپنے عزیز کی گردن میں آگ کا طوق ڈالنا پسند کرتا ہو تو وہ اس کو سونے کا گلوبند ضرور پہنائے اور جو شخص اپنے عزیز وغیرہ کو آگ کا کنگن پہنانا پسند کرتا ہو وہ اس کو سونے کا کنگن ضرور پہنائے' لیکن چاندی کے استعمال کی تمہیں اجازت ہے کہ تم اس کو اپنے استعمال وتصرف میں لا سکتے ہو''۔ (ابوداؤد)

حدیث کے آخری الفاظ ''فَالْعَبُوْابِھَا'' کا اصل ترجمہ تو یہ ہے کہ تم چاندی سے کھیلو' یعنی چاندی کے زیورات بنوا کر اپنی عورتوں کو پہناؤ' اس کی انگوٹھی بنوا کر خود پہنو اور اگر اپنے ہتھیار جیسے تلوار وغیرہ کی زینت وآرائش چاہو تو اس مقصد کے لئے بھی چاندی استعمال کر سکتے ہو لیکن حدیث کے ان الفاظ میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ دنیا کی زیب وزینت ......=

Marfat.com

.....= اور دنیا کے زیورات لہو ولعب میں داخل ہیں اگرچہ حقیقت کے اعتبار سے مباح ہوں، یا اس طرف اشارہ ہے کہ زیوردار عورت کے ساتھ تفریح ودلچسپی لینا گویا اس کے زیور کے ساتھ کھیلنا ہے۔

ابن ملک ؒ کہتے ہیں کہ کسی چیز کے ساتھ کھیلنا اس میں خواہش ومرضی کے مطابق تصرف کرنے کے مترادف ہے، لہٰذا ان الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ اپنی عورتوں کے زیور کے اقسام میں سے جس قسم کا زیور چاہو اس میں چاندی کا استعمال کرو، لیکن مردوں کو صرف انگوٹھی، تلواروں اور جنگ کے دوسرے ہتھیاروں کی زینت وآرائش کے لئے چاندی کا استعمال کرنا جائز ہے۔

غور کیجئے کہ مولانا نواب قطب الدین نے کتنے اچھے طریقے سے اس حدیث کی تطبیق کی ہے کہ مفہوم بھی واضح ہو گیا اور حدیث پر حرف بھی نہ آیا۔ [ع۔ر]

سنن نسائی میں مروی احادیث کی شرح:

وَعَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ يَزِيْدَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَيُّمَا امْرَاَةٍ تَقَلَّدَتْ قِلَادَةً مِنْ ذَهَبٍ قُلِّدَتْ فِیْ عُنُقِهَا مِثْلَهَا مِنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاَيُّمَا اِمْرَاَةٍ جَعَلَتْ فِیْ اُذُنِهَا خُرْصًا مِنْ ذَهَبٍ جَعَلَ اللّٰهُ فِیْ اُذُنِهَا مِثْلَهٗ مِنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ [رواہ ابوداود والنسائی]

''اور حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو عورت سونے کا ہار پہنے قیامت کے دن اس کی گردن میں اسی طرح کا آگ کا ہار پہنایا جائے گا اور جو عورت اپنے کان میں سونے کا بالا یا بالی پہنے گی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے کان میں اسی طرح کا آگ کا بالا یا بالی ڈالے گا''۔ (ابوداود)

وَعَنْ اُخْتٍ لِحُذَيْفَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .....=

Marfat.com

......= قَالَ یَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ اَمَا لَکُنَّ فِی الْفِضَّةِ مَا تُحَلِّیْنَ بِهٖ اَمَا اِنَّهٗ لَیْسَ مِنْکُنَّ امْرَاَةٌ تُحَلِّیْ ذَهَبًا تُظْهِرُهٗ اِلَّا عُذِّبَتْ بِهٖ (رواز ابوداود والنسائی)

''اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی بہن سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے عورتوں کی جماعت! کیا تمہارے لئے چاندی میں وہ بات نہیں ہے کہ تم اس کا زیور بناؤ (یعنی تمہارے لئے چاندی کا زیور بنوانا کافی ہے) یادرکھو! تم میں سے جو بھی عورت سونے کا زیور بنوائے گی اور پھر اس زیور کی (بے جا اور بے موقع) نمائش کرتی پھرے گی تو اس کو اس کے اس عمل کی بنا پر عذاب میں مبتلا کیا جائے گا''۔

اوپر جو حدیثیں نقل کی گئی ہیں ان سے (بظاہر تو) یہ واضح ہوتا (دکھائی دیتا) ہے کہ عورتوں کو بھی خالص سونا پہننا منع ہے اور جو عورت سونے کے زیورات پہنے گی وہ حدیث میں مذکورہ وعید کا مورد ہوگی نیز یہ کہ عورتوں کو محض چاندی کا زیور پہننا مباح ہے' حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ عورتوں کے لئے دونوں مباح ہیں وہ سونے کے زیورات بھی پہن سکتی ہیں اور چاندی کے بھی۔ لہٰذا علماء نے ان احادیث کی مختلف تاویلیں بیان کی ہیں' بعض حضرات یہ فرماتے ہیں کہ پہلے تو یہی حکم تھا کہ سونا پہننا عورتوں کے لئے بھی مباح نہیں لیکن بعد میں اس روایت کے ذریعہ اس حکم کو منسوخ قرار دیا گیا جس کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حریر یعنی خالص ریشم اور سونا میری اُمت کے مردوں کے لئے حرام ہے پس اس ارشاد سے ثابت ہوا کہ عورتوں کو سونا اور خالص ریشم پہننا مباح ہے۔ بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ مذکورہ احادیث میں جو وعید بیان کی گئی ہے اس کا تعلق اس عورت سے ہے جو زکوٰۃ ادا کئے بغیر سونے کے زیورات پہنے اور بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ مذکورہ وعید اس عورت کے حق میں ہے جو زیورات پہن کر اجنبی مردوں کو دکھلائے۔

سبحان اللہ! بندہ نے جو بات قبل ازیں ذکر کی تھی وہی یہاں حرف بحرف پوری......=

Marfat.com

.....= ہوگئی کہ علماء کرام احادیث کی شرح اتنے خوبصورت انداز میں کر گئے ہیں کہ اب کوئی شخص اگر بالکل ہی نئی بات کرے جس کا ذکر ہی اس سے پہلے نہ ہو یا اس پہ ایک بہت ہی قلیل طبقاء علماء اپنی رائے ظاہر کرتا ہوں اور جمہور علماء کی رائے اس کے برعکس ہو تو اس پر اتنی شدت اختیار کرنا کہ اپنی کتاب میں سے تقریباً نصف کو اسی مسئلے کی تائید کے لئے وقف کر ڈالنا انصاف کے تقاضوں کے منافی سا معلوم ہوتا ہے۔ ہاں! چلئے ہم یہ مانے بھی لیتے کہ اگر مولانا احادیث میں ''کانٹ چھانٹ'' کئے بغیر اپنی رائے کا اظہار کر ڈالتے اور توجیہ کوئی دُنیاوی منفعت پیش کرتے یا مسلمانوں کو اپنی دولت کسی اور نیک مقصد میں استعمال کرنے کی ہدایت کرتے تو وہ علیحدہ بات تھی لیکن یہاں تو مسئلہ غالباً انصاف کے تقاضوں سے اوپر اٹھ کر ''ہٹ دھرمی'' کا ہو گیا۔ [ع۔ر]

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی رائے

وَعَنْ مَالِكٍ قَالَ اَنَا اَكْرَهُ اَنْ يَلْبِسَ الْغِلْمَانُ شَيْئًا مِنَ الذَّهَبِ لِاَنَّهُ بَلَغَنِي اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ التَّخَتُّمِ بِالذَّهَبِ فَاَنَا اَكْرَهُ لِلرِّجَالِ الْكَبِيْرِ مِنْهُمْ وَالصَّغِيْرِ۔ (رواہ فی المؤطا)

مالك بن انس' موطا' كتاب الجامع' باب ما جاء فی لبس الثياب المصبغة والذهب' ح ١٦٤٨۔

''اور حضرت امام مالکؒ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا میں اس کو برا سمجھتا ہوں کہ لڑکوں کو سونے کی کوئی چیز پہنائی جائے کیونکہ مجھ تک روایت پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سونے کی انگوٹھی بھی استعمال کرنے سے منع فرمایا (اور جب انگوٹھی جیسی چیز بھی ممنوع ہے تو اور چیزیں بطریق اولیٰ ممنوع ہوں گی) لہٰذا میں مردوں کے لئے (سونا پہننا) برا سمجھتا ہوں خواہ وہ بڑے ہوں یا بچے ہوں۔ (البتہ خواتین کو اجازت ہے)''۔

=.....

بیوی کے ساتھ حسن معاشرت واجب ہے:

خاوند پر لازم ہے کہ وہ بیوی کے ساتھ حسن معاشرت کرے حلال کاموں میں اس کا ہم نوا بنے نہ کہ حرام میں خصوصاً وہ نوعمر ہو اس بارے میں متعدد احادیث ہیں۔

الأول : قوله صلى الله عليه وسلم :

((خيركم خيركم لأهله، وأنا خيركم لأهلى))

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنے اہل کے ساتھ اچھا ہے اور میں تو اپنے اہل وعیال کے ساتھ اچھا ہوں۔[طحاوی ٢١١/٣، حاكم ١٧٣/٤]

الثانى: قوله صلى الله عليه وسلم فى خطبة حجة الوداع:

((...... ألا واستوصوا بالنساء خيراً، فإنهن عوانٍ عندكم، ليس تملكون منهن شيئاً غير ذلك، إلا أن يأتين بفاحشة مبينة فإن فعلن فاهجروهن فى المضاجع، واضربوهن

حرفِ اعتذار

......= بندہ اگر چاہے تو اس موضوع پر اتنا مواد اکٹھا کر کے ضبطِ تحریر میں لا سکتا ہے کہ اس کے بعد اس موضوع پر اعتراض کی گنجائش ہی باقی نہ رہے۔ لیکن ایک تو یہ کہ برصغیر پاک و ہند میں یہ مسئلہ کوئی بہت زیادہ اختلافی نہیں اور دوسرا یہ کہ یہ کتاب اس موضوع پر اس سے زیادہ لکھنے کی متحمل نہیں۔ اس اُمید پہ اس تحریر کو اختتام پذیر کر رہا ہوں کہ اللہ عزوجل انہی سطروں میں برکت ڈالے اور ہمیں قرآن و حدیث کو صحیح طور پر سمجھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

ضرباً غير مبرح، فإن أطعنكم فلا تبغوا عليهن سبيلاً. ألا إن لكم على نسائكم حقاً، ولنسائكم عليكم حقاً، فأما حقكم على نسائكم: فلا يوطئنفرشكم من تكرهون، ولا يأذن في بيوتكم لمن تكرهون، ألا وحقهن عليكم أن تحسنوا إليهن في كسوتهن وطعامهن)).

حجۃ الوداع کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عورتوں کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرو وہ تمہاری خدمتگار ہیں۔ سوائے خدمت کے تم ان کی کسی چیز کے مالک نہیں۔ مگر یہ کہ وہ ظاہری طور کوئی برا کام کریں اگر وہ ایسا کریں تو ان سے کنارہ کشی اختیار کرو اور مارنا ہو تو زیادہ زور سے نہ مارو (یعنی اس طرح نہ مارو کہ چوٹ لگ جائے)۔

اگر وہ تمہاری اطاعت کریں تو ان پر ظلم مت کرو۔ آگاہ رہو تمہاری بیویوں پر تمہارے کچھ حقوق ہیں اور تمہاری بیویوں کے تم پر کچھ حقوق ہیں۔ تمہاری بیویوں پر تمہارے حقوق یہ ہیں کہ وہ تمہارے بستروں پر انہیں قبضہ نہ دیں کہ جنہیں تم ناپسند کرتے ہو اور نہ ہی انہیں تمہارے گھروں میں آنے کی اجازت دیں اور تم پر ان کا یہ حق ہے کہ تم انہیں اچھا لباس اور اچھا کھانا مہیا کرو۔ [ترمذی ۲/ ۲۰٤، ابن ماجه ۱/ ٥٦٨، ٥٦٩]

الثالث: قوله صلى الله عليه وسلم:

((لا يَفرِك (أى لا يبغض) مؤمنٌ مؤمنةً، إن كره منها خُلُقاً رضى منها آخر))

آپ علیہ السلام کا قول ہے:

کوئی مؤمن کسی مومن پر ناراضگی کا اظہار نہ کرے اگر کوئی اخلاق ناپسند ہو تو کسی دوسرے اعتبار سے پسند کرلے۔ [مسلم ٤/ ١٧٨، ١٧٩]

Marfat.com

الرابع: قوله صلى الله عليه وسلم:

((أكمل المؤمنين إيماناً أحسنهم خُلُقاً، و خيارهم خيارهم لنسائهم)).

آپ علیہ السلام کا ارشاد مبارک ہے:

کہ ایمان کے اعتبار سے کامل ترین مؤمن وہ ہے جو اخلاق کے اعتبار سے اچھا ہو اور سب سے بہترین وہ ہے جو اپنی بیویوں کے لیے بہترین ہے۔

[ترمذی ۲/۲۰٤، احمد ۲/۲۵۰، ۹۷۲]

الخامس: عن عائشة رضى الله عنها قالت:

((دعانى رسول الله صلى الله عليه وسلم [والحبشة يلعبون بحرابهم فى المسجد] [فى يوم عيد]، فقال لى، [يا حميراء! أتحبين أن تنظرى إليهم؟ فقلت: نعم]، [فأقامنى وراء ه] فطأطأ لى منكبيه لأنظر إليهم، [فوضعت ذقنى على عاتقه، وأسندت وجهى إلى خده]، فنظرت من فوق منكبيه (و فى رواية: من بين أذنه وعاتقه) [وهو يقول: دونكم يابنى أرفدة] [فجعل يقول: يا عائشة! ما شبعت؟ فأقول: لا، لأنظر منزلتى عنده] حتى شبعت.

[قالت: ومن قولهم يومئذ: أبا القاسم طيباً] وفى رواية: ((حتى أذا مللت، قال: حسبك؟ قلت: نعم، قال: فاذهبى))، وفى أخرى: ((قلت: لا تجعل، فقام لى؛ ثم قال: حسبك؟ قلت: لا تجعل، [ولقد رأيته يرواح بين قدميه]، قالت: وما بى

Marfat.com

حب النظر، أليهم، ولكن أجببت أن يبلغَ النساءَ مقامه لى، ومكانى منه [وأنا جارية]، [فاقدروا قدر الجارية [العَرِبة] الحديثة السن، الحريصة على اللهو]، [قالت: فطلع عمر، فتفرق الناس عنها والصبيان، فقال النبى صلى الله عليه وسلم : رأيت شياطين الإنس والجن فروا من عمر]، [قالت عائشة: قال صلى الله عليه وسلم يومئذ: لتعلم يهود أن فى ديننا فسحة]))۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا جب کہ حبشی اپنے نیزوں کے ساتھ مسجد میں کھیل رہے تھے عید کے دن مجھے کہا: اے حمیرا کیا تم انہیں دیکھنا چاہتی ہو میں نے کہا ہاں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے پیچھے کھڑا کر لیا اور اپنے کندھوں کو جھکا دیا تا کہ میں انہیں دیکھ سکوں۔ میں نے اپنی تھوڑی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے پر رکھ دی اور اپنے چہرے کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسار کے ساتھ لگا دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں کے اوپر سے میں نے دیکھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے اے بنی ارفدہ کھیلتے رہو اور کہہ رہے تھے۔ اے عائشہ تم سیر نہیں ہوئی اور میں کہہ رہی تھی نہیں تا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں اپنا مرتبہ جان سکوں حتیٰ کہ میں سیر ہو گئی۔

فرماتی ہیں اس دن وہ کہہ رہے تھے۔ ابو القاسم خوش ہو جائیے۔

ایک روایت میں ہے کہ جب میں اکتا گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کافی ہے میں نے کہا: جی فرمایا: پھر چلو۔

ایک اور روایت میں ہے کہ میں نے کہا: جلدی نہ کیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری خاطر کھڑے رہے۔ پھر پوچھا: کافی ہے میں نے کہا: جلدی نہ کیجئے اور میں دیکھ رہی تھی کہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم بار بار پیر بدل رہے تھے۔ فرماتی ہیں: کہ ان حبشیوں کو دیکھنا مجھے محبوب نہ تھا لیکن میں تو یہ چاہتی تھی کہ میرے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کھڑے ہونے کی بات دوسری عورتوں تک پہنچ جائے اور میں تو نوعمر سی لڑکی ہوں جو لہو و لعب کی شوقین تھی۔ فرماتی ہیں: کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس طرف آ نکلے تو بچے اور لوگ منتشر ہو گئے۔ آپ نے فرمایا: میں نے جن و انس کے شیاطین کو دیکھا ہے کہ وہ عمر سے بھاگتے ہیں۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں اس دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہود کو جان لینا چاہئے کہ ہمارے دین میں وسعت ہے۔ [بخاری، مسلم نسائی]

السادس: عنها أيضاً قالت:

((قدم رسول الله صلى الله عليه وسلم من غزوة تبوك أو خيبر، وفي سوتها ستر، فبهت ريح، فكشفت ناحية الستر عن بنات لعائشة لُعَب، فقال: ما هذا يا عائشة؟ قالت: بناتي، ورأى بينهن فرساً له جناحان من رقاع، فقال: ما هذا الذي أرى وسطهن؟ قالت: فرس، قال: وما هذا الذي عليه؟ قالت: جناحان، قال: فرس له جناحان؟ قالت: أما سمعت أن لسليمان خيلاًلها أجنحة؟ قالت: فضحك حتى رأيت نواجذه)).

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ غزوۂ خیبر یا تبوک سے واپس تشریف لائے تو ان کے گھر کے دریچہ پر پردہ پڑا ہوا تھا تو ہوا چلی جس سے پردے کا ایک کونہ کھل گیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کھیلنے کی گڑیاں دکھائی دینے لگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا یہ میری گڑیاں ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان گڑیوں کے درمیان ایک گھوڑا دیکھا جس کے دو پر

Marfat.com

کپڑے کے پر تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا یہ کیا چیز ہے جو میں ان کے درمیان میں دیکھ رہا ہوں؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا گھوڑا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اس کے اوپر کیا ہے؟ کہنے لگی: دو پر۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گھوڑے کے دو پر؟ فرمانے لگی کیا آپ نے نہیں سنا کہ حضرت سلیمان کے کچھ گھوڑے تھے جن کے پر تھے تو فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر ہنسے کہ کچلیاں نظر آنے لگی۔

[ابو داؤد ۲/۳۰۵، نسائی ۱/۷۵]

السابع: عنها أيضاً:

((أنها كانت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فى سفر، وهى جارية [قالت: لم أحمل اللحم، ولم ابدن] فقال لأصحابه، تقدموا، [فتقدموا] ثم قال: تعالى أسابقك، فسابقته، فسبقته على رجلى، فلما كان بعد، خرجت معه فى سفر ، فقال لأصحابه: تقدموا، ثم قال: تعالى أسابقك، ونسيت الذى كان، وقد حملت اللحم، [وبدنت] فقلت: كيف أسابقك يا رسول الله وأنا على هذه الحال؟ فقال: لتفعلن، فسابقته فسبقنى، ف [جعل يضحك، و] قال: هذه بتلك السبقة)).

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ ایک سفر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھیں جبکہ ابھی وہ نوعمر تھیں فرماتی ہیں کہ میں زیادہ فربہ نہ تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے کہا تم آگے بڑھو جب وہ آگے بڑھ گئے تو مجھ سے کہا آؤ دوڑ میں میرے ساتھ مقابلہ کرو چنانچہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دوڑ لگائی اور میں آگے نکل گئی پھر جب بعد میں میں آپ کے ساتھ سفر پر تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے کہا

Marfat.com

آ گے نکل جاؤ اور مجھ سے کہا آ ؤ میرے ساتھ دوڑ میں مقابلہ کرو اور میں فربہ ہو چکی تھی میں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس حالت میں میں کیسے آپ کے ساتھ دوڑ میں مقابلہ کروں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ضرور کرو گی چنانچہ میں آپ کے ساتھ دوڑی اور آپ مجھ سے آگے نکل گئے تو آپ ہنسنے لگے اور فرمانے لگے کہ میرا اس مرتبہ سبقت لے جانا پہلی مرتبہ تمہارے سبقت لے جانے کے بدلے میں ہے۔

[ابوداؤد ۱/ ٤٠٣، نسائی ٧٤/٢، احمد ٦/ ٢٦٤، ابن ماجه ١/ ٦١٠]

الثامن: عنها أيضاً قالت:

((إن كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ليؤتى بالإناء، فأشرب منه وأنا حائض، ثم يأخُذ فيضع فاه على موضع فيَّ، وإن كنت لآخذ العَرق فآكل منه، ثم يأخذه فيضع فاه على موضع فيَّ)).

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہی مروی ہے فرماتی ہیں اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی برتن لایا جاتا اور میں اس سے پیتی جب کہ میں حائضہ ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے پکڑتے اور اس جگہ اپنا منہ مبارک رکھتے جہاں میں نے منہ لگایا ہوتا اور اگر میں کوئی ہڈی پکڑتی اور اسے کھاتی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے پکڑتے تو اسی جگہ سے نوش فرماتے جہاں میں نے منہ لگایا ہوتا۔

[مسلم ١/ ١٦٨، ١٦٩، احمد ٦/ ٦٢]

التاسع: عن جابر بن عبدالله، وجابر بن عمير، قالا: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:

((كل شيء ليس فيه ذكر الله، فهو [لغوٌ] وسهو ولعب، إلا أربع [خصال] ملاعبة الرجل امرأته، وتأديب الرجل فرسه

ومشية بين الغرضين، و تعليم الرجل السباحة)).

حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت جابر بن عمیر سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر وہ چیز جس میں اللہ کا ذکر نہ ہو تو وہ بے ہودہ اور لہو ولعب ہے سوائے چار چیزوں کے (۱) مرد کا اپنی بیوی سے کھیلنا (۲) آدمی کا اپنے گھوڑے کو سودھنا (۳) دو ہدفوں کے درمیان چلنا (۴) تیرنا سیکھنا۔[نسائی ۲/۷۴]

نصائح بنام زوجین:

آخر میں میں کچھ زوجین کو نصیحتیں کرنا چاہتا ہوں کہ وہ دونوں اللہ کی اطاعت کریں اور کتاب وسنت میں ثابت احکام کی اتباع کریں ان احکامات پر نہ تو تقلید کو مقدم کریں نہ لوگوں میں مروجہ عادات کو اور نہ ہی کسی مذہب کو۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُبِينًا۔

[سوره احزاب ٣٦]

اور کام نہیں کسی ایماندار مرد کا اور نہ کسی ایماندار عورت کا جب کہ مقرر کردے اللہ اور اس کا رسول کوئی کام کہ ان کو اپنے اختیار اپنے کام کا اور جس نے نافرمانی کی اللہ کی اور اس کے رسول کی سو وہ راہ بھولا صریح چوک کر۔ کہ ان میں سے ہر ایک اللہ کی طرف سے فرض کردہ واجبات اور حقوق پر آخرت کو مدنظر رکھتے ہوئے عمل درآمد کرے مثلاً عورت اس بات کا مطالبہ نہ کرے کہ وہ تمام حقوق میں مرد کے مساوی ہو اور نہ ہی مرد کو چاہئے کہ اللہ نے اسے جو ریاست اور سرداری عطاء کی ہے اس سے ناجائز فائدہ اُٹھا کر اس پر ظلم کرے اور ناحق اسے مارے۔''

Marfat.com

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ . [سورة بقره ٢٢٨]

"اور عورتوں کا بھی حق ہے جیسا کہ مردوں کا ان پر حق ہے دستور کے موافق اور مردوں کو عورتوں پر فضیلت ہے اور اللہ زبردست ہے تدبیر والا۔"

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَبِمَا أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ فَالصَّالِحَاتُ قَانِتَاتٌ حَافِظَاتٌ لِلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللَّهُ وَاللَّاتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيرًا۔

[سورة النساء ٣٤]

"مرد حاکم ہیں عورتوں پر اس واسطے کہ بڑائی دی اللہ نے ایک کو ایک پر اور اس واسطے کہ خرچ کیے انہوں نے اپنے مال پھر جو عورتیں نیک ہیں سو تابعدار ہیں نگہبانی کرتیں ہیں پیٹھ پیچھے اللہ کی حفاظت سے اور جن کی بدخوئی کا ڈر ہو تم کو تو ان کو سمجھاؤ اور جدا کرو سونے میں اور مارو پھر اگر کہا مانیں تمہارا تو مت تلاش کرو ان پر راہ الزم کی بیشک اللہ ہے سب سے اوپر بڑا۔"

وقد قال معاوية بن حيدة رضى الله عنه :يا رسول الله! ما حق زوجة أحدنا عليه؟ قال: أن تُطعمها إذا طَعِمتَ وتكسوَها إذا اكتسيتَ، ولا تقبح الوجه، ولا تضرب، [ولا تجهر إلا فى البيت، كيف وقد أفضى بعضكم ألى بعض؛ إلا بما حل عليهن].

حضرت معاویہ بن حیرہؓ فرماتے ہیں اے اللہ کے رسول ہماری بیویوں کا ہم پر کیا حق ہے۔ آپ نے فرمایا جب تم خود کھانا کھاؤ اور اسے برا بھلا نہ کہو اور نہ ہی مارو اس سے اگر کنارہ کشی اختیار کرو تو گھر کے اندر ہی کرو ایسا کیوں نہ ہو جب کہ تم ان سے مباشرت کرتے ہو۔ وہ چیزیں کہ جو ان کے بارے میں تمہارے لیے حلال ہیں (یعنی ان کی نافرمانی کی وجہ سے انہیں مارنا اور چھوڑنا)۔[ابوداؤد ۱/۳۳٤، حاکم ۲/۱۸۷، ۱۸۸، احمد ٥/۳۰٥]

وقال صلى الله عليه وسلم:

((المقسِطونَ يومَ القيامة على منابر من نور على يمين الرحمن. وكلتا يديه يمين. الذين يعدلون فى حكمهم وأهليهم وما لوا)).

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

وہ لوگ جو فیصلہ میں انصاف کرتے ہیں اور اپنے اہل وعیال میں انصاف کرتے ہیں۔ قیامت کے دن اللہ کے دائیں ہاتھ پر نور کے منبروں پر ہوں گے۔ (اللہ کے دونوں ہاتھوں پر دایاں ہاتھ کا اطلاق ہوتا ہے)[مسلم ٦/۷]

جب دونوں میاں بیوی ان احکام کو جان لیں گے اور ان پر عمل کریں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں پاکیزہ زندگی عطاء کریں گے اور جب تک وہ اکٹھے زندگی گذاریں گے سکون و راحت کے ساتھ زندگی گذاریں گے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَنْ عَمِلَ صَالِحاً مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔

[سورہ النحل ۹۷]

"جس نے کیا نیک کام مرد ہو یا عورت اور وہ ایمان پر ہے تو اس کو ہم زندگی

Marfat.com

دیں گے ایک اچھی زندگی اور بدلے میں دیں گے ان کو حق ان کا بہتر کاموں پر جو کرتے تھے۔"

خاص طور پر عورت پر لازم ہے کہ جس قدر ممکن ہو اپنے خاوند کے حکم کی فرمانبرداری کرے اسی چیز کی وجہ سے اللہ نے مردوں کو عورتوں پر فضیلت دی ہے جیسا کہ اس بارے میں پیچھے دو آیات گذریں۔

الرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَاءِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ۔ اس بات کی تاکید میں بہت سی احادیث مروی ہیں جو بڑی وضاحت کے ساتھ عورت کے حقوق وواجبات کو بیان کرتی ہیں کہ جب وہ اپنے خاوند کی فرمانبرداری کرے یا نافرمانی کرے اس زمانے کی عورتوں کو نصیحت کے لیے ان میں سے کچھ کو بیان کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ۔[سورة الذریت ٥٥]

"اور سمجھاتا رہ کہ سمجھانا کام آتا ہے ایمان والوں کو۔

الحديث الأول: ((لا يحل لامرأة أن تصوم (وفي رواية: لا تصم المرأة) و زوجها شاهد ألا بإذنه [غير رمضان]، ولا تأذن في بيته إلا بإذنه)).

پہلی حدیث:

عورت کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر روزہ رکھے جب کہ اس کا خاوند موجود ہو۔ (رمضان کے روزے کے علاوہ) اور اس کے گھر میں اس کی اجازت کے بغیر کسی کو آنے کی اجازت نہ دے۔[بخاری ٤/٢٤٢، ٢٤٣، مسلم ٣/٩١، ابوداؤد ١/٣٨٥، نسائی ٢/٦٣؛ احمد ٢/٣١٦، ٤٤٤، ٤٦٤، ٤٧٦، ٥٠٠]

الثاني: ((إذا دعا الرجل امرأته إلى فراشه فلم تأته، فبات

Marfat.com

غضبان عليها، لعنتها الملائكة حتى تصبح، (وفی رواية: أو حتى ترجع، وفی أخرى: حتى يرضى عنها)))

دوسری حدیث:

جب خاوند بیوی کو مباشرت کے لیے بلائے اور وہ نہ آئے اور وہ خاوند ناراضگی کی حالت میں رات گذار دے تو صبح ہونے تک فرشتے اس عورت پر لعنت کرتے ہیں۔ جب کہ ایک روایت میں ہے کہ جب تک وہ لوٹ نہ آئے یا جب تک اس کا خاوند اس کو دے وہ راضی نہ ہو جائے۔ [بخاری ٤/٢٤١، مسلم ٤/١٥٧، ابوداؤد ١/٣٣٤، دارمی ٢/١٤٩، ١٥٠، احمد ٢/٢٥٥، ٣٤٨، ٣٨٦، ٤٣٩]

الثالث: ((والذی نفس محمد بيده، لا تؤدی المرأة حق ربّها حتى تؤدی حق زوجها، ولو سألها نفسها وهی على قَتب لم تمنعه [نفسها]))

تیسری حدیث:

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے۔ جب تک عورت اپنے خاوند کا حق ادا نہ کر دے وہ اپنے رب کا حق ادا نہیں کر سکتی اگر اس کا خاوند اسے بلائے اور وہ کجاوے پر ہو پھر بھی اس کی بات سننے سے انکار نہ کرے۔

[ابن ماجه ١/٥٧٠، احمد ٤/٣٨١]

الرابع: ((لا تؤذی امرأةٌ زوجها فی الدنيا إلا قالت زوجته من الحور العين: لا تؤذيه قاتلك الله، فإنما هو عندك دخيل يوشك أن يفارقك إلينا)).

---

[1] مولانا نے ''نصائح بنام زوجین'' کے عنوان سے یہاں جو باب باندھ ہے ...... =

......= بندہ کو اس بابت کچھ مواد کی کمی کا احساس سا ہوا اور انداز بھی بظاہر کچھ عجلت کا سا لگا اور اس کی وجہ یقیناً وہی ہے جو کہ مولانا نے شروع مقدمہ میں تحریر فرمائی کہ کتاب لکھنے کا تو کوئی ارادہ نہیں فقط دوست کے ولیمہ کے موقع پر چند صفحات عوام الناس کی اصلاح کی خاطر تحریر کر دیئے اور حاشا اللہ ہمارا مقصود اس سے قطعاً یہ نہیں کہ ہم مولانا البانی کو نیچا دکھانا چاہتے ہیں۔ ہرگز نہیں...... اور دِلوں کے بھیدوں سے اللہ عزوجل کی ذات بخوبی آگاہ ہے۔ ہمیں مولانا کے علمی مقام کا بخوبی اندازہ ہے لیکن ہم نے اپنے بزرگوں سے جس طریقے سے یہ نصائح پڑھے وہ آج تک ہمارے سینوں میں محفوظ ہیں بلکہ عملی زندگی میں قدم قدم پر انہوں نے ہمارے مرد وزن کے بڑھتے ہوئے قدموں کو شاہراہِ مستقیم پر قائم رکھا۔ میں نے اس موقع پر قارئین کی اصلاح کی خاطر محسوس کیا کہ انہیں ''حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب سے کچھ نصائح درج کر دیئے جائیں تا کہ انہیں احساس ہو کہ حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ نے کتنے احسن طریقے سے عورتوں کو اس بابت تلقین کی جو براہِ راست دِلوں میں اترتی جاتی ہے۔ [ع۔ر]

وعظ کی کیا نیّت ہے؟

اور وعظ سے جو اصل مقصود ہے اس کو وعظ سننے کے وقت پیش نظر رکھنا چاہیے۔ جس کی حقیقت مین بیان کرتا ہوں۔ آپ کو اس کی نیت کر لینا چاہئے اور نیت فعل اختیاری ہے آپ اس کو درست کر سکتی ہیں۔ اگر پہلے سے کوتاہی واقع ہوئی ہے تو اس وقت اس کی اصلاح کر سکتی ہیں. وہ حقیقت یہ ہے کہ وعظ ایک روحانی مطب ہے۔ یعنی باطنی اصلاح کی تدبیروں کا نام ہے جس سے باطنی امراض کا علاج ہوتا ہے بس یہ حاصل ہے وعظ کا۔ سو جو صاحب وعظ سننے والے ہیں وہ وعظ سننے سے پہلے اپنی نسبت سمجھ رکھیں کہ وہ بیماریوں میں مبتلا ہیں وعظ سے ان کا علاج بتایا جا رہا ہے بس اس کی تدبیریں سن کر حالت درست کر لینے کا عزم کر لیا جائے۔ ......=

Marfat.com

......= لوگوں کی غرضیں وعظ سننے سے مختلف ہیں:

آج کل وعظ سننے سے لوگوں کی غرضیں مختلف ہوتی ہیں چنانچہ بعض کی غرض تو محض ادائے رسم ہی ہوتی ہے جیسے بہت سے کام دن رات ہوتے ہیں ایسے ہی یہ بھی ایک کام کرلیا۔ بعض کی یہ نیت ہوتی ہے کہ وعظ ایک برکت کی چیز ہے اس کے ہونے سے گھر میں برکت ہو جائے گی۔ اللہ (تعالیٰ) رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیا جائے گا۔ بعض کی نیت یہ ہوتی ہے کہ شریک ہو کر اتنی دیر گناہوں سے بچے رہیں گے ثواب لکھا جاوے گا۔ بجز اوّل نیت کے پچھلی دو نیتیں دین کی ضروری ہیں اور لوگ ان کو کر بھی لیتے ہیں۔

وعظ کی اصلی غرض:

اگر اصلی غایت جو ہے وعظ کی وہاں تک لوگوں کی نظر ہی نہیں اور اس اصلی غرض کا حاصل امراضِ روحانی کا معالجہ ہے یعنی اپنے امراض کو غور کر کے دیکھنا اور اس کی تدبیر کرنا۔ اگر یہ نیت پہلے سے نہ کی ہو تو اب کر لینی چاہئے اور اس نیت سے ثواب بھی مل جاتا ہے۔ باقی محض تھوڑی دیر کے لیے ثواب ہونے کی غرض سے سنا تو یہ تھوڑی دیر تک تو نافع ہوگا پھر کچھ بھی نہیں حق تعالیٰ اپنے کلام میں تصریح فرماتے ہیں:

﴿ كِتَابٌ اَنْزَلْنَاهُ اِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ﴾

''ہم نے اپنے کلام کو اس واسطے نازل کیا ہے کہ اس میں غور کیا کریں اور اس پر عمل کیا کریں۔''

گو اس کی تلاوت میں بھی ثواب ہے اور وہ خالی تلاوت بھی ثواب سے خالی نہیں مگر اس آیت نے یہ بات بتلا دی کہ اصلی غرض صرف یہ ہے کہ مضامین کو سمجھیں اور اس پر عمل کریں۔ مگر ہماری یہ حالت ہے کہ ہم تدبر نہیں کرتے' سوچتے ...... =

Marfat.com

=...... نہیں، ذہن میں مضامین کا تکرار نہیں کرتے حالانکہ دیکھا جاتا ہے کہ اگر کسی کو خارش کا مرض ہو جاوے اور اس کو کوئی اس کا نسخہ مل جائے تو وہ بار بار اس کو ذہن میں رٹتا ہے تاکہ یاد رہے پھر اس کا استعمال کرتا ہے اس خیال سے کہ خارش برا مرض ہے۔ سو اگر اسی طرح سے وعظ گو تھوڑا ہی سنا جائے مگر اس کو یاد کیا جائے اور اس کا ذہن میں تکرار و اعادہ کیا جائے۔ تو جو سنا جائے گا ضرور یاد رہے گا۔ پھر عمل کا اہتمام کیا جائے تو اس طریقہ سے دو، چار وعظ میں پوری اصلاح ہو سکتی ہے۔ اسی واسطے حق تعالیٰ ایک موقع پر ارشاد فرماتے ہیں۔

﴿ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰی لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَی السَّمْعَ وَ هُوَ شَهِیْدٌ ﴾

''جس کے قلب ہو یا کانوں کو متوجہ کرے۔ مراد یہ کہ قلب کو حاضر کرے اور کان لگائے اس کے واسطے اس میں نصیحت ہے اور ایسے ہی شخص کو نفع ہوتا ہے۔''

چنانچہ ایک موقع پر فرماتے ہیں:

﴿ وَ ذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰی تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴾

''اور آپ ﷺ نصیحت کیجئے کیونکہ نصیحت ایمان والوں کو نفع دیتی ہے۔''

وجہ اس نفع کی وہی ہے کہ وہ قلب کو حاضر کر کے اور کان لگا کر سنتے ہیں۔

قرآن نافع ہے اور پھر نفع نہیں ہوتا، کیا بات ہے؟

خلاصہ یہ کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ وعظ مسلمانوں کو نفع دیتا ہے اور جب وعظ کا نافع ہونا حق تعالیٰ بیان فرما رہے ہیں تو نعوذ باللہ (ہم اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتے ہیں) یہ تو احتمال ہی نہیں ہو سکتا کہ اللہ تعالیٰ کا بیان فرمایا ہوا کوئی امر خلاف واقع ہو۔ مگر ظاہر میں شبہ ہوتا ہے کہ قرآن شریف سے تو اس کا نافع ہونا معلوم ہوا مگر باوجود اس کے بعض جگہ نفع نہیں ہوتا یہ کیا بات ہے؟ تو جواب اس کا یہی ہے کہ نفع کی وہی شرط ہے

﴿ مَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَی السَّمْعَ وَ هُوَ شَهِیْدٌ ﴾ ......=

Marfat.com

= ......''جو شخص قلب کو حاضر کرے اور کان لگا کر سنے۔''

سو واقع میں یہ شبہ قرآن شریف پر نہیں ہے۔ اس کی ایسی مثال ہے کہ طبیب کہتا ہے کہ دوا نافع ہے سو معنی اس قول کے یہ ہیں کہ اس کا نفع بعض شرائط کے ساتھ مشروط ہے سو اگر کہیں نفع ظاہر نہ ہو تو یہ نہیں کہ دوا نافع نہیں' نافع یقیناً ہے مگر بوجہ فقدان شرائط کے اس کا نفع ظاہر نہیں ہوتا۔

پس جس طرح اطباء دوا کی خاصیت بیان کرتے ہیں اسی طرح حق سبحانہٗ وتعالیٰ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعمال کی خاصیت بیان فرماتے ہیں پس جیسے اس دوا کی غایت کا ظاہر ہونا مشروط ہے بشرائط۔ اسی طرح اعمال کے لیے بھی شرائط ہیں اور وہ شرط حق تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

﴿ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰی لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَی السَّمْعَ وَ هُوَ شَهِیْدٌ ﴾

''یعنی اس میں ایسے شخص کے لیے نصیحت ہے جس کے قلب ہو یا کان لگا کر سنے۔''

Marfat.com

اور بھی جا بجا قرآن شریف میں ان شرائط کو بیان کیا ہے کہیں ہے: ﴿یَتَدَبَّرُوْنَ﴾ کہیں ہے: ﴿یَتَذَكَّرُوْنَ﴾ کہیں ہے: ﴿یَتَفَكَّرُوْنَ﴾ کہیں ہے: ﴿لِیَدَّبَّرُوْٓا اٰیٰتِهٖ﴾ کسی جگہ ہے: ﴿وَلِیَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ﴾۔

وعظ کا نفع کس کو ہو گا؟

یہ آیتیں بتلا رہی ہیں کہ جو شخص سوچے' یاد رکھے' خیال کرے' قصد بھی کرے' ہمت بھی کرے تو اس کو نفع ہو گا۔ اگر کوتاہی ہو جاوے تو توبہ کرے متوجہ ہو جاوے۔ مگر ہماری حالت یہ ہے کہ نہ سوچتے ہیں' نہ یاد رکھتے ہیں' نہ خیال کرتے ہیں' نہ قصد' نہ ہمت' نہ عمل' تو نفع بھی نہیں ہوتا سو نفع نہ ہونے پر تعجب کرنا ہی بے بنیاد ہے اور میں تو یہ کہتا ہوں کہ وعظ سے اگر توفیق ہو کر گناہ کم ہونے لگیں تو اتنا نفع کیا کم ہے ......=

......= بلکہ اور ترقی کر کے کہتا ہوں کہ اگر گناہ ترک نہ ہوں محض توبہ کی توفیق ہو کر گذشتہ ہی گناہ معاف ہو جاویں تو خود یہ کتنا بڑا نفع ہے خواہ پھر گناہ ہی کیوں نہ ہونے لگیں۔ اس کی ایسی مثال ہے کہ کوئی بخار میں مبتلا ہوتا ہے یا اور کوئی شکایت ہو جاتی ہے موسم میں ہم نے نہیں دیکھا کہ اس نے علاج نہ کیا ہو محض اس خیال سے کہ اگر اچھا بھی ہو گیا تو اگلے سال پھر بیمار ہو جاؤں گا وہاں تو علاج کو نافع سمجھ کر لیا جاتا ہے۔ مگر یہاں یہ خیال ہوتا ہے کہ ایسی توبہ سے کیا فائدہ کہ پھر گناہ ہو جاوے۔ اس لیے جب ساری عمر گزر چکے گی اس وقت توبہ کر لیں گے۔

سچ یہ ہے کہ ہم یہ نہیں سمجھتے کہ ہمارے اندر امراض بھی ہیں ورنہ امراضِ جسمانی کا سا معاملہ یہاں بھی ہوتا اور اس وقت وعظ کو وعظ سمجھ کر سنتے۔ اب یہ نہیں تو یہی وجہ ہے کہ وعظ کا نفع باقی نہیں رہتا۔ دوسری بات یہ قابل عرض ہے کہ زیادہ مقصود چونکہ اس وقت سنانے سے مستورات ہیں اس لیے مستورات کو چاہئے کہ اس کا خیال رکھیں اور بہت متوجہ ہو کر سنیں۔ یہ مستورات کی خدمت میں عرض تھی مختصر۔

عورتیں اپنی نوع کے اعتبار سے کامل ہو سکتی ہیں مردوں کی نوع سے:

اور عورتوں کے کمال کے یہ معنی نہیں ہیں کہ مرد جیسے کامل ہوتے ہیں یہ ویسی ہو جائیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ اپنی استعداد کے موافق کامل ہو سکتی ہیں خواہ مردوں کے برابر نہ ہوں اور عورتوں کے کمال کے حکم پر یہ شبہ نہ کیا جائے کہ یہ تو بروئے نص ناقص ہیں پھر ان کو کامل کیسے کہا جا سکتا ہے۔؟ بات یہ ہے کہ عورتوں میں دو قسم کے نقصان ہیں ایک تو مردوں کے نوع کے مقابلہ میں سو اس کا تدارک تو غیر اختیاری ہے اور اکتساب کو اس میں دخل نہیں اور ایک اپنی نوع کے لحاظ سے اس کا تدارک ہو سکتا ہے اور وہ مکتسب اور اختیاری ہے اور یہ نقصان مبدل بکمال ہو سکتا ہے۔ بہر حال عورتوں کو بھی ایک کمال علمی حاصل ہو سکتا ہے جس کو ایمان کہا گیا ہے۔ دوسرا کمال عملی ......=

Marfat.com

...... = حاصل ہو سکتا ہے جس کو احسان فرمایا گیا ہے۔

ایمان کے ساتھ عمل کے ضروری ہونے کی ایک مثال سے وضاحت:

ایک بہت ظاہر مثال اس وقت بھی عرض کرتا ہوں۔ مثلاً کسی شخص کا نکاح کیا جاتا ہے اور اس سے کہا جاتا ہے کہ تم نے فلاں لڑکی کو اتنے مہر پر قبول کیا؟ وہ کہتا ہے: قبول کیا۔ ظاہر ہے کہ اس کے معنی بلاشبہ یہی ہوتے ہیں کہ میں نے مکان دینا بھی قبول کیا، کھانا کپڑا بھی قبول کیا اور بھی تمام اخراجات بی بی کے قبول کیے اور یہ معنی اُسی قاعدہ کی بناء پر ہیں کہ "اَلشَّیْءُ اِذَا ثَبَتَ ثَبَتَ بِلَوَازِمِهٖ" شے جب ثابت ہوتی ہے تو اپنے لوازم کے ساتھ ثابت ہوتی ہے۔

اب فرض کیجئے کہ یہ شخص ناکح اس مذاق کا تھا کہ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے محض لفظی معنی کا قائل تھا نکاح کے چندروز بعد ماں باپ نے علیحدہ کر دیا کہ کماؤ کھاؤ جب علیحدہ ہوئے تو بی بی نے کہا کہ میاں گھی چاہئے، آٹا چاہئے دسوں قسم کے جھگڑے بتلا دیئے۔ اس نے سن کر کہا کہ نکاح میں یہ کب ٹھہرایا تھا کہ یہ بھی لاؤں گا اور وہ بھی لاؤں گا۔ اس کا تو ذکر تک بھی نہ ہوا تھا نہ اس کو میں نے قبول کیا تھا۔ غرض تکرار بڑھا سارا محلّہ جمع ہو گیا۔ میں ان صاحب سے پوچھتا ہوں کہ اگر آپ کے سامنے ایسے شخص کا مقدمہ پیش ہو اور آپ جج ہوں تو آپ کیا فیصلہ کریں گے۔ ظاہر ہے کہ آپ یہی فیصلہ کریں گے کہ یہ جملہ ضروریات اس کے ذمہ ہیں اور کسی عورت کو نکاح میں قبول کرنے کے معنی یہی ہیں کہ میں نے آٹا لانا بھی قبول کیا۔ کھانا، کپڑا دینا بھی قبول کیا۔ جملہ ضروریات قبول کیں۔ نکاح کے قبول کرنے میں یہ سب چیزیں بھی آ گئیں۔

بس اسی طرح لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے معنی سمجھ لو کہ جس نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا اقرار کیا تو اسی میں یہ سب اقرار بھی آ گئے کہ نماز بھی پڑھوں گا روزہ بھی رکھوں گا ...... =

Marfat.com

......= زکوٰۃ بھی دوں گا حج بھی کروں گا۔ تمام احکام کا اقرار اسی میں آ گیا۔ اب حدیث میں جو ہے دَخَلَ الْجَنَّۃَ کہ وہ شخص جنت میں داخل ہوگا تو یہ بالکل صحیح ہے اس پر اگر کوئی یوں شبہ کرے کہ اس حدیث میں یہ بھی تو ہے: ﴿ وَ اِنْ زَنٰی وَ اِنْ سَرَقَ ﴾ کہ جس نے لا الٰہ الا اللہ کہہ لیا تو وہ جنت میں داخل ہوگا اگرچہ زنا اور چوری کرے اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ لا الٰہ الا اللہ کہہ کر جو چاہے کرے۔ سمجھ لیجئے کہ مطلب اس کا یہ ہے کہ ان افعال پر اصرار نہ کرے۔ یعنی اگر گناہ بھی ہو جاوے تو توبہ کر لے کیونکہ توبہ بھی تو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہی کے اقرار میں داخل ہے بس توبہ کے بعد پھر پہلی حالت ہو جاوے گی اور یہ معنی نہیں کہ فقط لا الٰہ الا اللہ کہہ کر فارغ ہو گئے اور کچھ ذمہ ہی نہیں رہا۔ مگر بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ ایمان لا کر کسی چیز کو ضروری ہی نہیں سمجھتے بلکہ بعضے تو صرف مسلمان کے گھر پیدا ہونے کو ہی کافی سمجھتے ہیں اور بعض کو خود اس ایمان کی بھی خبر نہیں کہ کیا چیز ہے۔

دین سیکھنے سے آتا ہے:

صاحبو! اس بے خبری کا علاج سیکھنا ہے اور دین سیکھنے ہی سے حاصل ہوتا ہے۔ مگر افسوس آج کل ادنیٰ درجہ کی چیزیں تو سیکھی جاتی ہیں مگر دین نہیں سیکھا جاتا۔ اور یہ بھی سمجھ لیجئے کہ حتی الامکان دین کے سکھانے والے ایسے تجویز کئے جاویں جو خود بھی دین رکھتے ہوں، اپنے کو ان کے سپرد کرنا چاہئے دیکھئے مدارس دنیوی میں لوگ تعلیم کے متعلق سب باتیں استاد کے سپرد کرتے ہیں اور جس چیز کا جو کورس ہے اس میں اسی کو وکیل بناتے ہیں مگر اس قاعدہ پر عمل نہیں کرتے تو دین کے باب میں نہیں کرتے او رپورا دین سیکھنے ہی سے ایمان بھی پورا ہوتا ہے تھوڑے دین کے سیکھنے سے ایمان بھی پورا نہیں ہوتا کہ وہ محض لفظی ایمان ہوگا اور ایمان لفظی کیا کام دے سکتا ہے۔ مگر حضرت اس وقت وہ حالت ہے کہ: ((لَا یَبْقٰی مِنَ الدِّیْنِ اِلَّا اِسْمُہٗ)) ''دین ......=

Marfat.com

= ہے بجز اس کے نام کے کچھ باقی نہیں ہے۔'' ......

سو حق تعالیٰ نے اس آیت میں اَلْمُحْصَنَات کو مقدم کر کے اشارہ اس طرف کیا ہے کہ فقط ایمان پر قناعت کرنا بدوں عمل کے کافی نہیں ہے۔ اس کی ایسی مثال ہے کہ ایک شخص بغاوت کرتا ہو بم کے گولے چھوڑتا ہو' مگر گورنمنٹ کو بھی مانتا ہو۔ کیا خوشنودی سلطنت وامن وعافیت کے لیے محض یہ مان لینا بدوں اطاعت کے کافی ہو جاوے گا؟ سب جانتے ہیں کہ کافی نہیں ہو سکتا۔ تو حق تعالیٰ کی جناب میں بھی یہ مان لینا کیسے کافی ہو گا جب تک عمل نہ ہو۔ یہ نکتہ تھا اَلْمُحْصَنَات کے مقدم کرنے میں اَلْمُؤْمِنَات پر۔ غرض حق تعالیٰ ان دونوں کلموں میں قوت علمیہ وعملیہ دونوں کو بیان کر رہے ہیں یہ حاصل ہوا اس بیان کا۔

علم وعمل کی فہرست:

اب صرف اس کی ضرورت رہ گئی کہ اس علم اور عمل کی فہرست بیان کر دی جائے۔ پس سنئے کہ علم سے مراد علم دین ہے علم دنیا نہیں اور اس کے یہ معنی نہیں کہ علم دنیا کی ممانعت ہے جس چیز کی ضرورت واقعی ہو اس کو کتاب وسنت منع نہیں کرتی بلکہ اگر دین کی نیت سے سیکھتے تو وہ دنیا بھی دین ہی ہو جاتی ہے۔ البتہ وہ دین لغیرہ ہے اپنی ذات میں دین نہیں ہے۔ یہ اس وجہ سے عرض کر دیا کہ بعضی ذہین' بیبیاں سن کر بہت خوش ہوں گی کہ یہ تو بڑی اچھی بات بتلائی کہ دنیا بھی دین ہو جاتا ہے نیت سے بس وہ کفایت کر لیں گی کھانے پکانے پر اور خانہ داری کے کام پر اور سمجھ لیں گی کہ بس دین کا کام تو کر ہی لیا اب آگے کیا ضرورت رہی نماز وغیرہ کی۔ اس لیے میں نے کہا ہے کہ یہ چیزیں اپنی ذات میں دین نہیں ہیں۔ یہ اعمال نماز روزہ کے قائم مقام نہ ہوں گے۔

نماز روزہ اپنی ذات میں دین ہے:

بعض اسی کو بڑی عبادت سمجھتی ہیں کہ گھر کا کام کر لیا۔ شوہر کو آرام ......=

Marfat.com

پہنچا دیا' خانہ داری کا بندوبست کرلیا بس آ گے اور کچھ نہیں بہت سی ایسے مذاق کی بھی ہیں' خوب سمجھ لیجئے کہ نماز روزہ تو اپنی ذات میں دین ہے اور یہ چیزیں اپنی ذات میں دین نہیں بلکہ یہ ملحق بہ عبادت ہو جاتی ہیں قائمقام نہیں ہو سکتیں کجا وہ (نماز روزہ) کجا یہ (خانہ داری کا کاروبار) مگر ہاں دین ہے ایک خاص اعتبار سے۔ اب رہی یہ بات کہ وہ نیت کیا ہوگی جس سے یہ چیزیں عبادت ہوسکیں تو نیت یہ ہوگی کہ ہم شوہر کی خدمت کریں گی اس کو آرام پہنچائیں گی تو اس کا حق ادا ہوگا۔ بس اس نیت سے دنیا دین ہو جاوے گی۔ اسی طرح تعلیم دنیا بھی۔ اگر دین کی نیت سے ہوتو وہ بھی دین ہو جاتا ہے۔ مگر محض اس تعلیم پر کفایت نہ کرنا چاہئے۔ تم کو اصل ضرورت علم دین کی ہے۔ اب میں اس کی فہرست بھی بتلاتا ہوں۔

[ہم نے حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کی تحریروں سے فقط وہی اقتباسات لئے ہیں جن کا تعلق اس کتاب کے مواد سے کچھ نہ کچھ ہو تا کہ ربط بھی قائم رہے اور اصلاح النساء کا مقصود بھی حاصل ہو جائے۔] ...... [ع۔ر]

بعض اعمال عورتوں کے متعلق:

اب بعض اعمال خاص عورتوں کے متعلق عرض کرتا ہوں۔ ایک تو عورتوں میں نماز کی پابندی نہیں اور اگر یہی ترک رہے تو کھانا بھی ترک کر دو۔ مگر حالت یہ کہ نماز تو پانچ وقت کی قضاء ہو جاوے اس کی ذرا پروا نہیں مگر کھانا ایک وقت کا بھی ناغہ نہ ہو۔ ایک یہ کہ زکوٰۃ کی عادت نہیں۔ زیور کو عورتیں یوں سمجھتی ہیں کہ یہ تو برتنے کی چیز ہے اس میں زکوٰۃ کیا ہوتی۔

خوب سمجھ لو کہ ہمارے امام صاحب کے نزدیک زیور میں زکوٰۃ واجب ہے ایک یہ کہ عورتیں حج بھی نہیں کرتیں ان کو حج کا اہتمام کرنا چاہئے اور اب تو حج کے ذرائع بھی بہت آسان ہو گئے ہیں۔ حج نہ کرنے پر سخت وعید آئی ہے۔

......

Marfat.com

......= عورتوں میں خاوند کی نافرمانی کا خاص مرض:

ایک خاص مرض عورتوں میں یہ ہے کہ خاوندوں کی نافرمانی کرتی ہیں گو بعض مرد بھی ظلم کرتے ہیں مگر بعض عورتیں ایسی ہیں کہ باوجود مدارات کے پھر خاوندوں کو تنگ کرتی ہیں اور ہندوستان کی عورتوں کی خدمت کا انکار نہیں مگر اس کا حاصل یہ ہے کہ جسم کو راحت پہنچاتی ہیں اور روح کو تکلیف دیتی ہیں۔ صرف جسمانی خدمت بہت کرتی ہیں اس میں بے نظیر ہیں۔ اسی طرح عفیفہ بھی بہت ہیں۔ عفت کے خلاف تو شاید ان کو کبھی وسوسہ بھی نہ آتا ہوگا۔ مگر زبان ان کی ایسی ہے کہ جو جی میں آیا کہہ دیا کچھ روک ہی نہیں۔ اس سے خاوند کی روح کو بڑی تکلیف ہوتی ہے۔ اس کی اصلاح کا آسان طریقہ یہ ہے کہ زبان کو بند رکھیں۔ اس میں پہلے پہلے بے شک دشواری ہوگی مگر پھر عادت ہو کر اس سے نجات ہو جاوے گی۔ اصل علاج یہ ہے نہ وہ جو بعض عورتیں نمک پڑھواتی ہیں خاوند کے تابع بنانے کو آپ جو چاہیں کہہ لیں مگر وہ چپکا سنا کرے۔

اس پر ایک حکایت یاد آئی۔ کسی بزرگ کے پاس ایک عورت آئی اور کہا کہ ایسا تعویذ کر دیجئے کہ میرا خاوند مجھے کچھ نہ کہا کرے۔ انہوں نے پانی پر جھوٹ موٹ چھو کر کے دے دیا اور کہا کہ یہ پانی بوتل میں رکھ لینا۔ جس وقت خاوند آیا کرے اس میں سے تھوڑا پانی اپنے منہ میں لے کر بیٹھ جایا کرو اور وہ جب تک چلا نہ جائے منہ میں لیے رہا کرو۔ بس وہ پانی پانی ہو جاوے گا۔ اس نے ایسا ہی کیا کہ جہاں خاوند آیا ڈاٹ کھولی پانی منہ میں لے کر بیٹھ گئی۔ کچھ عرصہ کے بعد شوہر مہربان ہو گیا وہ عورت ان بزرگ کے پاس نذرانہ لائی اور کہا کہ حضرت اب تو وہ مجھے کچھ نہیں کہتا ان بزرگ نے ہنس کر فرمایا وہ تو ایک ترکیب تھی کہ جھاڑ پھونک نہ تھی۔ مجھ کو قرائن سے معلوم ہو گیا تھا کہ تو زبان دراز ہے اس وجہ سے خاوند سختی کرتا ہے۔ میں نے زبان روکنے کے لیے یہ ترکیب کی تھی۔ بس اب زبان درازی مت کرنا۔ باقی یہ روپیہ اور مٹھائی ......=

Marfat.com

=...... میں نہیں لیتا۔ واقعی زبان بڑی آفت کی چیز ہے۔

پردہ میں کمی کا مرض:

ایک یہ کہ عورتوں کو پردہ کا لحاظ نہیں ہوتا۔ اکثر گھروں میں دور دور کے رشتہ داروں کے سامنے آئیں گی اور پھر تعریف یہ ہے کہ یہی عورتیں اپنے کو پردہ دار اور باہر پھرنے والی عورتوں کو بے پردہ کہتی ہیں حالانکہ پردہ دار وہ ہے کہ جس جس سے شرع میں پردہ ہے ان سے پردہ کرے پردہ کے ساتھ قرآن کی تعلیم ہے عورتوں کو کہ مرد کے ساتھ نرم لہجہ میں گفتگو بھی مت کرو۔ واقعی قرآن میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جذبات کی پوری رعایت ہے۔ نرم لہجہ سے اجنبی شخص کا ضرور میلان ہوتا ہے کیسی عجیب سچی بات ہے اور سخت لہجہ سے اجنبی مرد کو نفرت ہوتی ہے اس طرح سے آواز کا بھی پردہ ہے۔ عورتوں کو ایک اس امر کا بھی لحاظ چاہئے کہ کپڑا شریعت کے موافق ہو بڑا اچھوٹا نہ ہو اس میں بدن نہ جھلکتا ہو۔

گھر کا کام کاج:

یہ ضروری اعمال تھے جو میں نے بیان کئے یہ تعلیمات تو سب کے لیے ہیں اور بعض خاص عورتوں کے لیے کہ وہ گھر کا کام نہیں کرتیں۔ گھر کی نگرانی نہیں کرتیں۔ حدیث میں ہے کہ عورتیں حاکم ہیں گھر میں۔ گھر کے انتظام کے متعلق ان سے پوچھا جاوے گا۔ نگرانی نہ کرنے سے گھر میں چوری ہوتی ہے۔ اس کا بہت خیال چاہئے۔ گھر کا کام کرنا چاہئے۔ دوسروں پر نہ چھوڑنا چاہئے۔

غیبت کا مرض:

ایک امر اعمال میں سے اور یاد آ گیا وہ یہ کہ عورتیں غیبت بہت کرتی ہیں۔ خود بھی حکایت شکایت کرتی ہیں اوروں سے بھی سنتی ہیں اور اس کی جستجو میں رہتی ......=

Marfat.com

=...... ہیں۔ کوئی باہر سے آئی اور پوچھنا شروع کیا کہ فلاں کی فلانی مجھ کو کیا کہتی تھی گویا منتظر ہی تھیں۔ آنے والی نے کچھ کہہ دیا کہ یوں یوں کہتی تھی۔ بس پھر تو پل باندھ لیا۔ خوب سمجھ لو کہ اس غیبت سے نا اتفاقی ہو جاتی ہے۔ آپس میں عداوت قائم ہو جاتی ہے۔ علاوہ اس کے غیبت کرنا اور اس کا سننا خود بڑا گناہ بھی ہے۔ کلام اللہ میں اس کی بڑی مذمت آئی ہے۔

عورتوں میں ایک اور مرض مَردوں کے ساتھ مشابہت:

عورتوں میں ایک اور بھی مرض ہے مجھ کو یہاں کی خبر نہیں۔ مگر اپنے قصبہ کی حالت عرض کرتا ہوں بعضی عورتیں کھڑے جوتے پہنتی ہیں۔ حدیث میں اس امر پر لعنت آئی ہے کہ عورتیں مردوں کی وضع اختیار کریں۔ آج کل بہت جگہ عورتوں کو فیشن کا بہت اہتمام ہو گیا ہے۔ دوسری قوموں کی وضع بناتی ہیں۔ سایا پہننے لگی ہیں کانپور میں دیکھا بعض عورتیں اچکن پہنتی ہیں۔ یہ آفت اب نازل ہوئی ہے اور بعض جگہ عورتیں خود ایسا نہیں کرتیں مگر بعض مردان عورتوں کو اس پر مجبور کرتے ہیں مگر یہ سمجھ لیجئے کہ لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِيْ مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ کہ اللہ کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت نہیں۔ پس عورتوں کو چاہئے کہ مردوں کے کہنے سے ایسا لباس ہرگز نہ پہنیں کہ اس میں تشبہ ہے مردوں کے ساتھ۔

ایک قوم کو دوسری قوم کے ساتھ مشابہت کی مخالفت:

آج کل لوگوں کو اس مسئلہ میں بھی شبہ ہے غیر قوم کی وضع اختیار کرنے کے متعلق کہتے ہیں کیا اس سے ایمان جاتا رہتا ہے۔ اس باب میں دو مثالیں عرض کرتا ہوں۔ اس وقت سلاطین میں جنگ ہو رہی ہے۔ اگر کوئی شخص جو برطانیہ کی فوج میں ہو وہ جرمنی سپاہی کی وردی پہن لے اور منصبی خدمت میں کوئی کوتاہی نہ کرے تو کیا اس کا یہ فعل موجب ناخوشی افسران نہ ہوگا۔

Marfat.com

.....= دوسری مثال لیجئے کیا کوئی مرد زنانہ کپڑے پہننا اپنے لیے تجویز کر سکتا ہے ذرا زنانہ کپڑے اور پازیب اور جوشن وغیرہ پہن کر جلسۂ عام میں بیٹھ تو جاویں۔ زنانی وضع میں سوائے تشبہ کے اور کیا عیب ہے۔ افسوس ایک مسلمان تو دوسرے مسلمان کی وضع اختیار نہ کرے کیونکہ اس مثال میں فرق اگر ہے تو صرف مرد اور عورت کا ہے۔ اسلام تو مشترک ہے اور مسلمان ہو کر غیر مسلمان کی وضع اختیار کرے۔ بعضے لوگ کہتے ہیں کہ بضرورت پہنتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اگر ان کی ضرورت تسلیم بھی کر لی جاوے تو کیا ہر وقت ہی ضرورت رہتی ہے۔ یہ سب حیلے ہیں میں اس کا اصلی گر بتلا دوں۔ صرف بات یہ ہے کہ یہ ایسی قوم کی وضع ہے جو رعب و ادب والی قوم ہے اس کو محض اس لیے اختیار کرتے ہیں کہ ہمارا بھی رعب پڑے اہل ہیبت کی وضع بناتے ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ کون سا کام اٹکا ہوا ہے۔ اس ہیبت پر اس کا منشا محض کبر ہے۔ بس اپنے بڑے بنانے کی کوشش کرتے ہیں اور یہ بڑا بننا قانون الٰہی میں بڑا جرم ہے۔ گو تعزیرات ہند میں نہ ملے گا مگر تعزیرات شرع میں ملے گا۔ حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جس کے قلب میں رائی کے دانہ کے برابر بھی کبر ہوگا جنت میں نہیں جا سکتا جو جنت کو نہ مانے وہ تو مخاطب ہی نہیں مگر جو جنت کو مانتا ہے وہ سمجھ لے کہ اس پر کیسی وعید ہے۔ جنت جیسی چیز کا ہاتھ سے جاتا رہنا کیا چھوٹی بات ہے۔ حدیث کے علاوہ قرآن شریف ہی لیجئے۔ حق تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُسْتَکْبِرِیْنَ ﴾

''اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں سے محبت نہیں رکھتے۔''

اور لیجئے شیطان محض سجدہ نہ کرنے سے اس درجہ کا راندۂ درگاہ نہیں ہوا بلکہ سبب اس کا یہی کبر تھا۔ چنانچہ قرآن شریف میں ہے وَاسْتَکْبَرَ (اپنے آپ کو بڑا سمجھا) غرض اپنے کو بڑا سمجھنا یہ جرم ہے اور یہ جو غلو پیدا ہو گیا ہے فیشن وغیرہ میں ......=

......= منشاء اس کا یہی کبر ہے۔ یہ عورتوں کے اعمال کی ضروری فہرست تھی۔

عورتوں میں رسوم کی پابندی:

ایک مرض ان میں اور بھی ہے جو مفسدہ میں سب سے بڑھ کر ہے۔ وہ یہ کہ عورتیں رسوم کی سخت پابند ہیں اور تعجب یہ ہے کہ اکثر مرد بھی ان کے تابع ہو جاتے ہیں اور بعض مرد جو اس میں مخالفت کرتے ہیں وہ دو قسم کے ہیں ایک تو اہل دین جو دین کی حیثیت سے ان کا خلاف کرتے ہیں۔ دوسرے انگریزی تعلیم یافتہ جو کہ دینی حیثیت سے ان کی مخالفت نہیں کرتے ہیں۔ ہاں عقل کے خلاف سمجھتے ہیں۔ سو پہلے لوگ قابل قدر ہیں۔ باقی دوسروں کی مخالفت ایسی ہے کہ: فَرَّ مِنَ الْمَطْرِ وَ وَقَفَ تَحْتَ الْمِيْزَابِ یعنی بارش سے بھاگ کر پرنالہ کے نیچے کھڑے ہو گئے۔ وجہ یہ کہ عورتیں تو رسوم میں دو تین ہی بار عمر بھر میں صرف کرتی ہوں گی اس پر ان کو ملامت کی جاتی ہے کہ ہائیں فضول خرچی کرتی ہو اور خود رات دن اس سے بڑھ کر فضول میں مبتلا ہے۔ کہیں فوٹو گراف آ رہا ہے کہیں ہارمونیم ہے کہیں ولایتی فضول چیزوں سے کمرہ سجایا جا رہا ہے۔ چھ چھ جوڑے جوتے رکھے ہیں۔ فیشن کے کپڑے قیمتی قیمتی سلوائے جا رہے ہیں۔ آٹھ روپیہ کا کپڑا اور سولہ روپے سلائی۔ بعض کے کپڑے لندن دھلنے اور سلنے جاتے ہیں۔ یہ لوگ رات دن اس قصہ میں مشغول ہیں۔ خود کی تو یہ حالت اور عورتوں کو فضول خرچ بتاتے ہیں۔

پس یہ حضرات جو عورتوں کو رسوم سے روکتے ہیں تو صرف اس لیے کہ دو طرفہ خرچ نہ ہو۔ یہ روکنا قابل قدر نہیں ہاں دین کے سبب سے ہو وہ البتہ مطلوب ہے جس میں روکنے والا اپنے نفس کو بھی شریک رکھتا ہے۔ یعنی وہ بھی اس اصل کا عامل ہے۔ بعضے طعن و تشنیع کے خوف سے رسوم پر عمل کرتے ہیں مگر جس میں احکام کی تعمیل کا مادہ ہوگا وہ رسوم کے ترک کرنے میں کسی کے طعن و تشنیع کا خیال بھی ......=

Marfat.com

...... = نہ کرے گا اور گو یہ ہمت مسلمان سے کچھ بعید نہیں لیکن آج کل بوجہ مخالفت عامہ کے قابل تعریف ہے۔ ایسا شخص آج کل ولی اور خدا کا مقبول ہے۔ ایک زندہ نظیر اس کی آپ کے پیش نظر ہے۔ میرے دوست تحصیلدار میاں عبدالحمید صاحب ہیں ان کو اپنی دختر کی تقریب کرنا تھی۔ ماشاء اللہ انہوں نے نہایت تدین وخلوص سے کام لیا کیونکہ بعض رسوم تو شرک و بدعت ہیں۔

سو یہ تو اکثر لوگوں میں سے جاتی رہیں۔ انگریزی تعلیم بھی ان کی مانع ہے اور دینی تعلیم بھی مگر ایک دوسرے قسم کی رسوم ہیں جو تفاخر کے لیے کی جاتی ہیں یہ متروک نہیں ہوئیں ان کے کرنے والے بعضے کہہ دیتے ہیں کہ ہم نے ٹونے ٹوٹکے کچھ نہیں کیے پھر ہم نے تقریب میں کون سی رسم کی۔ سو سمجھ لیجئے کہ جو یہ رسوم تفاخر کے لیے کی جاتی ہیں وہ بھی گناہ ہیں۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کے کھانے سے منع فرماتے ہیں جو تفاخر کے لیے کھلائے۔

بس جو رسم تفاخر کے لیے کی جائے گی وہ منع کیوں نہ ہوگی تو تحصیلدار صاحب نے یہ ہمت کی کہ ان رسموں کو بھی چھوڑا اور کسی کی کچھ پرواہ نہ کی اور کمال یہ کیا کہ اتفاق سے میرے پاس تشریف لائے اور مجھ کو نکاح پڑھنے کے لیے وطن لے جانا چاہا۔ میں نے کچھ عذر کیا تو انہوں نے سفر ہی میں اس کام کو تجویز کیا اور یہ تجویز ہوگئی کہ اسی جلسہ میں عقد کر دیا جائے۔ اس میں دو مصلحتیں ہوگئیں ایک تو اس سنت سے اس گھر میں بھی برکت ہوگی۔ دوسرے یہ بھی معلوم ہو جاوے گا کہ نکاح یوں بھی ہو جاتا ہے۔

نکاح میں سادگی کا اہتمام:

اور حدیث سے تو یہی ثابت ہے کہ نکاح نہایت سادی چیز ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ہوا تھا تو حضرت علیؓ مجلس میں موجود بھی نہ تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھ کر یوں فرمایا تھا کہ: ...... =

=...... ((اِنْ رَضِیَ عَلِیٌّ بِذٰلِكَ)) یعنی اگر علی اس نکاح کو منظور کریں۔ جب حضرت علی کو خبر ہوئی تو انہوں نے فرمایا میں نے قبول کیا۔ کیسا سادہ نکاح تھا کہ جہاں دولہا بھی موجود نہ تھے۔ بعضے اس سادگی کی وجہ میں یہ کہہ دیتے ہیں کہ آپؐ کے پاس تھا ہی کیا فقر و فاقہ کی حالت تھی۔

تو خوب سمجھ لیجئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کمی کس بات کی تھی' جہاں جبرئیل علیہ السلام دربانی کریں اگر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) چاہتے تو ملائکہ آتے' جنت سے جوڑے جہیز میں لاتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کیا پوچھتے ہو۔ اولیاء اللہ عجب عجب شان کے ہوئے ہیں کہ ان کی مرادیں مسترد نہیں ہوتیں۔ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم خواہش کرتے اور وہ مسترد ہوتی؟ حاشا وکلا۔ پھر رشتہ ہوا تو کس طرح کہ نہ نائی نہ ڈوم نہ رسم نہ نشانی صرف زبانی درخواست زبانی منظوری۔ پہلے شیخینؓ نے اپنے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فاطمہؓ کے نکاح کی بابت عرض کیا تھا کہ یہ شرف ہم کو حاصل ہو۔ آپ نے فرمایا کہ فاطمہؓ کی عمر کم ہے تم سے مناسب نہیں ہے۔ پھر شیخینؓ نے حضرت علیؓ کو رائے دی کہ تم اپنے لیے عرض کرو۔ حضرت علیؓ شرماتے تھے' ہمت دلا کر بھیجا کہ جاؤ۔ اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ حضرات شیخینؓ اور حضرت علیؓ میں کیسا اتحاد تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر شرم غالب آئی چپکے بیٹھ گئے۔ اسی وقت وحی آئی۔ آپ نے فرمایا کہ مجھ کو خدا تعالیٰ نے حکم کیا ہے کہ میں فاطمہؓ کا نکاح تم سے کر دوں۔ یہ تو رشتہ تھا پھر نکاح ہوا تو کس طرح کہ نکاح کے وقت آپ نے ایک صحابی سے فرما دیا کہ جو کوئی مل جاوے اسے بلا لو پہلے سے کوئی اہتمام نہ کیا۔ نکاح کے بعد امّ یمن سے فرما دیا کہ حضرت فاطمہؓ کو پہنچا دو وہ برقعہ چادر پہنا کا ہاتھ پکڑ کر جا کر پہنچا آئیں۔ اگلے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر تشریف لائے فاطمہ دلہن تھیں۔ ان ہی سے کہا کہ برتن میں پانی لاؤ۔ یہ دلہن ہے کہ شوہر ......=

Marfat.com

=...... کے سامنے پھر رہی ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے پانی کے ان کے منہ اور ہاتھ پر اور پشت پر چھڑکا۔ پھر اسی طرح حضرت علیؓ کے ساتھ کیا۔ غرض آپ ﷺ نے دکھا دیا نمونہ امت کو کہ کیا کیا کرو۔

غمی کی رسمیں:

اسی طرح غمی میں بھی کچھ نہیں کیا صرف ایصال ثواب کر دیتے تھے۔ سعدؓ کی ماں مر گئیں تھیں انہوں نے کنواں بنوا کر کہہ دیا۔ ھٰذَا لِاُمِّ سَعْدٍ کہ اس کا ثواب سعدؓ کی ماں کے لیے ہے۔ نہ فاتحہ دلائی نہ کچھ کیا۔ اب تو مٹھائی کے دونے لیے نیاز دلوانے کو پھرتے ہیں جب تک خاص سورتیں پڑھ کر فاتحہ نہ دی جائے ثواب ہی نہیں ہوتا۔ اور مصلح کو کہتے ہیں کہ یہ منکر ہے ثواب کا۔ میں کہتا ہوں کہ اگر ایک شخص بے وضو اور قبلہ کو چھوڑ کر نماز کے لیے کھڑا ہوا اور کوئی اس کو منع کرے تو کیا وہ نماز کا منکر سمجھا جاوے گا۔ اسی طرح اس شخص کو جو قیود مروجہ کے ساتھ فاتحہ مروجہ یا میلاد مروجہ کو روکے تو کہتے ہیں کہ یہ ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر ہے۔ ہم کہیں گے کہ جس طرح وہ نماز کا انکار نہیں یہ ذکر کا انکار نہیں۔ ہاں تمہارے اس بے ڈھنگے پن سے دونوں جگہ روکتے ہیں۔ لوگوں نے اپنی طرف سے اختراعات کر لیے ہیں۔ ان لوگوں کو بالکل ایک نئی شریعت ہوگئی ہے۔ ایک نیا مذہب ہو گیا ہے۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر تعلیم کے مقابلہ میں لوگوں نے ایک ایک رائے تجویز کر رکھی ہے۔ ہر امر میں مقابلہ کیا گیا ہے۔ شادی میں غمی میں، بیع میں، شراء میں، ہمارا یہ اسلام و ایمان ہے کہ شادی غمی میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا اتباع کرنا چاہیے اور عورتوں کو زیادہ خصوصیت کے ساتھ خطاب کرتا ہوں۔

آیت کے تفسیری نکات:

مقصود بیان تو سب ہو گیا اب یہاں دو باتیں بطور نکتہ کے بیان کرنا ......=

Marfat.com

......= باقی رہ گئیں۔ ایک تو یہ کہ یہاں تین صفتیں بیان ہوئیں: اَلْمُحْصَنٰتِ، اَلْغَافِلَات، اَلْمُؤْمِنَات۔ دو صفت میں تو صیغہ اسم فاعل کا لائے یعنی: اَلْغَافِلَات۔ اَلْمُؤْمِنَات مگر المحصنات صیغہ اسم مفعول کا لایا گا۔ محصنات صیغہ اسم مفعول کا ارشاد فرمایا گیا۔ بات یہ ہے کہ اس طرح لانے سے ہمیں ایک سبق بھی یاد ہے جس کی ضرورت چودہویں صدی میں آ کر واقع ہوئی وہ یہ کہ اس میں مردوں کو پردہ کی تاکید کی گئی ہے۔ کیونکہ المحصنات کے معنی ہیں پارسا رکھی ہوئی عورتیں یعنی مردان کو پارسا رکھیں ان کے ذمہ ہے پارسا رکھنا۔

[حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کی تحریروں کو ضبط تحریر میں لانا شروع کیا تو یقین کیجئے کہ ایسے ایسے نصائح موجود ہیں کہ پڑھنے والوں کو اندازہ ہو ہی جائے گا اور میرا مقصود بھی یہاں فقط یہی ہے کہ عورتوں میں میں جو رسم و رواج اور خرافات شادی بیاہ کے موقع پر رواج پا چکی ہیں اُن کا سدباب کیا جائے اور وہ مقصود ان اقتباسات سے الحمد حاصل ہو چکا ہے اسی واسطے اپنے بیان کو اس نصیحت پر ختم کرتا ہوں۔

دُنیا کی عورت

ایک حدیث میں ہے کہ دنیا کی عورتیں جو جنت میں جائیں گی تو انہیں ان کے اعمال کے سبب حورعین پر فضیلت حاصل ہوگی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّا اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا عُرُبًا اَتْرَابًا لِّاَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ﴾

[واقعہ: ۳۵، ۳۸]

''ہم نے ان عورتوں کو خاص طور پر بنایا ہے یعنی ہم نے ان کو ایسا بنایا ہے کہ وہ کنواریاں ہیں محبوبہ ہیں ہم عمر ہیں۔ یہ سب چیزیں اصحاب الیمین یعنی داہنے ہاتھ والوں کے لیے ہیں۔'' [ع۔ر]

Marfat.com

چوتھی حدیث:

جب عورت اپنے خاوند کو دنیا میں تکلیف دیتی ہے تو اس کی حور العین بیوی کہتی ہے اللہ کی لعنت ہو تجھ پر تو اسے تکلیف نہ دے وہ تو تیرے پاس مہمان ہے اندیشہ ہے وہ تجھے چھوڑ کر ہماری طرف نہ آ جائے۔ [ترمذی ۲/۲۰۸، ابن ماجہ ۱/۶۲۱]

الخامس: عن حصين بن مُحصِن قال: حدثتني عمتي قالت: ((أتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم فى بعض الحاجة، فقال: أى هذه! أذات بعل؟ قلت: نعم، قال: كيف أنت له؟ قالت: ما آلوه؛ إلا ما عجزت عنه، قال: [فانظرى] أين أنت منه؟ فإنما هو جنتك ونارك)).

پانچویں حدیث:

حصین بن محصن سے مروی ہے میری پھوپھو نے مجھے بتایا کہ وہ کسی کام سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا وہ کیسی ہے کیا شادی شدہ ہے؟ میں نے کہا جی ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تیرا اس کے ساتھ (خاوند) رویہ کیسا ہے تو انہوں نے کہا کہ میں اس کی اطاعت وخدمت میں کوتاہی نہیں کرتی ہاں جب میں عاجز آ جاؤں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (عذر کرو) تمہارا اس سے کیا تعلق ہے وہ تمہارے لیے جنت بھی ہے جہنم بھی۔

[نسائی، احمد ٤/٣٤١، حاكم ٢/١٨٩، ابن ابی شیبه ١/٤/٧]

السادس: ((إذا صلت المرأة خمسها، وحصَّنت فرجها، وأطاعت بعلها، دخلت من أى أبواب الجنة شاء ت)).

Marfat.com

چھٹی حدیث:

جب عورت نماز پنجگانہ ادا کرے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے اور اپنے خاوند کی اطاعت کرے تو پھر اسے اختیار ہے کہ وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو۔

[طبرانی ۲/۱٦۹، احمد ۱٦٦۱]

Marfat.com

عورت پر اپنے خاوند کی خدمت کرنا واجب ہے

ابھی جو کچھ احادیث گذری ہیں وہ اپنے ظاہر کے اعتبار سے اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ عورت سے جس قدر ہو سکے وہ اپنے خاوند کی اطاعت کرے اور خدمت کرے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کے ذیل میں جو سب سے پہلی چیز ہے وہ گھریلو کام کاج اور اولاد کی تربیت وغیرہ ہے۔

علماء کا اس بارے میں اختلاف ہے شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاویٰ (۲/۲۳۴، ۲۳۵) میں فرماتے ہیں۔

علماء کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ کیا عورت پر گھر کے سامان، بستروں، کی تیاری اور کھانے پینے کی اشیاء کی تیاری کی خدمت اور خاوند کے ملازموں اور چوپاؤں وغیرہ کے لیے کھانا وغیرہ تیار کرنا بھی لازم ہے۔

کچھ تو یہ کہتے ہیں:

کہ خدمت لازم نہیں اور یہ قول ضعیف ہے جس طرح یہ قول ضعیف ہے کہ عورت پر معاشرت اور مباشرت واجب نہیں کیونکہ اس کی معاشرت اسی قدر نہیں کہ وہ اس کے ساتھ اچھا سلوک کرے بلکہ وہ تو اس کی ہم سفر ہے اور ہم مسکن ہے اگر اس کے مصالح کا خیال نہ رکھے گی تو اسے حسن معاشرت نہیں کہا جائے گا جب کہ ایک قول یہ ہے اور یہی صحیح ہے کہ عورت پر خدمت واجب ہے کیونکہ قرآن کریم میں خاوند کو عورت کا سردار بتایا گیا ہے اور حدیث میں اسے مرد کی تابعدار بتایا گیا ہے اور یہ عام سی بات ہے کہ غلام پر اور تابعدار پر خدمت کرنا لازم ہے۔

پھر انہی لوگوں میں سے کچھ کا کہنا ہے کہ عورت پر تھوڑی سی خدمت لازم ہے اور کچھ کا کہنا ہے کہ اس پر معروف خدمت لازم ہے اور یہی قول ٹھیک ہے۔

Marfat.com

پس عورت پر لازم ہے کہ وہ خاوند کی خدمت کرے جو عام طور پر سیر کی جاتی ہے اور حالات کے مختلف ہونے سے اس کی صورت بھی بدل جائے گی شہر کی عورت کی خدمت دیہاتی عورت کی خدمت کی طرح نہیں ہوگی اور طاقت ور عورت کی خدمت کمزور نا تواں عورت کی خدمت کی طرح نہیں ہوگی۔

مصنف فرماتے ہین کہ یہی بات حق ہے کہ عورت پر گھریلو خدمت لازم ہے اور یہی امام مالک کا قول ہے جیسا کہ فتح الباری (۹/ ۴۱۸) میں ہے اور یہی قول ابو بکر بن ابی شیبہ اور حنابلہ میں سے جوزجانی کا ہے جیسا کہ اختیارات (صفحہ ۱۴۵) میں ہے اور سلف اور خلف کی جماعت کا بھی یہی مذہب ہے جیسا کہ زاد المعاد (۴/ ۴۶) میں ہے اور جن لوگوں نے یہ کہا کہ واجب نہیں ہے مجھے ان کی کوئی پائیدار دلیل نہیں ملی۔

اور بعض کا کہنا کہ ''عقد نکاح استمتاع کا تو تقاضا کرتا ہے خدمت لینے کا نہیں۔'' مردود ہے کیونکہ عورت بھی اپنے خاوند سے لذت حاصل کرتی ہے اور اس بات میں وہ دونوں برابر ہیں اور یہ بات بھی معلوم ہے کہ اللہ نے خاوند پر بیوی کے حق میں ایک اور چیز بھی لازم کی ہے اور وہ اس کا نان نفقہ، لباس اور رہائش ہے تو انصاف اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اس کے مقابلے میں بیوی پر بھی کچھ لازم ہونا چاہئے اور وہ چیز خدمت ہے خصوصاً یہ کہ خاوند عورت کا کفیل ہے جیسا کہ قرآن کریم کی نص گذر چکی اور اگر عورت خاوند کی خدمت نہ کرے تو خاوند کو مجبوراً گھر میں بیوی کی خدمت کرنی پڑے گی اور یوں بیوی خاوند کی دیکھ بھال کرنے والی بن جائے گی اور یہ بات قرآنی آیت کے مخالف ہے تو معلوم ہو گیا کہ عورت پر خدمت کرنا لازم ہے اور یہی مراد ہے۔

((أتت النبی صلی اللہ علیہ وسلم تشکوا إلیہ ما تلقی فی یدھا من الرحی، ویَلَغَھا أنہ جاء ہ رقیق، فلم تصادفہ، فذکرت ذلك لعائشة، فلما جاء، أیخبرتہ عائشة، قال علی رضی اللہ عنہ: فجاء نا و قد أخذنا مضاجعنا، فذھبنا نقوم،

Marfat.com

فقال: على مكانكما، فجاء، فقعد بيني وبينها حتى وجدت برد قدميه على بطني، فقال: ألا أدلكما على خير مما سألتما؟ إذا أخذتما مضاجعكما، أو أويتما إلى فراشكما، فسبحا ثلاثاً وثلاثين، واحمدا ثلاثاً وثلاثين، وكبرا أربعاً وثلاثين، فهو خير لكما من خادم [قال علي: فما تركتها بعد، قيل: ولا ليلة صفين؟ قال: ولا ليلة صفين!]))

قالت السيدة عائشة رضي الله عنها:

((كان صلى الله عليه وسلم يكون في مهنة أهله، يعني خدمة أهله، فإذا حضرت الصلاة خرج إلى الصلاة))

نیز یہ کہ اگر مرد کو خدمت پر مامور کر دیا جائے تو اس سے دو متضاد چیزیں لازم آتی ہیں۔ ایک یہ کہ خدمت کی وجہ سے مرد کی توجہ رزق اور دیگر مصالح سے ہٹ جائے گی اور عورت پر اس کام سے ہٹ کر گھر میں بیکار بیٹھی رہے گی کہ جس کا کرنا اس پر لازم تھا۔ شریعت میں اس بات کا فساد پوشیدہ نہیں وہ شریعت کہ جس میں زوجین کو حقوق میں برابر قرار دیا گیا ہے بلکہ مرد کو عورت پر ایک درجہ فضیلت دی ہے۔ اسی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شکایت کو دور نہ کیا۔ جب وہ حضور کے پاس چکی پیسنے کی وجہ سے ہاتھوں میں پڑ جانے والے نشانوں کا شکوہ کرتی ہوئی آئیں اور انہیں یہ بات پہنچی تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک غلام آیا ہے۔ پس حضور سے ملاقات نہ ہوئی اس کا تذکرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے کیا، جب حضور تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے اور ہم لیٹ چکے تھے، ہم اُٹھ کر بیٹھ گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی جگہ رہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف

لائے اور میرے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے درمیان بیٹھ گئے اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں کی ٹھنڈک اپنے پیٹ پر محسوس کر رہا تھا۔ فرمایا کیا میں تمہیں اس سے زیادہ بھلائی کی بات نہ بتاؤں جو تم نے مجھ سے مانگی ہے؟ جب تم دونوں بستروں پر لیٹ جاؤ تو ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ کہو، ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر۔ یہ تمہارے لیے خادم سے بہتر ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے اس معمول کو کبھی نہ چھوڑا۔ کسی نے پوچھا کہ کیا جنگ صفین کی رات بھی؟ فرمایا: ہاں صفین کی رات بھی۔

[رواه البخاری (۹/٤١٧، ٤١٨)]

آپ دیکھ رہے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ نہیں کہا کہ ان پر خدمت لازم نہیں اور یہ کہ خدمت تم پر لازم ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ میں کسی کی طرف داری نہیں کی جیسا کہ ابن قیم فرماتے ہیں جو مزید تفصیل چاہتا ہے اور ابن قیم کی کتاب زاد المعاد (۴/۴۶-۴۵) کا مطالعہ کرے۔

یہ گذشتہ باتیں جو کہ اس بارے میں ہیں کہ عورت پر خاوند کی خدمت لازم ہے اس بات کی نفی نہیں کرتی کہ مرد کا اس کے ساتھ ہاتھ بٹانا مستحب ہے جب اسے موقع میسر آئے بلکہ یہ تو زوجین کے درمیان حسن معاشرت کی علامت ہے اسی وجہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم گھر والوں کی خدمت میں مصروف تھے تو نماز کا وقت آ گیا تو نماز کے لیے تشریف لے گئے۔ [بخاری ۲/١٢٩، ۹/٤١٨، ترمذی ۳/٣١٤]

شمائل میں یہ روایت ایک اور طریق سے مروی ہے (۲/۱۸۵) حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایک بشر تھے اپنا سر خود بھی دیکھ لیتے بکری کا دودھ دھو لیتے اور اپنے کام کاج خود بھی کرتے تھے۔

وهذا آخر ما وفقنا الله تبارك و تعالى لذكره من آداب الزفاف فى هذه الرسالة وسبحانك اللّٰهم وبحمدك، اشهد ان لا اله الا انت استغفرك واتوب اليك.

Marfat.com

حرفِ آخر

''یہاں پر لب لباب کے طور پر بندہ کچھ درج کیے دیتا ہے اور یہاں بھی جیسا کہ پہلے بھی عرض کر دیا تھا کہ مقصد فقط یہی ہے کہ مولانا چونکہ عجلت کی وجہ سے چند موضوعات کو احاطہ تحریر میں نہیں لا سکے ان کی بابت بھی کچھ تحریر کر دیا جائے۔'' [ع۔ر]

شیاطین کی حاضری اور اُن کے وساوس سے اللہ کی پناہ مانگنا:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شیطان کو سب سے زیادہ خوشی میاں بیوی کے درمیان اختلاف پیدا کر کے ہوتی ہے۔

اسی وجہ سے میں نے کتاب کے اختتام پر ان چند صفحات کو لکھنے کی ضرورت محسوس کی تا کہ زوجین کے درمیان پہلی ہی رات سے ایسی ہم آہنگی پیدا ہو جائے جس کا ایک مسلمان معاشرہ متقاضی ہے۔ ان شاء اللہ۔

سورۃ المومنون میں ارشادِ ربانی:

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿وَ قُلْ رَّبِّ اَعُوْذُبِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ وَ اَعُوْذُبِكَ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ﴾

''اور آپ یوں دعا کیا کیجئے کہ اے میرے رب! میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں شیطان کے وسوسوں سے اور اے میرے رب! میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ شیطان میرے پاس آئے۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ شانہ نے شیاطین کے وسوسوں سے پناہ مانگنے کا حکم دیا ہے اور یوں بھی فرمایا کہ اس بات سے بھی اللہ کی پناہ مانگو کہ شیطان میرے پاس آئیں۔

Marfat.com

اس سے معلوم ہوا کہ شیاطین کے وساوس آنے سے پہلے بھی ان کے وسوسوں سے بچے رہنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی پناہ لیتے رہنا چاہیے۔ ضروری نہیں کہ پناہ وسوسے آنے پر مانگی جائے۔

﴿رَبِّ اَعُوْذُبِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيٰطِيْنِ وَ اَعُوْذُبِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ۔﴾

ایک مستقل دُعا ہے اسے پڑھتے رہنا چاہیے۔

سورۃ الاعراف میں ارشادِ ربانی:

﴿وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَاهُمْ مُّبْصِرُوْنَ۔ وَ اِخْوَانُهُمْ يَمُدُّوْنَهُمْ فِي الْغَيِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُوْنَ۔﴾

''اور اگر آپ کو کوئی وسوسہ شیطان کی طرف سے آنے لگے تو اللہ کی پناہ مانگ لیا کیجئے۔ بلاشبہ وہ خوب سننے والا' خوب جاننے والا ہے۔ یقیناً جو لوگ خدا ترس ہیں۔ جب ان کو شیطان کی طرف سے کوئی خطرہ آتا ہے تو وہ یادِ الٰہی میں لگ جاتے ہیں۔ سو یکا یک ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں اور جو لوگ شیاطین کے تابع ہیں وہ ان کو گمراہی میں کھینچتے چلے جاتے ہیں۔ پس وہ باز نہیں آتے۔''

یہ تین آیات ہیں۔ ان میں سے پہلی آیت میں یہ حکم فرمایا ہے کہ اگر شیاطین کی طرف سے آپ کو کوئی وسوسہ آنے لگے تو اللہ کی پناہ مانگ لیں۔ یعنی

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

پڑھ لیں۔ یہ ہر وسوسہ کا علاج ہے جو شیطان کی طرف سے ہو۔ غصہ بھی اسی میں شامل ہے۔ آئندہ دوسرے باب میں معلوم ہوگا کہ غصہ آئے یا ایمانیات میں کوئی وسوسہ آئے تو ''اَعُوْذُ

Marfat.com

بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ" پڑھ لیا کریں۔

دوسری آیت میں فرمایا کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں جب انہیں شیطان کی طرف سے کوئی خطرہ محسوس ہونے لگتا ہے تو فوراً اللہ تعالیٰ کی یاد میں لگ جاتے ہیں۔ ایسا کرنے سے ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں اور صحیح صورتِ حال منکشف ہو جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے وہ شیطانی وسوسہ اور خطرہ سے محفوظ ہو جاتے ہیں' اللہ تعالیٰ کی یاد میں لگنے میں۔

"اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ"

پڑھنا اور ذکر و تلاوت میں لگ جانا یہ سب کچھ شامل ہے۔

تیسری آیت میں فرمایا کہ جو لوگ شیاطین کے تابع ہیں' شیاطین سے مانوس ہیں ان کی بات مانتے ہیں اور ان کے وسوسوں پر عمل کرتے ہیں شیاطین ان کو گمراہی میں کھینچے لیے جاتے ہیں۔ یہ لوگ کفر و شرک کی باتوں سے باز نہیں آتے۔ شیاطین سے مؤمن بندے ہی محفوظ رہ سکتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہتے ہیں۔

شیاطین کا گھر اور بستر میں رہنا:

((عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ فِرَاشٌ لِلرَّجُلِ وَفِرَاشٌ لِامْرَاَتِہٖ وَالثَّالِثُ لِلضَّیْفِ وَالرَّابِعُ لِلشَّیْطَانِ.)) [رواہ مسلم]

"حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک بستر مرد کے لیے' دوسرا بستر اس کی بیوی کے لیے اور تیسرا مہمان کے لیے ہے اور چوتھا شیطان کے لیے ہے۔" (مشکوٰۃ المصابیح)

جماع کے وقت دُعا پڑھ کر اولاد کو شیطان سے محفوظ رکھئے:

((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَوْ اَنَّ اَحَدَکُمْ اِذَا اَرَادَ اَنْ یَّاْتِیَ اَھْلَہٗ قَالَ بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطٰنَ

وَ جَنِّبِ الشَّیْطٰنَ مَا رَزَقْتَنَا فَاِنَّهٗ اِنْ یُّقَدَّرْ بَیْنَهُمَا وَلَدٌ فِیْ ذٰلِكَ لَمْ یَضُرَّهٗ شَیْطَانٌ اَبَدًا.)) [متفق علیه]

''حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس آنے کا ارادہ کرے یعنی جماع کرنا چاہے اور اس سے پہلے یہ پڑھے: ((بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطٰنَ وَ جَنِّبِ الشَّیْطٰنَ مَا رَزَقْتَنَا)) ''میں اللہ کا نام لے کر یہ کام کرتا ہوں۔ اے اللہ! ہمیں شیطان سے بچا اور جو اولاد تو ہم کو دے اس سے (بھی) شیطان کو دُور رکھ'' تو اس دعا کے پڑھ لینے کے بعد اس وقت کی ہمبستری سے جو اولاد پیدا ہوگی شیطان اسے کبھی ضرر نہ پہنچا سکے گا۔'' (بخاری و مسلم)

آکام المرجان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل ہے کہ مخنث (پیدائشی ہیجڑے) جنات کی اولاد ہوتے ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ سے عرض کیا گیا کہ یہ کس طرح ہوتا ہے؟ انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے حالتِ حیض میں جماع کرنے سے منع فرمایا ہے۔ سو اگر کوئی شخص حالتِ حیض میں جماع کرلے تو اس سے پہلے شیطان جماع کرلیتا ہے پھر اس سے جو حمل ہوجاتا ہے اس سے مخنث پیدا ہوتے ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: کیا تمہارے اندر مغربون دیکھے گئے ہیں؟ میں نے عرض کی: مغربون کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جن میں جنات شریک ہوجاتے ہیں۔ (رواہ ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک دعا اور بھی منقول ہے۔ جماع کرتے وقت جب منی خارج ہو تو اس کو دِل میں پڑھ لے۔ وہ دُعا یہ ہے:

((اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ لِلشَّیْطٰنِ فِیْمَا رَزَقْتَنِیْ نَصِیْبًا.))

[ذکرہ فی الحصن الحصین]

''اے اللہ! جو اولاد تو مجھے دے اس میں شیطان کا کچھ حصہ نہ کر۔'' [ع۔ر]

Marfat.com

مصادر مراجع

۱) قرآن کریم
۲) تفسیر لابن ابی حاتم
۳) اسباب النزول للواحدی
۴) تفسیر ابن کثیر
۵) اسباب النزول للسیوطی
۶) فتح القدیر للشوکانی
۷) تفسیر القرآن الحکیم للسید رشید رضا
۸) مؤطا لامام مالك بن انس
۹) الزهد لابن مبارك
۱۰) الجامع لابن وهب
۱۱) الجامع لعبد الرزاق
۱۲) المصنف لعبدالرزاق
۱۳) السنن لسعید بن منصور
۱۴) المسند للطیالسی
۱۵) المسند والسنن للشافعی
۱۶) المسند للحمیدی
۱۷) الاموال لابی عبید
۱۸) المصنف لابن ابی شیبه

Marfat.com

۱۹) المسند لاحمد بن حنبل
۲۰) المنتخب من مسنده لعبد بن حمید
۲۱) السنن للدارمی
۲۲) زوائد مسنده للحارث بن ابی اسامة
۲۳) الجامع الصحیح للبخاری
۲۴) الادب المفرد للبخاری
۲۵) خلق افعال العباد للبخاری
۲۶) السنن لابی داؤد
۲۷) الصحیح لمسلم بن الحجاج
۲۸) السنن لابن ماجه
۲۹) الصمت لابن ابی الدنیا
۳۰) السنن للترمذی
۳۱) الشمائل للترمذی
۳۲) المسند للباغندی
۳۳) الآحادیث لابن ابی عاصم
۳۴) المسند لابی یعلی الموصلی
۳۵) السنن للنسائی
۳۶) السنن الکبری للنسائی
۳۷) المنتقی لابن الجارود
۳۸) المسند للرویانی
۳۹) ذم اللواط لهیثم الدوری
۴۰) حدیث علی بن حجر لابن خزیمه

Marfat.com

۴۱) الصحیح لابی عوانه

۴۲) حدیث علی بن الجعد للبغوی

۴۳) حدیثه لابن صاعد

۴۴) الامالی للمحاملی

۴۵) صلاة العیدین للمحاملی

۴۶) شرح معانی الآثار للطحاوی

۴۷) مشکل الآثار للطحاوی

۴۸) حدیثه عن الحسن بن عرفة لابی عبداللّٰه القطان

۴۹) المسند للهیثم بن کلیب

۵۰) المعجم لابن الأعرابی

۵۱) حدیثه لابی علی الصفار

۵۲) مجلسان من الأمالی لابی العباس الأصم

۵۳) حدیثه لابی العباس الاصم

۵۴) حدیثه لابن السماك

۵۵) الفوائد لابی بکر الشافعی

۵۶) المعجم الکبیر للطبرانی

۵۷) زوائد معجم الطبرانی الاوسط والصغیر للطبرانی

۵۸) المعجم الصغیر للطبرانی

۵۹) عمل الیوم واللیلة لابن السینی

۶۰) اخلاق النبی ﷺ لابی الشیخ

۶۱) احادیث ابی الزبیر لابی الشیخ

۶۲) ابطال الحیل لابن بطة

Marfat.com

٦٣) الفوائد المنتقاة للمخلص

٦٤) المنتقى من حديثه للمخلص

٦٥) الافراد للدارقطنى

٦٦) الفوائد المنتقاة لابى الحسن الحربى

٦٧) التوحيد لابن منده

٦٨) أمالى المحاملى والصفار لابى الحسن بن الصلت المجبر

٦٩) جزؤه مخطوط لابى محمد بن معروف

٧٠) المستدرك للحاكم

٧١) الطب النبوى لابى نعيم

٧٢) جزؤه للشاموخى

٧٣) حديثه للباطرقانى

٧٤) السنن الكبرى للبيهقى

٧٥) ذم الكلام للهروى

٧٦) الثقفيات للثقفى

٧٧) الفوائد المنتقاة لابن الديباجى

٧٨) ستون حديثا عن ابى حنيفة لابى المعالى

٧٩) شرح السنة للبغوى

٨٠) تحريم الابنة لابن عساكر

٨١) اخبار اهل الرسوخ لابن الجوزى

٨٢) التحقيق فى مسائل التعليق لابن الجوزى

٨٣) الاحكام الكبرى لاشبيلى

Marfat.com

۸۴) الاعتبار بما فی الناسخ والمنسوخ من الآثار للحازمی

۸۵) الاحادیث المختارة للضیاء المقدسی

۸۶) الترغیب والترهیب للمنذری

۸۷) الإلمام بأحادیث الأحکام لابن دقیق العید

۸۸) شرح صحیح مسلم للنووی

۸۹) العلو للعلی الغفار للذهبی

۹۰) تهذیب السنن لابن القیم

۹۱) المنار لابن القیم

۹۲) نصب الرایة لاحادیث الهدایة للزیلعی

۹۳) خلاصة البدرالمنیر فی تخریج الاحادیث الواقعة ف
الشرح الکبیر لابن الملقن

۹۴) تخریج احادیث الاحیاء للعراقی

۹۵) مجمع الزوائد للهیثمی

۹۶) موارد الظمآن الی زوائد ابن حبان للهیثمی

۹۷) شرح سنن الترمذی لابن رجب

۹۸) المعتبر فی تخرج احادیث المنهاج والمختصر للزرکش

۹۹) مصباح الزجاجة فی زوائد سنن ابن ماجه للبوصیری

۱۰۰) الکواکب الدراری فی ترتیب مسند الامام احمد ی
ابواب البخاری لابن عروة الحنبلی

۱۰۱) فتح الباری لابن حجر

۱۰۲) التلخیص الجبیر فی تخریج احادیث الرافعی الکبیر بن
حجر

Marfat.com

۱۰۳) الجامع الصغير للسيوطى
۱۰۴) الجامع الكبير للسيوطى
۱۰۵) فيض القدير شرح الجامع الصغير للمناوى
۱۰۶) حاشية ابن ماجه لابى الحسن السندى
۱۰۷) نيل الاوطار شرح منتقى الاخبار للشوكانى
۱۰۸) مسند الامام احمد لاحمد محمد شاكر
۱۰۹) صفة صلاة النبى صلى الله عليه وسلم للالبانى
۱۱۰) الاحاديث الضعيفة والموضوعة واثرهاالسئ فى الا امة للالبانى
۱۱۱) الاحاديث الصحيحة للالبانى
۱۱۲) صحيح سنن ابى داؤد للالبانى
۱۱۳) ضعيف سنن ابى داؤد للالبانى
۱۱۴) ارواء الغليل فى تخريج احاديث منار السبيل للالبانى
۱۱۵) تخريج احاديث الحلال والحرام للقرضاوى
۱۱۶) مختصر الشمائل المحمدير للترمذى
۱۱۷) المعجم المفهرس لاحاديث المخطوطات
۱۱۸) الاحكام فى اصول الاحكام لابن حزم
۱۱۹) ارشاد الفحول الى علم الاصول للشوكانى
۱۲۰) مسائل الامام احمد واسحاق بن راهويه لاسحاق بن منصور
۱۲۱) مسائل الامام احمد لإبى داؤد
۱۲۲) مسائل الامام احمد لعبد الله بن الامام احمد

Marfat.com

۱۲۳) المحلیٰ لابن حزم

۱۲۴) هداية المجتهد ونهاية المقتصد لابن رشد

۱۲۵) الفتاوی لابن تیمیه

۱۲۶) الاختیارات العلمیه مطبوع مع الفتاوی لابن تیمیه

۱۲۷) اعلام الموقعین عن رب العالمین لابن القیم

۱۲۸) حجة الله البالغة لولی الله الدهلوی

۱۲۹) الروضة الندية شرح الدر رالبهية صديق حسن خان

۱۳۰) الفتوىٰ للاذقية لمحمد بن ابراهيم مفتى الملكة السعوديه

۱۳۱) نور الاسلام لمجلة الازهر الشريف

۱۳۲) حجاب المرأة المسلمة فی الکتاب والسنة للالبانی

۱۳۳) اللحية فی نظرالدين للمؤلف

۱۳۴) الثمر المستطاب فی فقه السنة والکتاب للالبانی

۱۳۵) الطبقات الکبریٰ لابن سعد

۱۳۶) تاریخ دمشق لابی زرعة الدمشقی

۱۳۷) الکنی والاسماء للدولابی

۱۳۸) الضعفاء للعقیلی

۱۳۹) کتاب الثقات لابن حبان

۱۴۰) تاریخ أصبهان لابی الشیخ ابن حبان

۱۴۱) الکامل فی الجرح والتعدیل لابن عدی

۱۴۲) تاریخ جرجان للسهمی

۱۴۳) حلية الاولياء لابی نعیم

۱۴۴) اخبار اصبهان لابی نعیم

Marfat.com

۱۴۵) تاریخ بغداد للخطیب البغدادی

۱۴۶) موضع اوھام الجمع والتفریق للخطیب البغدادی

۱۴۷) تاریخ دمشق لابن عساکر

۱۴۸) میزان الاعتدال فی نقد الرجال للذھبی

۱۴۹) سیرأعلام النبلاء للذھبی

۱۵۰) المشتبہ فی اسماء الرجال للذھبی

۱۵۱) زاد المعاد فی ھدی خیر العباد لابن القیم

۱۵۲) الاصابة فی تمییزالصحابة لابن حجر

۱۵۳) تقریب التھذیب لابن حجر

۱۵۴) لسان المیزان لابن حجر

۱۵۵) توضیح المشتبہ لابن ناصر الدین

۱۵۶) غریب الحدیث للحربی

۱۵۷) غریب الحدیث للسرقسطی

۱۵۸) غریب الحدیث لابن قتیبہ

۱۵۹) غریب الحدیث للخطابی

۱۶۰) النھایة فی غریب الحدیث والأثرلابن الأثر

۱۶۱) لسان العرب لابن منظور

۱۶۲) القاموس المحیط للفیروز آبادی

۱۶۳) الورع لابی بکر المروذی

۱۶۴) ألابانة عن شریعة الفرقة الناجیة ومجانبة الغرق المذمومة لابن بطة

۱۶۵) الجوھر النقی فی الرد علی البیھقی لابن الترکمانی

Marfat.com

۱۶۶) الرد علٰی رسالة اکمل الدین فی انتصاره لمذهب ابی حنیفة لعلی بن علاء الدین الحنفی

۱۶۷) اذکار الاذکار للسیوطی

۱۶۸) الرد علی مفتی المملکة السعودیة فی التصویر الشمسی لابی الوفاء

۱۶۹) نقد التاج الجامع للاصول للالبانی

Marfat.com

آداب الزفاف

یعنی

احکام نکاح

حدیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں

مولانا عبدالنصیر علوی

جامعہ اشرفیہ لاہور

Marfat.com